عہدِ نبوی کی جلیل القدر
خواتین کا دلنشین تذکرہ



فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ اللہ

حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہن

داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں

تالیف ابو انس ماجد البنکانی
ترجمہ از قلم ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

NOMANI



حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہن

داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں

نام کتاب

حیاتِ صحابیاتؓ

تالیف: ابو انس ماجد البنکانی

ترجمہ از قلم: ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

کمپوزنگ: عبدالقدوس

تاریخ اشاعت: جنوری ۲۰۰۷ء

مطبوعہ: ایس ٹی این پرنٹرز لاہور

ناشر: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 7321865

E-Mail: nomania2000@hotmail.com

فالصالحات قانتات حافظات للغيب بما حفظ الله



تالیف

ابو انس ماجد البنکانی

ترجمہ از قلم

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

حیاتِ صحابیات رضی اللہ عنہن

داستانیں عبرتیں اور نصیحتیں

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

7321865

E-Mail: nomania2000@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرست

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

نبی کریم ﷺ کی بیٹیاں، نواسی اور رضاعی بہن رضی اللہ عنہن

نبی کریم ﷺ کی پھوپھیاں

جلیل القدر صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن

جنھوں نے مدرسۃ نبوت سے فیض حاصل کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (التوبۃ: ۱۰۰)

''وہ مہاجرین و انصار جنھوں نے سب سے پہلے ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔''

خطبۃ الحاجۃ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَ نَسْتَغْفِرُهٗ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ......!!

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾

[النساء: ۱]

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ [الأحزاب: ۷۰-۷۱]

اَمَّا بَعْدُ : فَاِنَّ خَيْرَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

اسلام میں عورت کا مقام

اسلام نے عورت کو عزت و احترام کا مقام دیا ہے خواہ وہ ماں ہو، بیٹی ہو، بیوی ہو، یا بہن۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض ان خواتین کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے تاریخ انسانیت میں بڑے گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ، سیدہ مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ بنت مزاحم (رضی اللہ عنہن) کا تفصیلی تذکرہ قرآن حکیم میں کیا گیا ہے۔

اسی طرح سورۃ الممتحنہ میں ان جلیل القدر خواتین کا تذکرہ کیا گیا ہے جنھوں نے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان معزز خواتین کی ثابت قدمی اور جذبۂ ایمانی کا اعتراف کیا ہے۔

اسلام کے دورِ اوّل جسے خیر القرون ہونے کا شرف حاصل ہے، اس سنہری دور میں خواتین اسلام نے صبر و یقین، ایمان اور ثابت قدمی کے حوالے سے قابل قدر کارنامے سرانجام دیے۔

وہ جلیل القدر اور بہادر خواتین میدانہائے جہاد میں اپنے خاوندوں اور بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہوئیں اور انھوں نے راہ جہاد میں بے دریغ مالی اور جانی قربانیاں پیش کیں۔

آپ ذرا اسلامی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالیں تو آپ کو سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ

صدیقہ، سیدہ فاطمہ الزہرا، سیدہ اسماء بنت ابی بکر اور سیدہ ام سلیم (رضی اللہ عنہن) جیسی جلیل القدر عظیم المرتبت صحابیات رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں میدان جہاد میں ایثار و قربانی اور صبر وثبات کا بھرپور مظاہرہ کرتی ہوئی دکھائی دیں گی۔

دعوتِ حق کو پھیلانے، دین اسلام کی سربلندی اور اسلام کے جھنڈے کو چہار دانگ عالم میں لہرانے کے حوالے سے صحابیات کریمات رضی اللہ عنہن خواتین عالم کے لیے مشعل راہ ہیں۔

میری معزز ماؤں اور بہنوں سے التجاء ہے کہ وہ بھی ان جلیل القدر صحابیات کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کریں، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست استفادہ کرتے ہوئے اقامت دین میں بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلے میں انھوں نے انتہائی ذمے داری کا ثبوت دیا۔

میری مسلمان بہنو! جن جلیل القدر خواتین کی سوانح حیات کا تذکرہ ہم نے اس کتاب میں کیا ہے، آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ ان میں سے ہر ایک میں اخلاص، تقویٰ، ثابت قدمی، خوش اخلاقی، اللہ و رسول کی محبت و اطاعت اور ایثار وقربانی جیسے اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں اور انھوں نے دین حق کے دفاع کا فریضہ انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔

میں اپنی مسلمان بہنوں کو یہ نصیحت کروں گا کہ وہ ان عالی مرتبت صحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرت کا پوری توجہ سے مطالعہ کریں، جنھوں نے صحابہ کرام کی زندگیوں کو مشعل راہ بنا کر اسلام کی سربلندی وسرفرازی کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔

بلاشبہ ان قدسی نفوس شخصیات کی سوانح حیات کے مطالعے سے ایمان میں تازگی پیدا ہوگی اور دین اسلام کے لیے دلوں میں قربانی کا جذبہ پیدا ہوگا۔

خواتین کی اگر دینی منہج پر تربیت ہو جائے تو اسلامی معاشرے کی تشکیل میں

بنیادی کردار ادا کر سکتی ہیں۔

آج جو ہم اپنے معاشرتی حالات کی زبوں حالی دیکھ رہے ہیں اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہمارا سلف صالحین سے رابطہ ختم ہو چکا ہے۔

بلاشبہ ہم عالی مقام صحابیات کریمات رضی اللہ عنہن کی پاکیزہ زندگیوں سے استفادہ کرکے اپنے معاشرے کو درست سمت پر استوار کر سکتے ہیں۔

ہم اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہماری خواتین کو جلیل القدر صحابیات رضی اللہ عنہن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی عطا کرے۔

میں نے اس کتاب کی تالیف میں "**صور من حیات الصحابیات**"، "**نساء حول الرسول**" اور "**قصص من حیات الصحابیات**" جیسی کتابوں سے استفادہ کیا ہے میں ان کتابوں کے مؤلفین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور ان کے لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا و آخرت کی بہتری کا خواہستگار ہوں۔ میری اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ وہ اس کتاب کو مسلم امت کی جملہ خواتین کی اصلاح کا باعث بنائے اور قیامت کے دن اسے ہماری شفاعت کا باعث بنا دے۔ آمین یا رب العالمین۔

خیر اندیش

ابو انس ماجد البنکانی

القرآن الکریم

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبة: ۱۰۰)

''وہ مہاجرین وانصار جنھوں نے سب سے پہلے ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔''

حرفِ چند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ بَعْدِ......!

امت مسلمہ کی معزز بہنوں کی دینی راہنمائی کے لیے ایک مختصر اور جامع کتاب "**حیاۃ الصحابیات**" پیش خدمت ہے اور اسے عربی زبان میں الاستاذ ابو انس ماجد البنکانی نے نہایت عمدہ اسلوب میں تالیف کیا۔ مجھے یہ کتاب ایک عزیز نے بحرین سے بھیجی تو اس کا اسلوب نگارش پسند آیا اور دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ کیوں نہ اسے اردو زبان میں منتقل کر دیا جائے تاکہ اردو سمجھنے والی معزز خواتین اس سے استفادہ کر کے اپنی زندگی کو درست سمت دے سکیں۔

صحابہ کرام، صحابیات کریمات، تابعین عظام اور تابعیات عظیمات پر پہلے بھی میری کتابیں منظر عام آ چکی ہیں۔ جنھیں مختلف علمی، ادبی، روحانی اور جہادی حلقوں میں بنظر استحسان دیکھا گیا ہے۔ ان کتابوں میں بعض میری تالیفات ہیں اور بعض تراجم اب تک منظر عام پر آنے والی کتابوں کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

① حیات صحابہ کے درخشاں پہلو　② حیات تابعین کے درخشاں پہلو
③ جرنیل صحابہ (اردو۔ انگلش)　④ حکمران صحابہ رضی اللہ عنہم
⑤ شہسوار صحابہ رضی اللہ عنہم　⑥ مبشر صحابہ رضی اللہ عنہم
⑦ صحابیات مبشرات رضی اللہ عنہن (اردو۔ انگلش)　⑧ صحابیات طیبات۔
⑨ صحابیات کریمات (گلشن رسالت کی مہکتی کلیاں)
⑩ عہد تابعین کی جلیل القدر خواتین　⑪ فقہائے مدینہ
⑫ خواتین اہل بیت۔

اور اب اس سنہری سلسلے کی تیرھویں کتاب "حیات الصحابیات" پیش خدمت ہے۔ اگرچہ بعض صحابیات کا تذکرہ میری مذکورہ کتابوں میں متعدد بار دکھائی دے گا لیکن ہر کتاب میں ایک نئے اسلوب سے تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ اس سے ایک نئی جہت کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایک ہی بات کو مختلف پیراؤں میں کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے اس طرح گلہائے رنگا رنگ سے چمن کی زینت میں اضافہ کرنے کی ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب میں عظیم المرتبت صحابیات کی سوانح حیات کو اختصار کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں واقعات، داستانیں، عبرتیں اور نصیحتیں جابجا معزز قارئین کی نظر سے گزریں گی۔ ہر واقعے کا حوالہ ساتھ ہی درج کر دیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے کی دلجمعی کا باعث بن سکے۔ میری نظر میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ بچیوں کے مدارس میں اسے نصاب میں داخل کیا جائے۔

میں اپنی مسلمان معزز بہنوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہوں کہ ایمان یقین، صبر، توکل، تقویٰ، ایثار، حسن اخلاق، حسن تدبر، سلیقہ شعاری، اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لیے قربانی کا جذبہ، حب الٰہی، حب رسول ﷺ، حب قرآن اور حب اسلام جیسے پاکیزہ اور اعلیٰ و عمدہ اوصاف سے آراستہ ہونے کے لیے ان عالی مرتبت صحابیات کی سوانح حیات کا مطالعہ از حد مفید ہو سکتا ہے۔

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

معزز قارئین کرام سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ میری دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے رب العالمین کی بارگاہ میں دعا کریں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہی کی توفیق سے سب اچھے کام پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

" اَللّٰھُمَّ عَلِّمْنَا مَا یَنْفَعُنَا وَانْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَ زِدْنَا عِلْمًا یَااَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ " و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی النبی محمد و علی الہٖ و اصحابہ و سلم

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

ستمبر ۲۰۰۶

امہات المومنین

(رضی اللہ عنھن)

ام المومنین

سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

- قریش کی سردار
- طاہرہ لقب پانے والی
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کی محبت عطا کی گئی ہے۔''
- خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ہیرے جواہرات سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دی گئی جس میں نہ شور ہوگا اور نہ ہی تھکاوٹ ہوگی۔
- امت کی بہترین عورت سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔

ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

سیدہ خدیجہ بنت خویلد بن اُسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب القرشیۃ الطاہرہ۔ یہ جلیل القدر خاتون خاندان قریش کی سردار اور اپنے دور میں خواتین عالم کی سردار تھی۔

اس نے اقامت دین کے لیے اپنی جان اور مال کی قربانی دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ کھڑی ہو گئی۔

اس عالی مقام خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا پورے صبر وتحمل سے ساتھ دیا۔ جب قریش نے محاصرے اور معاشرتی بائیکاٹ کا فیصلہ کر کے اس تحریری دستاویز کو کعبہ کے اندر لٹکا دیا تھا۔ محاصرے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدرد چچا ابوطالب وفات پا گئے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بحواله سیرت ابن هشام: ١/٢٦٦

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ارشاد فرمایا:

«مَا اَبْدَلَنِیَ اللّٰہُ خَیْرًا مِنْهَا۔ آمَنَتْ بِیْ اِذْ کَفَرَ النَّاسُ وَ صَدَّقَتْنِیْ اِذْ کَذَّبَنِیَ النَّاسُ وَ وَاسَتْنِیْ بِمَالِهَا اِذْ حَرَمَنِیَ النَّاسُ وَ رَزَقَنِیَ اَوْلَادَهَا اِذْ حَرَمَنِیْ اَوْلَادُ النِّسَآءِ»

بحواله: مسند احمد: ٢٤٧٤٥

''اللہ نے مجھے اس کے بدلے میں بہتر بیوی نہ دی وہ مجھ پر ایمان لائی جب لوگوں نے میرا انکار کیا۔ اس نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ اس نے میری اپنے مال سے مدد کی جب لوگوں نے مجھے

محروم کیا۔اور اللہ نے مجھے اس سے اولاد عطا کی جب کہ دیگر بیویوں سے مجھے اولاد سے محروم رکھا۔''

((وَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ـ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَىٰ نِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِلَّا عَلَىٰ خَدِيْجَةَ وَ إِنِّيْ لَمْ أُدْرِكْهَا ـ قَالَتْ: وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ فَيَقُوْلُ: أَرْسِلُوْا بِهَا إِلَىٰ أَصْدِقَآءِ خَدِيْجَةَ ـ قَالَتْ : فَأَغْضَبْتُهُ يَوْمًا فَقُلْتُ خَدِيْجَةَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّيْ قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا))

بحواله صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة،حديث:٦٢٧٨

'' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں مجھے نبی کریم ﷺ کی بیویوں پر سب سے زیادہ غیرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی حالانکہ میں نے اسے دیکھا نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب کوئی بکری ذبح کرتے تو یہ ارشاد فرماتے کہ اس بکری کا گوشت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہلیوں کو بھیج دو۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ناقدانہ بات کہہ کر ناراض کردیا تھا۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی محبت عطا کی گئی ہے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے،فرماتی ہیں:

((مَا غِرْتُ عَلَى إِمْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَىٰ خَدِيْجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ اَنْ يَتَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ لِمَا كُنْتُ اَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ اَمَرَهُ اللّٰهُ اَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ

وَ اِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ»

(رواه البخاری و مسلم)

''ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اتنی غیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ محترمہ پر نہیں کھائی جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت محسوس کی حالانکہ وہ میری شادی سے پہلے وفات پا چکی تھی۔ جب میں یہ سنتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا تذکرہ کر رہے ہیں اور یہ سنتی کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ہیرے جواہرات سے مرصع عالی شان محل کی خوشخبری دے دو اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نام پر بکری ذبح کرتے تو صرف بیویوں پر ہی اسے تقسیم نہ کرتے تو مجھے یہ دیکھ کر غیرت محسوس ہونے لگتی اور میری طبیعت میں غصہ آ جاتا۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے تو یہ کہتیں گویا خدیجہ کے علاوہ دنیا میں کوئی اور خاتون ہے ہی نہیں؟ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

''وہ ایسی تھی ایسی تھی اور اس سے مجھے اولاد میسر آئی تھی۔''

بحواله صحيح البخاری ، كتاب مناقب الأنصار ،باب تزويج النبی صلى الله عليه وسلم خديجه و فضلها رضی الله عنها

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ ارشاد فرمانا کہ وہ ایسی تھی ایسی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بڑی عالم فاضل اور دانشور خاتون تھی۔

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفا داری، حکمت و دانائی، بردباری اور دانش مندی کا سب سے پہلے اظہار اس وقت ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل

ہونے سے پہلے آپ کو نیند میں سچے خواب آیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ رات کو خواب دیکھتے صبح ہوتی تو خواب کی تعبیر سامنے آ جاتی۔ پھر آپ ﷺ کا دل پسند مشغلہ یہ ہو گیا کہ آپ ﷺ عبادت کے لیے غار حرا میں چلے جاتے اور کئی کئی راتیں وہاں تنہائی میں عبادت میں مصروف رہتے۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو آپ مزید سامان لینے کے لیے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ جاتے۔

ایک روز غار حراء میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ پڑھیے، آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں! آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اپنی بغل میں لے کر خوب دبایا اور پھر مجھے چھوڑ دیا پھر اس نے کہا کہ پڑھیے! آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے دوبارہ پکڑا اور خوب دبایا پھر مجھے چھوڑ دیا تو اس نے پھر کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر اس نے مجھے تیسری مرتبہ بغل میں لے کر خوب دبایا پھر مجھے چھوڑ دیا اور ان آیات کی تلاوت کی:

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝﴾ (العلق: ۱۔۵)

”پڑھو اے نبی ﷺ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھلایا۔ اس نے انسان کو وہ علم سکھلایا جس کو وہ جانتا نہ تھا۔“

یہ وحی نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا مجھے اوڑھنے کے لیے کمبل دو یہاں تک کہ آپ ﷺ کا

خوف جاتا رہا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے؟ اور اس کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بتایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سن کر کہنے لگی میرے سرتاج خطرے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے کسوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات میں آپ مدد کرتے ہیں۔

اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئی اور اسے کہا ذرا ان کی روئیداد تو سنیں۔ ورقہ بن نوفل بہت بڑا عالم تھا وہ متوجہ ہوا اور اس نے کہا فرمایئے کیا ماجرا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ سنا دیا۔ ورقہ بن نوفل نے اطمینان سے پوری بات سن کر کہا یہ تو وہ فرشتہ ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آیا کرتا تھا۔ کاش کہ جب آپ کی قوم آپ کو اپنے وطن سے نکل جانے پر مجبور کر دے گی اگر میں اس وقت زندہ ہوا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔

بحواله صحيح البخارى ، كتاب بدء الوحى ١/٣، صحيح مسلم كتاب بدء الوحى: ١/٣٧٩

- غَطَّنِيْ: اس نے مجھے شدت سے دبایا۔
- الجَهْدَ: مشقت
- زَمِّلُوْنِيْ: مجھے اوڑھنے کے لیے کمبل دو۔
- لَا يُخْزِيْكَ: تجھے رسوا نہیں کرے گا۔
- تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ: تم فقیر کی مدد کرتے ہو۔

- نَوائِبِ الْحَقِّ: حوادثات ومصائب
- جَزْعًا : جوان

« عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتٰی جِبْرِیْلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهٖ خَدِیْجَةُ قَدْ اَتَتْكَ فَاَقْرَأْ عَلَیْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَ مِنِّیْ وَ بَشِّرْهَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِیْهِ وَ لَا نَصَبَ » (بحوالہ ، بخاری، مسلم)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئی ہے اسے اس کے رب اور میری طرف سے سلام کہیں اور اسے جنت میں ہیرے جواہرات سے بنے ہوئے گھر کی بشارت دے دیں، جس میں نہ شور ہوگا اور نہ ہی تھکاوٹ ہوگی۔''

« عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: خَیْرُ نِسَآءِ هَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ، وَ خَیْرُ نِسَآءِ هَا خَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ »

(بحواله صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، صحیح مسلم، فضائل الصحابة، رقم: ٢٤٣٠

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں امت کی بہترین خاتون سیدہ مریم بنت عمران ہے اور امت کی بہترین عورت سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔''

« عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ـ قَالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فِی الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوْطٍ فَقَالَ:

"أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟" فَقَالُوا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ "اَفْضَلُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ اِمْرَاءَةُ فِرْعَوْنَ وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنَ»

بحواله صحيح الجامع رقم:١١٣٥

''عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچی اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ سب نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خواتین اہل جنت میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران رضی اللہ عنہن ہیں۔''

«عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ عِنْدَهُ خَدِيْجَةُ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ يُقْرِئُ خَدِيْجَةَ السَّلَامَ " فَقَالَتْ : اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَ عَلَى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ» (رواه مسلم، و نسائی)

'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تو عرض کی کہ اللہ تعالیٰ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہتے ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا اللہ سراپا سلامتی ہے جبرائیل پر سلامتی ہو اور آپ پر سلامتی ہو اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔''

«عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ـ قَالَتِ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، اُخْتُ خَدِيْجَةَ، عَلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانُ خَدِيْجَةَ فَارْتَاحَ لِذَالِكَ فَقَالَ:" اَللّٰهُمَّ

هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ" فَغِرْتُ فَقُلْتُ : وَ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ فَأَبْدَ لَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا)) (رواہ مسلم)

''ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک دن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالة بنت خویلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے استیذ ان کو پہچان کر خوش ہو کر فرمایا: الٰہی کیا بات ہے کہ آج ہالة آئی ہے سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ دیکھ کر غیرت آ گئی اور میں نے کہا یہ کیا آپ ہر وقت قریش کی ایک سرخ چوڑے جبڑے والی ایک بڑھیا کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں جو عرصہ ہوا ہلاک ہو چکی اللہ نے اس سے بہتر بیوی آپ کو عطا کی ہے۔''

((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ عَلَىٰ خَدِيجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ)) (رواہ مسلم)

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔''

جب کچھ عرصے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول منقطع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ غمگین رہنے لگے یہ دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھاری محسوس ہو رہے تھے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور حوصلہ دیتے ہوئے کہنے لگیں۔ میرے سرتاج آپ غمگین نہ ہوں یہ سختی کے دن عنقریب ختم ہو جائیں گے تنگی کے بعد کشادگی آنے والی ہے۔ یہ اللہ کا دستور ہے کہ تنگی کے بعد خوشحالی آتی ہے مشکل کے بعد آسانی پیدا ہوتی ہے۔

یہ قانون قدرت ہے کہ شاخ گل پر پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں۔

« عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: " اُمِرْتُ اَنْ اُبَشِّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَ لَا نَصَبَ »

بحواله صحيح الجامع،رقم:١٣٦٨

"عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ہیرے جواہرات سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دوں جس میں نہ شور ہوگا اور نہ ہی تھکاوٹ ہوگی۔"

علامہ مناوی رحمہ اللہ حدیث میں مذکور (اُمِرْتُ اَنْ) کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیوی خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو جنت میں ہیرے جواہرات سے مرصع گھر کی خوشخبری دوں۔ یہ گھر ایک عالی شان محل ہوگا جس میں ہیرے جواہرات کا جڑاؤ کیا گیا ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ محل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے بطور خاص تیار کیا ہے۔ یہ محل بڑا پرسکون ہوگا۔ اس میں کسی قسم کا شور وغل نہ ہوگا اور نہ اس میں رہتے ہوئے کوئی تھکاوٹ اور اکتاہٹ محسوس ہوگی۔ جنت میں بنائے گئے عالی شان ہیرے جواہرات سے مرصع محل کو جو گھر کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ گھر دنیا کے اس گھر کے بدلے عطا کیا گیا ہے جو اس نے اسلام کی سر بلندی کے لیے وقف کردیا تھا اور وہاں سید المرسلین، خاتم النبیین سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم رہائش پذیر ہوئے تھے، اس گھر میں کئی مرتبہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے وحی لے کر نازل ہوئے یہ گھر دنیا میں رشک جنت بنا رہا۔ جنت میں یہ عالی شان محل

خاص طور پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے تیار کیا گیا اور دنیا میں جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اس عالی شان محل کی بشارت دے دی گئی۔

عبد اللہ بن اَبی اوفیٰ رضی اللہ عنہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« بَشِّرُوْا خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَ لَا نَصَبَ » (بحواله صحيح البخارى:١٦٩٩، صحيح مسلم:٢٤٣٥)

"خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ہیرے جواہرات سے مرصّع گھر کی خوشخبری دو جس میں شور وغوغا ہوگا اور نہ ہی تھکاوٹ و اکتاہٹ ہوگی۔"

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ، مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ آسِيَةُ امْرَأَةِ عِمْرَانَ »

بحواله صحيح الجامع:٣١٤٣، ٣٣٢٨

"خواتین عالم میں فضل و شرف میں سب سے بڑھ کر آپ کو مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم (رضی اللہ عنہن) دکھائی دیں گی۔"

بعض نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ارض وسماء کے درمیان یہ چار مذکورہ خواتین سب سے زیادہ فضل و شرف والی ہیں۔

بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ چار خواتین اپنے دور کی سب سے افضل و برتر خواتین ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اس امت کی سب سے افضل خواتین یہ چار ہیں جن کا حدیث کا تذکرہ کیا گیا ہے۔سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت

میں جو عالی شان محل تیار کیا گیا ہے اس کے حدیث میں یہ اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

1. مِنْ قَصَبٍ
2. لَا صَخَبَ فِيْهِ
3. وَ لَا نَصَبَ

"مِنْ قَصَبٍ" کا مطلب یہ ہے کہ وہ عالی شان محل جو ف دار ہیرے جواہرات سے مرصّع کیا گیا ہوگا۔

"لَا صَخَبَ فِيْهِ" کا مطلب یہ ہے کہ اس محل کا اندرونی ماحول نہایت پرسکون اور نشاط انگیز ہوگا اس میں کوئی کسی قسم کا شور وغل نہیں ہوگا۔

"وَلَا نَصَبَ" کا مطلب یہ ہے کہ اس عالی شان محل میں رہنے والے کو کسی قسم کی تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا احساس نہیں ہوگا۔ محل میں رہنے والے نہایت پر لطف امید پرسکون ہوگی۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

« خَيْرُ نِسَآءِ هَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ، وَ خَيْرُ نِسَآءِ هَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ »

بحواله صحيح البخاری ،باب تزويج النبی ﷺ ، خديجة و فضلها۔صحيح مسلم، فضائل الصحابة:٢٤٣٢

"دنیا کی خواتین میں بہتر مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا اور دنیا کی خواتین میں بہتر خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔"

حدیث میں جو " خَيْرُ نِسَآئِهَا" کا لفظ مذکور ہے اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ دنیا کی خواتین میں بہتر۔ لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ امت مسلمہ کی خواتین میں بہتر علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے بھی امام نووی رحمہ اللہ کے

موقف کی تائید کی ہے۔

استاذ وکیع نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا کہ ارض و سماء میں سب خواتین میں بہتر سیدہ مریم بنت عمران اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

ایک مرتبہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نسوانی غیرت میں مغلوب ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہر وقت قریش کی اس بوڑھی عورت کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں جو سرخ اور چوڑے جبڑے والی تھی حالانکہ وہ کبھی کی فوت ہو چکی، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہتر بیوی عطا کر دی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا:

سنئے عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے بہتر بیوی مجھے میسر نہیں آئی وہ ایسی عظیم خاتون تھی وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب کہ لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا تھا اور اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کی نعمت سے نوازا جب کہ دیگر بیویوں نے مجھے اولاد سے محروم رکھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں:

((سَيِّدَاتُ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اَرْبَعٌ مَرْيَمُ،وَ فَاطِمَةُ ، وَ خَدِيْجَةُ وَ آسِيَةُ)) بحواله صحيح الجامع:٣٦٧٨

” خواتین اہل جنت کی سردار چار عورتیں ہیں، مریم، فاطمہ، خدیجہ اور آسیہ، سب پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((سَيِّدَاتُ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اَرْبَعٌ: مَرْيَمُ وَ فَاطِمَةُ وَ خَدِيْجَةُ وَ آسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوانَ))

” خواتین اہل جنت کی سردار چار ہیں ، مریم، فاطمہ، خدیجہ اور فرعون کی بیوی آسیہ۔“

اس روایت کی رو سے ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

علامہ ابن عبد البر نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

((سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ ثُمَّ فَاطِمَةُ ثُمَّ خَدِيْجَةُ ثُمَّ آسِيَةُ))

"خواتین عالم کی سردار مریم ہے پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے پھر خدیجہ ہے اور پھر آسیہ ہے۔"

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دس سال بعد ماہِ رمضان میں ہجرت سے تین سال پہلے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں پچیس سال گزارے۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پے در پے مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور خاص طور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدرد چچا ابوطالب نے وفات پائی تو مشرکین کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے۔ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی تکالیف دینا شروع کر دیں جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ غمگین رہنے لگے۔

جس سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے چچا ابو طالب بن عبد المطلب نے وفات پائی، اس کا نام غم کا سال رکھ دیا گیا۔ اللہ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور وہ اللہ پر راضی ہوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے جنت الفردوس میں آباد کیا۔

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا:

١۔ سیرت ابن هشام: ١/٢٦٦
٢۔ مسند امام احمد: ٢٤٧٤٥
٣۔ صحیح مسلم، فضائل الصحابة
٤۔ صحیح البخاری مناقب الأنصار
٥۔ سورة العلق
٦۔ صحیح البخاری ، کتاب بدء الوحی: ١/٣
٧۔ صحیح مسلم ، کتاب بدء الوحی: ١/٣٧٩
٨۔ صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ
٩۔ صحیح مسلم، فضائل الصحابة: ٢٤٣٠
١٠۔ صحیح الجامع: ١١٣٥
١١۔ صحیح الجامع: ١٣٦٨
١٢۔ صحیح البخاری: ١٦٩٩
١٣۔ صحیح مسلم: ٢٤٣٥
١٤۔ صحیح الجامع: ٣١٤٣۔٣٣٢٨، ٣٦٧٨

ام المومنین

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

- نبی کریم ﷺ کی چہیتی بیوی جس کی بریت کے لیے سات آسمانوں کے اوپر سے آیات نازل ہوئیں۔
- اسے اور اس کے والد گرامی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کا اعزاز حاصل تھا۔
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو صحابہ کرام کی معلّمہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی زاہدہ، عابدہ اور معزز خاتون تھی۔
- اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام بھیجا۔
- شادی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں کنواری ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو صدیقہ کائنات تھی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر تھی یہ قریشی، تیمی اور مکی جلیل القدر خاتون تھی۔ اسے اور اس کے والد گرامی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کا اعزاز حاصل تھا۔

یہ ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز تھی۔

اس کا والد گرامی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب نظر صحابی تھا، یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہیتی بیوی تھی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ عزیز تھی۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

« اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ إِلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ؟ »

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سب لوگوں سے بڑھ کر کون عزیز ہے۔''

« قَالَ : عَائِشَةُ »

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا''

« قَالَ : فَمِنَ الرِّجَالِ ؟ »

''اس نے عرض کی مردوں سے؟''

« قَالَ : اَبُوْهَا »

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا باپ!

« قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ »

”میں نے عرض کی پھر کون؟

« قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، فَعَدَّ رِجَالًا »

”آپ ﷺ نے فرمایا پھر عمر بن خطاب پھر بہت سے آدمیوں کے نام لیے۔“

بحواله صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة: ٢٣٨٤

- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت میں سات آسمانوں ... پر سے آیات نازل ہوئیں۔
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو صحابہ کرام کی معلّمہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی صابر و شاکر خاتون تھی۔ کئی دن گزر جاتے کہ نبی کریم ﷺ کے گھر کے چولہے میں آگ نہ جلتی اور یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صبر وشکر سے راضی خوشی کھجور اور پانی پر گزارہ کرتی اور ہر دم شاداں و فرحاں رہتی۔
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی زاہدہ، عابدہ اور معزز خاتون تھی۔

تمیم بن سلمہ، عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انھوں نے ستر ہزار درہم اللہ کی راہ میں تقسیم کیے اور خود اپنے لباس کو پیوند لگائے ہوئے تھیں۔

ایک دفعہ میں نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم پیش کیے۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا تمام درہم مستحقین میں تقسیم کر دیے اور گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو کنیز سے کہا میری افطاری لایئے، وہ روٹی اور تیل لے کر حاضر ہوگئی۔ پھر کنیز نے کہا آپ نے آج اتنی بڑی مقدار میں درہم تقسیم کیے ہیں اگر

آپ ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں تو ہم آج اس سے روزہ افطار کر لیتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ناراض نہ ہو اگر تم مجھے پہلے یاد کرادیتی تو شاید میں ایسا کر لیتی۔

بحواله حِلْيَة الأَوْلِيَاء: ٢/٤٧

- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے آٹھ سال پہلے پیدا ہوئی۔
- ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہتے ہیں۔

«عَنْ عَائِشَةَ ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ۔ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِءُ لَكِ السَّلَامَ " فَقَالَتْ : فَقُلْتُ وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ»

بحواله: صحيح البخاری ، كتاب فضائل الصحابة، صحيح الجامع: ٧٩١٥

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی اجازت لے کر اندر آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابا جان مجھے آپ کی خدمت میں دیگر ازواج مطہرات نے بھیجا ہے وہ کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیگر تمام بیویوں پر ترجیح دیتے ہیں ہمارے ساتھ برابر کا رویہ ہونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بات سن کر فرمایا: بیٹی کیا جو میں پسند کرتا ہوں وہ آپ کو پسند نہیں؟ اس نے بڑے معصومانہ انداز میں جواب دیا کیوں نہیں ابا جان! آپ کی پسند، میری پسند آپ کی خوشی میری خوشی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں عائشہ کو پسند کرتا ہوں بیٹا تم بھی اسے پسند کرو تو سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان کا فرمان سن کر واپس چلی گئی اور ازواج مطہرات کو جا کر صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ ازواج مطہرات نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے کے لیے کہا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اس غرض سے ابا جان کی خدمت میں حاضری نہیں

دوں گی۔ بعد ازاں ازواج مطہرات نے ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں یہی میرے مقابلے میں آتی تھی۔ یہ بڑی متقی، پرہیز گار، فیاض، صلہ رحمی کرنے والی، سچائی کی خوگر اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی غرض سے صدقہ و خیرات کرنے والی تھی۔ البتہ طبیعت کی قدرے تیز تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ بدستور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی آمد پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ازواج مطہرات نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ وہ ابن أبی قحافہ کی بیٹی کے حوالے سے آپ سے عدل و انصاف کا مطالبہ کرتی ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر وہ میرے بارے میں باتیں کرنے لگی اور دیر تک بولتی رہی میں انتظار کرتی رہی کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت دیں گے مگر وہ اپنے قیافے سے پہچان گئی کہ رسول اللہ ﷺ میرے اس پر غالب آنے کو ناپسند نہیں کرتے، جب میں نے اس کو ترکی بترکی سنائیں تو وہ خاموش ہوگئی۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''آخر یہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے کوئی معمولی بات نہیں!۔''

مسلم شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

«اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: لِابْنَتِهٖ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَیْ بُنَیَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّیْنَ مَا أُحِبُّ؟ فَقَالَتْ: بَلٰی، قَالَ: فَأَحِبِّی هٰذِهٖ»

بحواله بخاری ، کتاب الهبة، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة:٢٤٤٢، باب فضائل فاطمة۔

''نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بیٹی کیا تو اسے پسند نہیں کرتی جسے میں پسند کرتا ہوں۔اس نے کہا کیوں نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو بھی اس کو یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کو پسند کر۔''

ذرا غور کیجیے کہ نبی کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کس قدر تعلق خاطر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنائیت کے اس تعلق کو زندگی کے آخری لمحے تک نبھایا۔ ایسا بھلا کیوں نہ ہوتا۔سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع دی تھی۔

((هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ)) بحوالہ ترمذی: ۳۰٤۱

''یہ تیری دنیا و آخرت میں بیوی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے جس بیماری میں وفات پائی آپ ﷺ بیماری کے دوران بار بار فرمانے لگے۔کل میں کہاں ہوں گا؟ تمام ازواج مطہرات نے محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا دلی ارادہ یہ ہے کہ انھیں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا دیا جائے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی تمام بیویوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ پہنچا دیا جائے جہاں آپ چاہتے ہیں۔لہٰذا آپ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا دیا گیا اور وہیں اس کے پاس رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

((قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَ اِنَّ رَأْسَهُ بَيْنَ نَحْرِيْ وَ سَحْرِيْ وَ خَالَطَ رِيقَهُ رِيْقِي وَ تَقُوْلُ وَ دُفِنَ فِيْ بَيْتِي))

بحوالہ صحیح البخاری کتاب الجنائز

''ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے گھر میں اس دن وفات پائی جو میری باری کا دن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ ﷺ کی روح قبض کی اس وقت آپ کا سر مبارک میری

گود میں تھا اور آپ کا لعاب میرے لعاب سے مل گیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے گھر میں دفن کیا گیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین جنت کی سردار سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو یہ وصیت کی تھی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محبت سے پیش آنا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے مجھے نو خصوصیات عطا کی ہیں۔ اس اعتبار سے سیدہ مریم بنت عمران کے بعد مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔

① جبرائیل علیہ السلام میری تصویر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ وہ مجھ سے شادی کر لیں۔

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں شادی کے وقت صرف میں کنواری تھی۔

③ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کی گئی آپ کا سر میری گود میں تھا۔

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میرے گھر میں بنائی گئی۔

⑤ فرشتوں نے میرے گھر کو ڈھانپ لیا۔

⑥ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں۔

⑦ اللہ تعالیٰ نے میری بریت کی خاطر آسمان سے آیات نازل کیں۔

⑧ میں پاکیزہ گھرانے میں پاکیزہ پیدا کی گئی۔

⑨ مجھ سے مغفرت اور عزت کی روزی کا وعدہ کیا گیا۔

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَ لَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ

كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ»

بحواله صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل عائشة، فتح الباري:٧/١٣٣، (٣٧٦٩-٣٧٧٠)

"مردوں میں بہت تعداد میں کامل ہوئے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خواتین پر فضیلت و برتری اس طرح ہے جیسے ثرید تمام کھانوں پر افضل و برتر ہوتا ہے۔"

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اولاد آدم کے سردار اور سید المرسلین علیہ السلام کی بیوی تھی۔

«عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ يَجِيْئُ بِكَ الْمَلَكُ فِيْ سرقة مِنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ: لِيْ هٰذِهِ امرء تُكَ فَكَشَفْتُ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ اِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ»

بحواله صحيح البخاري فتح الباري:٧/١٧٥، صحيح مسلم:٢٤٣٨

"ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتہ تیری تصویر ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لایا ہے میں نے ریشم کے کپڑے کو کھول کر دیکھا تو ہو بہو تو ہی تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے تو اللہ تعالی اسے پورا کرے گا۔"

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی شادی کی عمر بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

«تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ أَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَ أُدْخِلْتُ عَلَيْهِ وَ اَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَ كُنْتُ اَلْعَبُ عَلَى الْمرجوحة وَلِي جُمَّةٌ فَأُتِيْتُ وَ اَنَا أَلْعَبُ عَلَيْهَا فَأَخِذْتُ

فَهُيِّئْتُ ثُمَّ أُدْخِلْتُ عَلَيْهِ وَ أُرَى صُوْرَتِي فِي حَرِيْرٍ))

بحواله ابو داود في كتاب الأدب: ١٤٣٥

''رسول اللہ ﷺ نے جب مجھ سے شادی کی، میری عمر چھ سال تھی اور جب میری رخصتی کی گئی اس وقت میری عمر نو سال تھی۔ میں جھولے میں کھیلتی تھی میرے سر کے بال گھنے تھے مجھے کھیلتے ہوئے پکڑ کر تیار کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا گیا میں نے اپنی تصویر ریشم کے کپڑے میں دیکھی۔''

رسول اللہ ﷺ سب سے افضل و بہتر خاوند تھے۔ آپ ﷺ اپنی بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہایت ہمدردی کے ساتھ پیش آتے، اس کی نوعمری کو پیش نظر رکھتے، اس کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کرتے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں لڑکیوں کے ساتھ کھیل لیا کرتی تھی میری سہلیاں رسول اللہ ﷺ سے ہچکچاہٹ محسوس کرتیں لیکن آپ ﷺ ان کی موجودگی سے خوشی محسوس کرتے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو میری سہیلیاں آپ ﷺ سے شرم محسوس کرتے ہوئے چھپ جاتیں لیکن آپ ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور میرے ساتھ کھیلنے کی تلقین کرتے۔

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول کی خدمت میں اس وقت تحائف بھیجتے جب آپ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سوتنیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوتیں اور اس سے کہنے لگیں اے ام سلمہ! بخدا لوگ رسول اللہ ﷺ کو تحائف اس دن پیش کرتے ہیں جب

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوتے ہیں۔ ہمارے بھی آخر ارمان ہیں ہم بھی اس خیر و بھلائی کی امید رکھتی ہیں جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چاہتی ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں کہ وہ لوگوں کو یہ حکم دیں کہ تحائف وہیں بھیج دیا کریں جس گھر میں آپ تشریف فرما ہوں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ بات کی تو آپ نے پہلو تہی اختیار کی اور سنی ان سنی کردی۔ تیسری مرتبہ پھر میں نے آپ کی خدمت میں یہی معروضات پیش کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَ اَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَاءَةٍ مِنكُنَّ غَيْرِهَا »

بحوالہ صحیح البخاری

''اے ام سلمہ! آپ مجھے عائشہ کے معاملے میں تکلیف نہ دیں اللہ کی قسم تم سب ازواج مطہرات میں صرف وہی ایک منفرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت وحی نازل کی جب کہ میں اس کے پاس تھا۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: یارسول اللہ اگر آپ ایک وادی میں فروکش ہوں جہاں ایسے درخت ہوں جن کو جانوروں نے کھایا ہو اور آپ کو وہاں ایک ایسا درخت نظر آجائے جس کو بالکل کسی نے نہ کھایا ہو تو آپ اپنا اونٹ کس درخت پر چرائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظاہر ہے اس درخت سے چراؤں گا جس کو کسی نے نہ کھایا۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے علاوہ کسی باکرہ خاتون سے شادی نہیں کی۔

بحوالہ صحیح البخاری

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ابتداء کی، اور فرمایا اے

عائشہ رضی اللہ عنہا میں آپ کے ساتھ ایک معاملے کا ذکر کرنے والا ہوں۔ آپ اس سلسلے میں جلد بازی نہ کریں، اپنے والدین سے مشورہ کر کے مجھے جواب دیں حالانکہ آپ کو علم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا مشورہ کبھی نہیں دیں گے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۝ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ ﴾

(سورۃ الاحزاب:۲۸۔۲۹)

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت و آرائش چاہتی ہو تو میں تمھیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو اور آخرت کے گھر یعنی جنت کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکو کاری کرنے والی ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔“

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دینی معاملے میں طبیعت کی بڑی سخت تھی جب کسی مسئلے میں ایک موقف اختیار کر لیتیں تو اس پر استقامت کا بھرپور مظاہرہ کرتیں۔

عبد اللہ بن زیاد الأسدی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب طلحہ، زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر اور اپنے بڑے بیٹے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا وہ دونوں ہمارے پاس کوفہ آئے۔ حسن بن

علی قبر کی اوپر والی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے اور عمار بن یاسر نچلی سیڑھی پر کھڑے ہو گئے ہم وہاں اکٹھے ہو گئے میں نے عمار بن یاسر کو سنا وہ کہہ رہے تھے۔

''اللہ کی قسم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں بیوی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمھیں آزمانا چاہتا ہے کہ تم امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرتے ہو یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اطاعت کرتے ہو''

بحواله: بخاری ، کتاب فضائل الصحابة ،باب فضائل الصحابة:٣٧٧٢، (٧١٠٠_٧١٠١)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کا تذکرہ کیا تو میں بول پڑی ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

((اَمَا تَرْضِيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ زَوْجَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ قُلْت بَلٰى وَاللّٰهِ قَالَ : فَانْتِ زَوْجَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ))

وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ " عَائِشَةُ زَوْجَتِيْ فِي الْجَنَّةِ " بحواله صحيح الجامع:٣٩٦٥

''کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو میری دنیا اور آخرت میں بیوی ہو میں نے کہا اللہ کی قسم کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میری دنیا اور آخرت میں بیوی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ جنت میں میری بیوی ہے۔''

علامہ مناوی رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کہ''عائشہ جنت میں میری بیوی ہے۔'' تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سب بیویوں سے بڑھ کر عزیز تھی۔ ورنہ جنت میں

تو سب ازواج مطہرات آپ کے ساتھ ہوں گی۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں افضل کون ہے؟

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان فضل وشرف کی اطراف مختلف نوعیت کی ہیں بعض خوبیوں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہے اور بعض میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر افضلیت کا معیار اجر وثواب کے اعتبار سے ہو تو اس کا حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے وہی جانتا ہے کہ اجر وثواب میں افضل کون ہے یہ بات پیش نظر رہے کہ دلوں کا عمل دوسرے جسمانی اعضاء کے عمل سے افضل ہوتا ہے اگر فضیلت کثرت علم کے اعتبار سے دیکھی جائے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس خوبی میں افضل دکھائی دیتی ہیں اگر خاندانی شرف کے اعتبار سے افضلیت کا فیصلہ کیا جائے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور اس کی بہنیں سب سے افضل دکھائی دیتی ہیں اگر سیادت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سب سے افضل دکھائی دیتی ہیں۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین اہل جنت کی سردار قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم میں اگر چہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل تھیں لیکن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ عظیم المرتبت خاتون ہے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نے جان و مال سے معاونت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں پوری توجہ دی ۔ اور بعد میں آنے والوں کے اجر وثواب میں بھی اسے بدستور حصہ ملے گا اور اس کی حقدار تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری کے دوران سوال کرتے تھے جس میں آپ نے وفات پائی کہ کل میں

کہاں ہوں گا؟ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن کا ارادہ رکھتے تھے، تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی کہ جہاں آپ کی مرضی وہاں پہنچا دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے اور آپ نے ان کے پاس وفات پائی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن وفات پائی جو میری باری کا دن تھا، آپ ﷺ نے میرے گھر میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح جس وقت قبض کی آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور آخری لمحات میں آپ کا لعاب دہن میرے لعاب سے مل گیا۔

بحوالہ، بخاری، مسلم

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب خواتین سے بڑھ کر عالم فاضل تھی بلکہ وہ مردوں کی معلّمہ تھی۔ اکابر صحابہ کرام فتوے کے سلسلے میں اس سے رجوع کرتے تھے۔

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بڑا قریب سے دیکھا وہ ہر آیت کے شان نزول، فرض، سنت، شعر، روایت حدیث، عرب کی تاریخ، حسب نسب، قضاء اور طب کے بارے میں سب سے بڑھ کر اسے معلومات حاصل تھیں۔ میں نے پوچھا خالہ جان! آپ نے طب کہاں سے سیکھی؟ تو فرمایا کہ جب میں بیماری ہو جاتی تو میرے لیے ادویات تجویز کی جاتیں اسی طرح جب کوئی اور بیمار ہو جاتا تو اس کے لیے ادویات تجویز کی جاتیں اور لوگ ایک دوسرے کے لیے ادویات تجویز کرتے تو میں سن کر یاد کر لیتی۔ اس طرح مجھے علم طب پر دسترس حاصل ہوگئی۔ بحوالہ حلیۃ الاولیاء: ۱/ ۴۹۔ ۵۰

مسروق سے پوچھا گیا کہ کیا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وراثت کا علم اچھی طرح جانتی تھی۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام کو دیکھا

کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وراثت کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔

بحوالہ سنن الدارمی: ۲/۳۴۲، مستدرك حاكم: ٤/١١، طبقات ابن سعد: ٨/ ٦٦٠

امام الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علم کا ساری دنیا کی خواتین کے علم سے موازنہ کیا جائے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم ان سے بڑھ کر ہوگا۔

سیدنا عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے زیادہ فقیہہ اور تمام لوگوں سے اچھی رائے رکھنے والی جلیل القدر خاتون تھی۔

ابو عمر بن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تین علوم میں یکتا تھی۔ علم فقہ، علم طب، اور علم شعر۔

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح و بلیغ نہیں دیکھا۔

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فقہ، طب اور شعر و شاعری میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔

سیدنا ابو موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو اگر کسی حدیث کو سمجھنے میں مشکل پیش آتی تو ہم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرتے تو وہ ہمیں تسلی بخش جواب دیتیں۔ حدیث کے ہر اشکال کے بارے میں اس کے پاس وافر مقدار میں معلومات ہوتیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز میرا رضاعی چچا آیا اور اس نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے انکار کردیا اور کہا کہ میں پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لوں گی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو میں نے کہا کہ میرے رضاعی چچا آئے تھے اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے انکار کردیا اور کہا کہ میں پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لوں گی۔ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا چچا تیرے پاس آ سکتا ہے میں نے کہا مجھے عورت نے دودھ پلایا تھا آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آ سکتا ہے۔
بحوالہ بخاری: ٢٦٤٤، مسلم: ١٤٤٦

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دین الٰہی کے حوالے سے بڑی مضبوط تھی۔ نیکی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی اور اللہ کی رضا کے لیے غصہ کرتی ام علقمہ بنت ابی علقمہ کہتی ہیں کہ میں نے حفصہ بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر کو دیکھا کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو اس نے بڑا باریک دوپٹہ سر پر لے رکھا تھا جس سے چہرے کے نقوش نمایاں طور پر ظاہر ہو رہے تھے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ دوپٹہ پھاڑ دیا پھر فرمایا کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں پردے کے کیا احکام نازل کیے ہیں پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پاس سے ایک دوپٹہ اسے اوڑھنے کے لیے دیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ مجھے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے اس رویے پر بڑا تعجب ہوا کہ وہ علی بن ابی طالب کے پاس گئی اور اسے کہنے لگی کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کی سخت مخالف ہے حالانکہ وہ تقوے کے حوالے سے بڑی مشہور تھی اور اس کا اعتراف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے واقعہ بہتان میں برملا کیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے بارے پوچھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”یَا زَیْنَبُ مَا ذَا عَلِمْتِ اَوْ رَأَیْتِ“

”اے زینب تیری عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا معلومات ہیں یا تو نے اسے کیسا دیکھا ہے؟“

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت کرتی

ہوں۔ میری معلومات کے مطابق وہ نیک دل خاتون ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں وہی میرے مقابلے میں آتی تھی اس کے تقوے نے اسے بچا لیا۔

بحوالہ: بخاری کتاب المغازی، باب حدیث الافک، فتح الباری: ۷/۴۹۶، الحدیث: ۴۱۴۱

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دیگر امہات المومنین کے ساتھ ایک دوسری سے آگے بڑھنے کا سلسلہ شدت سے جاری رہتا تھا۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا اس میں بڑا حصہ تھا لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کی بہت تعریف کی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، نبی کریم ﷺ میرے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ آپ سے ابن ابی قحافہ کی بیٹی کے معاملے میں عدل وانصاف کا تقاضا کرتی ہیں، میں خاموش رہی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء سے کہا: بیٹی کیا تو اس کو عزیز نہیں رکھے گی جس کو میں عزیز رکھتا ہوں تو عائشہ کو عزیز رکھ۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سن کر کھڑی ہوئی اور ازواج مطہرات کی طرف واپس چلی گئی اور انھیں جا کر اپنی بات بھی بتادی اور رسول اللہ ﷺ کا جواب بھی بتا دیا۔ ازواج مطہرات نے سن کر کہا آپ نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں۔ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم میں تو کبھی بھی ابا جان ﷺ کے ساتھ اس موضوع پر بات نہیں کروں گی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ازواج مطہرات نے نبی کریم ﷺ کی

بیوی سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔

وہ مقام و مرتبے کے لحاظ سے میرا مقابلہ کیا کرتی تھی۔ میں نے زینب سے بڑھ کر دین میں بہتر کسی خاتون کو نہیں دیکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والی، سچائی کی خوگر، صلہ رحمی کرنے والی، زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والی، اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت سے مال کمانے والی تھی بس اس میں صرف ایک بات تھی کہ وہ بہت جلد غصے میں آ جایا کرتی تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف فرما تھے وہ کہنے لگی۔ آپ کی بیویوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ آپ سے ابن ابی قحافہ کی بیٹی کے حوالے سے عدل و انصاف کا تقاضا کرتی ہیں پھر اس نے میرے خلاف بولنا شروع کر دیا اور دیر تک بولتی رہی میں انتظار کرتی رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جواب دینے کا موقع دیں گے۔ زینب لگا تار بولتی رہی میں نے اندازہ لگا لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس پر غالب آنے کو ناپسند نہیں کریں گے تو میں ترکی بترکی اس کا جواب دینا شروع کیا۔ میں نے اسے پھر بولنے کی مہلت ہی نہ دی بالآخر اسے خاموش ہونا پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ آخر یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

بحوالہ مسلم، کتاب فضائل الصحابہ باب فضل ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے سات آسمانوں کے اوپر سے بریت کا اعلان کیا۔

واقعہ بہتان:

ہوا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بن مصطلق کے موقع پر روانگی کے لیے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام نکل آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی عادت مبارکہ تھی کہ سفر پر روانگی سے پہلے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے۔قرعے میں جس بیوی کا نام نکل آتا اسے سفر پر اپنے ہمراہ لے لیتے تھے۔جب اس غزوے سے واپس ہوئے تو ایک جگہ پڑاؤ کیا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف نکل گئیں جب وہ واپس آئیں تو انھوں نے دیکھا کہ وہ ہار گلے میں نہیں ہے جو اپنی بہن سے عاریتاً لیا تھا اس کی تلاش کے لیے وہ اس جگہ واپس گئیں جہاں ہار گم ہوا تھا۔ہار تو مل گیا لیکن واپس آنے تک لشکر اسلام روانہ ہو چکا تھا۔ہوا یہ کہ جن لوگوں کی ذمہ داری،سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر لادنے کی تھی انھوں نے اپنی ذمے داری نبھاتے ہوئے ہودج اٹھایا اور اونٹ پر لاد دیا اور روانہ ہو گئے۔انھیں یہ محسوس ہی نہیں ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہودج میں نہیں ہیں کیونکہ وہ ان دنوں دبلی پتلی تھیں۔ہودج کو اٹھانے والوں نے یہی محسوس کیا کہ آپ اس میں تشریف فرما ہیں۔

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا واپس اس جگہ آئیں۔جہاں پڑاؤ کیا تھا۔تو وہاں میدان خالی تھا ہو کا عالم تھا۔لشکر نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔آپ چادر لے کر وہاں بیٹھ گئیں آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ جب معلوم ہو گا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو میری تلاش میں واپس آئیں گے اور مجھے یہاں سے لے لیں گے۔وہاں ان پر نیند غالب آ گئی اور وہ چادر اوڑھ کر سو گئیں ان کی آنکھ اس وقت کھلی جب صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی یہاں۔یہ صحابی سویا بہت کرتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذمے یہ کام لگا دیا کہ تم لشکر کی روانگی کے بعد اس جگہ کا اچھی طرح جائزہ لے کر روانہ ہوا کرو گے جہاں لشکر اسلام نے پڑاؤ کیا ہو اگر کوئی چیز وہاں رہ گئی تو اسے اٹھانا اور محفوظ کرنا تمہاری ذمے داری ہے۔جب صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے سیدہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وہاں دیکھا تو إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہتے ہوئے اپنی اونٹنی کو ان کے قریب لا کر بٹھا دیا جب وہ اونٹ پر سوار ہو گئیں تو وہ اونٹنی کی نکیل پکڑ کر چل پڑے صفوان بن معطل رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کوئی بات نہ کی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے منہ سے صرف إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کے الفاظ سنے وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اونٹنی پر سوار کر کے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ لشکر ظہر کے وقت مدینہ منورہ پہنچ چکا تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آئی ہیں تو ہر ایک نے اپنے انداز میں تبصرہ کیا۔ رئیس المنافقین اللہ کا دشمن، حسد و منافقت سے اٹا ہوا، عبداللہ بن اُبی کے ہاتھ بات آ گئی اس نے مرچ مصالحہ لگا کر اس کو خوب اچھالا۔ دوسرے منافقین بھی اس کے ساتھ مل گئے۔ بہتان تراشی کرنے والے منافقین نے مدینہ منورہ کی فضا کو مکدر بنا کر رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ صورت حال دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حد درجہ حیران و پریشان تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو الگ کرنے کا مشورہ کیا۔ سیدہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی مشورہ دیا کہ آپ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیں۔ اشارے کنائے میں یہ کہا آپ کے لیے کیا کمی ہے۔ کسی اور کو اپنی زوجیت میں لے لیں لیکن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ آپ اسے الگ نہ کریں اپنی زوجیت میں رکھیں اور دشمنوں کی باتوں کی طرف دھیان نہ دیں۔

بحوالہ بخاری تفسیر سورہ نور، حدیث: ٤٧٥٠

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ معاملہ بڑی نازک صورت حال اختیار کر چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود شک و شبہ میں مبتلا ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین و پریشان رہتے ہیں تو انھوں نے آپ کو اس لیے مشورہ دیا کہ آپ عائشہ صدیقہ کو الگ کر دیں تاکہ آپ غم واندوہ سے بچ جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس

غم اور پریشانی سے نجات پا جائیں جو آپ کو لوگوں کی باتوں سے لاحق ہے۔ لیکن جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اس کے باپ کو حد درجہ دلی طور پر عزیز جانتے ہیں۔ اور جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جان لیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاکدامن ہیں اور ہر قسم کی آلائش سے مبرّا ہیں اور وہ اعلیٰ درجے کی محتاط، محفوظ اور دیانت دار ہیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں بڑے معزز اور محترم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے پیارے نبی علیہ السلام کے گھر کی نگران اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات کسی ایسی عورت کو نہیں بنا سکتا جو کردار کے اعتبار سے اس معیار کی ہو جس کا تذکرہ بہتان تراشی کرنے والے کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے ہاں بڑی عزت اور احترام والے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بیوی کسی ایسی عورت کو بنا دے جس کا کردار داغدار ہو۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس حقیقت کو جان گئے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی بلند کردار خاتون ہے اور اسی لیے وہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات ہے۔

واقعہ بہتان کے مفید پہلو:

جس کو اللہ و رسول علیہ السلام کی معرفت قوی ہو اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی قدر و منزل جاگزیں ہو تو وہ اسی طرح کہے گا جس طرح سیدنا ابو ایوب انصاری اور دیگر اکابر صحابہ کرام نے یہ بھانت بھانت کی بولیاں سنتے ہی کہہ دیا: ﴿سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ (النور: ١٦)

''تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔''

ذرا غور کیجیے کہ صحابہ کرام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف باتیں سنتے ہی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہوئے فوری طور پر یہ کہہ دیا کہ یہ تو بہت بڑا

بہتان ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام کو یہ معرفت حاصل تھی کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی کا کردار داغدار ہو۔ جو یہ گمان کرتا ہے اس کا گمان بُرا ہے جن لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی معرفت حاصل ہوتی ہے وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ بدکردار عورت بدکردار مرد کے لیے ہی مناسب ہوتی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ ﴾ (النور: ٢٦)

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے۔''

وہ لوگ قطعی طور پر اس نتیجے پر پہنچ گئے انھیں کوئی شک وشبہ نہ رہا کہ یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں شکوک وشبہات میں کیوں مبتلا ہوئے اور آپ نے صحابہ کرام سے کیوں مشورہ لیا۔ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل تھی۔ آپ نے یہ الٹی سیدھی باتیں سنتے ہوئے ﴿ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴾ کیوں نہیں کہا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ظاہرہ ہے کہ اس نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ اور امت کے لیے قیامت تک کے لیے آزمائش کا باعث بنا دیا تا کہ اس داستان کے ذریعے بعض قوموں کا مقام بلند کرے اور بعض کو ہیچ کرے وہ لوگ جو ہدایت پہ قائم ہیں ان کی ہدایت اور ایمان میں اضافہ کرے اور ظالموں کے نقصان میں اضافہ کرے۔

امتحان اور آزمائش کا تقاضا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر پورا ایک مہینہ وحی کا نزول بند رہا۔ ایک مہینہ وحی بند ہونے میں حکمت کا پہلو یہ تھا کہ سچائی کے خوگر اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہو۔ عدل وصداقت کے حوالے سے ان کی ثابت قدمی میں

مزید استحکام آئے۔ اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت پر حسن ظن میں اضافہ پیدا ہو اور منافقوں کی بہتان تراشی اور افترا پردازی میں اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول علیہ السلام اور مومنوں کے لیے کچھ اسرار و رموز ظاہر کرنا چاہتے تھے۔

تا کہ صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس کے والد گرامی کی عبودیت کا وصف حد کمال تک پہنچ جائے اور لوگ برملا اس کا اعتراف کرنے لگیں یہ اللہ کی ان پر بہت بڑی نعمت اور فضل و کرم تھا اس میں حکمت کا ایک پہلو یہ تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اس کے والدین کی اللہ کی طرف دلی رغبت میں شدت آئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف انتقار اس کے حضور خشوع خضوع، اس پر حسن ظن اور اس سے امید میں اضافہ ہو اور مخلوق سے کسی قسم کی امید باقی نہ رہے۔ اور وہ نصرت، مدد، غلبہ اور خوشی کے حوالے سے مخلوق میں ہر کسی سے مایوس ہو جائے اور ساری امیدیں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے وابستہ کرے یہی وجہ ہے کہ جب آسمان سے بریت نازل ہوئی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی نے اس سے کہا آپ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کریں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے بریت کی آیات نازل کی ہیں۔ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں تو ان کا شکریہ ادا نہیں کروں گی بلکہ اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری بریت نازل کی۔

پورا مہینہ وحی کے نزول میں رکاوٹ میں یہ حکمت کارفرما تھی کہ وہ معاملہ کھل کر سامنے آ جائے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں اضطراب، اور بے چینی پیدا کر رکھی اور وحی نازل ہونے سے پہلے اہل ایمان کے دلوں کو وحی کی طرف کامل رغبت پیدا کردے اور وحی ان تمام ضرورتوں کو پورا کرے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ صحابہ کرام اور دیگر تمام اہل ایمان پوری شدت کے ساتھ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں یہ وحی ان کے لیے اس بارش

کی مانند ثابت ہوئی جو پیاسی زمین پر برستی ہے اور اس میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اس طرح وحی بھی اہل ایمان کی مسرت و شادمانی طبیعت کی لطافت و سرور کا باعث بنے گی اس وحی کے ذریعے اہل ایمان کو انتہا درجے کی خوشی حاصل ہوئی اگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی مرحلے میں وحی نازل کر کے لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیتے تو یہ مقاصد حاصل نہیں ہونے تھے جو وحی کے نزول کو ایک مہینہ روک کر حاصل ہوئے۔

اگر فوری طور پر وحی نازل ہو جاتی تو ساری حکمتیں ناپید ہو جاتیں بلکہ وحی کو ایک مہینہ روک کر بہت سی حکمتیں حاصل کی گئیں۔

اور ایک حکمت یہ بھی کارفرما تھی کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پسند کیا کہ اپنے رسول مقبول علیہ السلام اور اس کے اہل بیت کا مقام ومرتبہ دنیا والوں پر ظاہر کر دے اور یہ بتا دے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کیا شان وشوکت ہے۔

ایک حکمت کا پہلو یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی پر بہتان لگایا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ساری باتیں سن کر دلی اذیت پہنچی آپ یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے ساتھ یہ حادثہ پیش آئے گا۔ اور وحی کا سلسلہ روک کر یہ ثابت کیا گیا کہ سب اختیارات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس ہیں۔

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت میں وحی نازل ہوئی تو جن لوگوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی میں کھل کر حصہ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی درے لگانے کا حکم دیا لیکن جو شخص بہتان لگانے والوں کا سرغنہ تھا یعنی خبیث النفس عبد اللہ بن ابی اس پر کوڑوں کی حد نہیں لگائی گئی کیونکہ حد جرم کا کفارہ بن جاتی ہے اور یہ خبیث اس کا اہل نہیں تھا کہ اس کے جرم کو معاف کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اسے عذاب عظیم کی وعید سنائی اور یہی اس کے لیے کافی تھی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ثابت قدمی:

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت میں آسمان سے وحی نازل ہوئی تو اس کے والدین نے کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کیجیے تو انھوں نے برملا کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو اٹھ کر ان کے پاس نہیں جاؤں گی اور نہ ہی ان کا شکریہ ادا کروں گی، میں تو صرف اپنے اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے مجھے بری کیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس مؤقف سے پتہ چلتا ہے کہ اسے اپنے رب کی معرفت حاصل تھی۔ اس کا ایمان پختہ تھا اور وہ اس حقیقت کو جانتی تھی کہ اس کے رب نے اس پر اپنا فضل و کرم کیا ہے لہٰذا شکریہ کا مستحق بھی میرا رب ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خالص توحید کا اظہار کیا اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا برملا اعتراف کیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت، احترام بدرجہ غایت موجود تھا۔ لیکن انھوں نے بریت نازل ہونے کے بعد برملا کہا کہ میں تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری بریت بذریعہ وحی آسمان سے نازل کی میری شان میں آیات نازل کیں جو قیامت تک پڑھی جاتی رہیں گی۔ میں اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو کسی صورت فراموش نہیں کر سکتی۔ وہی میرا ملجاء ماوٰی ہے، وہی میرا خالق و مالک ہے۔ دراصل یہ انداز ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی توحید اور ایمان پر ثابت قدمی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۱۸ سال تھی۔ بعد میں تقریباً پچاس سال زندہ رہیں۔ اکثر و بیشتر لوگوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے علم حاصل کیا اور ان سے احکام اور آداب نقل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شرعی احکام کا ایک چوتھائی حصہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے

منقول ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔

((مَا اَشْكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا))

بحوالہ، سنن ترمذی: ٣٠٤٤)

''جب ہم اصحاب رسول ﷺ پر کسی حدیث میں کبھی کوئی اشکال پیش آیا تو ہم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو ہم نے اس کے ہاں اس حدیث کے بارے میں معلومات پائیں۔''

موسیٰ بن طلحہ فرماتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَفْصَحُ مِنْ عَائِشَةَ)) بحوالہ ترمذی: ٣٠٤٥

''میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی فصیح و بلیغ نہیں دیکھا۔''

وفات:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں منگل کے روز ١٧ رمضان المبارک ٥٨ ہجری کو چھیاسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور بقیع الغرقد کے قبرستان میں نماز عشاء کے بعد دفن کیا گیا۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔ اللہ اس کے باپ سے راضی۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ ہمیشہ کے لیے اسے جنت الفردوس میں پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اقتداء کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چند فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم علمی اعتبار سے بہت چھوٹے ہیں ہمارے بس کی بات نہیں کہ ہم اس عظیم المرتبت خاتون کے جملہ فضائل و مناقب کو قلم بند کر سکیں یا ان کے دفاع کا حق ادا کر سکیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کی بریت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل کی۔

اس بات پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ جو شخص صحابہ کرام اور صحابیات کریمات پر طعن زنی کرتا ہے ان پر بہتان تراشی کرتا ہے وہ کافر مرتد ہے۔

قدسی نفوس صحابہ کرام پر طعن زنی کرنے والو، اللہ سے ڈرو، یاد کرو کہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑے ہوؤ گے اور تمہارا محاسبہ کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو یاد کرو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ ؟ »

''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟''

« قَالُوْا : اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَ لَا مَتَاعَ »

''انھوں نے کہا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس کوئی درہم نہ ہو اور نہ ہی سامان۔''

« فَقَالَ : اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصِيَامٍ وَ صَلَاةٍ وَ زَكٰوةٍ وَ يَأْتِيْ وَ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَ قَذَفَ هٰذَا وَ اَكَلَ مَالَ هٰذَا وَ سَفَكَ دَمَ هٰذَا وَ ضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ »

بحواله صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة: ٢٥٨١

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے

دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی، کسی پہ تہمت لگائی، کسی کا مال کھایا، کسی کا خون بہایا اور کسی کو مارا پیٹا۔ ان میں اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی۔ اگر اس کی نیکیاں حساب برابر ہونے سے پہلے ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ لے کر اس پر لاد دیے جائیں گے اور پھر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

« مَنْ قَالَ فِيْ مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ فِيْ رَدْغَةِ الْخبَالِ حَتّٰى يُخْرِجَ مَا قَالَ » بحوالہ ابو داود علامہ البانی نے الترغیب میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (الترغیب: ٢٨٤٥)

”جس نے کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی نازیبا بات کی جو اس میں نہیں پائی جاتی تو کہنے والے کو جہنمیوں کی پیپ میں کھڑا کیا جائے گا اور وہ اس گندگی میں اس وقت تک کھڑا رہے گا جب تک کہ اسے کہے کی سزا نہ مل جائے گی۔“

یہ سزا تو اس جرم کی ہے کہ کوئی مسلمان فرد پر کوئی الزام تراشی کرے اور اگر کوئی اسی جرم کا ارتکاب صحابہ کرام یا صحابیات کریمات میں سے کسی پاکیزہ ہستی کے خلاف کرے اس کا بھلا قیامت کے دن حشر کیا ہوگا؟“

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں جملہ صحابہ کرام اور صحابیات کریمات کی دل کی گہرائیوں سے عزت وتوقیر اور احترام و اکرام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ حلية الاولياء: ٤٧/٢

٢۔ صحيح الجامع الباني: ٧٩١٥

٣۔ بخاری، كتاب الهبة

٤۔ مسلم، كتاب فضائل الصحابة: ٢٤٤٢

٥۔ ترمذی: ٣٠٤١

٦۔ بخاری، كتاب المغازی، باب مرضى النبى و وفاته۔

٧۔ بخاری، كتاب الجنائز

٨۔ فتح الباری، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل عائشة: ١٣٣/٧۔ ١٧٥/٧

٩۔ ابوداؤد: ١٤٣٥

١٠۔ بخاری، باب فضائل عائشة: ٣٧٧٢

١١۔ صحيح الجامع: ٣٩٦٥

١٢۔ حلية الأولياء: ٤٩/١، ٥٠

١٣۔ سنن الدارمی: ٣٤٢/٢

١٤۔ مستدرك حاكم: ١١/٤

١٥۔ طبقات ابن سعد: ٦٦/٨

١٦۔ بخاری: ٦٢٤٤

١٧۔ مسلم: ١٤٤٥

١٨۔ بخاری، فتح الباری، كتاب المغازی، حديث الإفك: ٤٩٦/٧، رقم: ٤١٤١

١٩۔ بخاری، حادثة الإفك تفسير سوره نور، رقم: ٤٧٥٠

٢٠۔ سنن ترمذی: ٣٠٤٤۔ ٣٠٤٥

٢١۔ مسلم، كتاب البر والصلة: ٢٥٨١

٢٢۔ صحيح الجامع الباني: ٢٨٤٥

ام المومنین

سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

- روزے دار، عبادت گزار
- قرآن حکیم کی نگرانی کرنے والی
- وہ جنت میں آپ کی بیوی ہوگی۔
- اسے غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔
- ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بڑی زاہدہ خاتون تھی۔ دنیا کی زیب و زینت سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، فاروق اعظم، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی۔

وہ روزے دار اور شب زندہ دار تھی۔ جبرائیل علیہ السلام اس کے بارے میں وحی لے کر نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

"اِنَّهَا صَوَّامَةٌ، قَوَّامَةٌ وَ هِيَ زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ"

"وہ روزے دار اور عبادت گزار ہے اور وہ جنت میں آپ کی بیوی ہوگی۔"

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی جلیل القدر صحابی خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی السہمی القرشی کے ساتھ ہوئی۔ اسے غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

غزوۂ احد میں انھیں گہرے زخم لگے جن کی بناء پر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور اپنے پیچھے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بیوہ چھوڑا۔ اس وقت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا مومنہ، اللہ و رسول کی اطاعت گزار، سچائی کی خوگر، صابرہ، اللہ سے ڈرنے والی، صدقہ و خیرات کرنے والی، روزے رکھنے والی، ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والی، توبہ کرنے والی اور جہاد میں حصہ لینے والی عظیم المرتبت خاتون تھی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے جوانی میں بیوہ ہو جانے کا بہت صدمہ ہوا انھوں نے ارادہ کیا کہ اس کی بیٹی کی کسی مناسب جگہ پر شادی کر دی

جائے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیشکش کی ۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پیش کش کی تو انھوں نے کہا میرا ابھی شادی کرنے کا ارادہ نہیں ۔ وہ بڑے افسردہ ہوئے اور ان کا دل ٹوٹ گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس صورت حال کا شکوہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

«يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْ عُثْمَانَ ثُمَّ خَطَبَهَا فَزَوَّجَهُ عُمَرُ» بحواله صحيح، بخاری:٥١٢٢

''حفصہ سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نسبت کر لی اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب میری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوگئی اس کا خاوند خنیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ فوت ہوگیا اسے غزوۂ بدر میں شریک ہونے کا شرف حاصل تھا وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور اسے حفصہ بیٹی کے ساتھ شادی کی پیش کش کی۔ میں نے صاف لفظوں میں کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کرنے کے لیے تیار ہوں، اس نے کہا میں سوچ کر بتاؤں گا۔ چند دنوں کے بعد وہ مجھے ملا اور کہا کہ میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا، میں نے اس سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کی شادی آپ سے کرنے کے لیے تیار ہوں اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا تو میں بڑا کبیدہ خاطر ہوا لیکن چند دنوں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے رضا مندی کا اظہار کیا تو میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی اور میں نے اس کی شادی رسول

اللہ ﷺ سے کردی اس کے بعد ابوبکر مجھ سے ملے اور کہنے لگے اے عمر رضی اللہ عنہ شاید آپ مجھ پر ناراض ہیں کہ آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی پیش کش کی لیکن میں نے خاموشی اختیار کی اور آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا ہاں مجھے ناراضگی تو ہوئی ہی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میرے بھائی دراصل میرے خاموش رہنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے حفصہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشاء کروں۔ ہاں اگر رسول اللہ ﷺ ارادہ ترک کر دیتے تو میں اس سے نکاح کر لیتا۔ بحوالہ بخاری:٥١٢٢

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۳ ہجری کو شادی کی اور چار سو درہم اسے حق مہر ادا کیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سیدہ حفصہ اور اس کے والد گرامی کی انتہاء درجے کی عزت افزائی تھی۔(رضی اللہ عنہا) بحوالہ سیر اعلام النبلاء:٢/٢٢٧

رسول اللہ ﷺ ،سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں سے شہد نوش کرتے اور کچھ دیر اس کے پاس ٹھہرتے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ جس کے پاس بھی رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں تو وہ آپ سے یہ کہے گی کیا آپ نے گگل کھائی ہے؟ آپ سے گگل کی بو آرہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر یہ فرمایا نہیں میں نے تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں سے شہد پیا ہے۔ آئندہ ہرگز نہیں پیوں گا اور آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے شہد نہ پینے کی قسم کھائی ہے آپ کسی کو بتائیں نہیں۔ (بحوالہ بخاری:٤٩١٢)

المغافیر : ایک گوند ہوتی ہے جس کا ذائقہ میٹھا اور ہوا بد بودار ہوتی ہے۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بڑی زاہدہ خاتون تھی۔ دنیا کی زیب و زینت سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

ایک روز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کے ہاں تشریف لائے تو اس نے اپنے

ابا جان کی خدمت میں ٹھنڈا شوربا پیش کیا اور اس میں زیتون ڈال دیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک برتن میں دو سالن میں تو زندگی بھر اس کو چکھوں گا بھی نہیں۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ بڑی سادہ زندگی بسر کر رہے ہیں ایک دفعہ ان سے عرض کیا کہ ابا جان اگر میں آپ کے کپڑوں کی نسبت ملائم کپڑا پہن لوں تو آپ کا کیا ردعمل ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ تجھ سے جھگڑا کروں گا یہ بات بار بار کہی یہاں تک سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو رُلا دیا۔

امہات المومنین میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک امتیاز یہ حاصل تھا کہ قرآن مجید کا قلمی نسخہ اس کے پاس موجود تھا جس کی وہ دل و جان سے حفاظت کیا کرتی تھی۔

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دیا کہ قرآن مجید کو مختلف و منتشر مقامات وصحائف سے ایک جگہ جمع کرنے کا اہتمام کیا جائے کیونکہ بہت سے حافظ قرآن صحابہ کرام مختلف جنگوں میں شہید ہو گئے ایسا نہ ہو کہ زیادہ زمانہ گزر جانے کے بعد یہ ضائع نہ ہو جائے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے قرآن مجید کا ایک نسخہ تیار کروایا اور اسے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھ دیا۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ ہجری میں وفات پائی۔

جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ اس دور میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا عبادت میں ہمہ تن مصروف ہو گئی پھر امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو اس میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی وہ اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی۔

اور اسے جنت الفردوس میں عزت و اکرام سے جگہ عطا کی گئی۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ صحیح البخاری: ٥١٢٢

٢۔ سیر أعلام النبلاء: ٢/٢٢٧۔

٣۔ صحیح البخاری: ٤٩١٢

٤۔ الطبقات الکبریٰ: ٣/٢٧٧

ام المومنین

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

- ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ محبوب رکھتی تھی۔
- سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی بہادر اور دلیر خاتون تھی۔
- وہ ایک سردار کی بیٹی شہزادی تھی۔
- قبیلہ بنو النضیر کی دانشمند خاتون
- سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کیا اپنے اہل اور خاندان کو بھلا دیا۔ اسلام قبول کر لیا اور اسلامی احکام پر خوش اسلوبی سے کار بند ہوئی۔
- سیدہ صفیہ کو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے دلہن کا روپ دیا۔ ولیمے میں گھی، پنیر اور کھجوروں کا اہتمام کیا گیا۔

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا یہودیوں کے قبیلہ بنو النضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھی۔

۵ ہجری میں حیی بن اُخطب نے مدینہ منورہ میں مشرکین کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے پر اکسایا۔ جس کے نتیجے میں قریش، حبشہ، کنانہ، تہامہ اور نجد سے بنو غطفان کے مشرکین اکٹھے ہو گئے۔ یہودیوں نے جو رسول اللہ ﷺ سے پختہ معاہدہ کر رکھا تھا کہ ہم بیرونی حملہ آوروں کے خلاف آپ کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ کا دفاع کریں گے، یہ معاہدہ توڑ دیا۔ مسلمانوں کی آزمائش بڑھ گئی جب ان پر اوپر نیچے سے دشمن نے یلغار کردی تو وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہو گئے۔ مسلمان ہلا کر رکھ دیے گئے۔ ان حالات میں منافقین کا نفاق کھل کر سامنے آ گیا۔ انھوں نے اپنی لگام ڈھیلی کردی۔ وہ کہنے لگے کہ محمد ﷺ ہم سے وعدہ کر رہے تھے کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کھائیں گے۔ اب ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بول و براز کے لیے بے خوف ہو کر نہیں جا سکتا۔ یہ لوگ کوتاہ ہمت ہو گئے انھیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب مسلمانوں کو شکست ہو کر رہے گی۔ تمام منافقین اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے صداقت، شجاعت اور جوانمردی و بہادری کی راہ کو چھوڑ دیا۔

مسلسل ستائیس دن تک مسلمانوں کا محاصرہ کیا گیا۔ پھر مشرکین کے خلاف حالات نے پلٹا کھایا۔ وہ مدینہ منورہ کا محاصرہ چھوڑ کر تتر بتر ہو گئے ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ قتال میں اللہ مومنوں کے لیے کافی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو اللہ

تعالیٰ کی مدد حاصل ہوئی۔

جنگ خیبر کے قیدی ایک جگہ اکٹھے کیے گئے۔ دحیۃ کلبی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں سے ایک کنیز مجھے عطا کر دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے آپ کو اجازت ہے اس نے صفیہ بنت حیی کا اپنے لیے انتخاب کر لیا۔ جب اس کا لوگوں کو پتہ چلا، تو ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی دحیۃ کلبی رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ وہ ایک شہزادی ہے، وہ تو آپ کے لیے ہی مناسب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کوئی اور کنیز لے لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی کو آزاد کیا اور اس کے ساتھ شادی کر لی۔

بحواله بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر:۷/۳٦۰، مسلم: کتاب النکاح، باب فضیلة اعتاقه ثم یتزوجها

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کیا اپنے اہل اور خاندان کو بھلا دیا۔ اسلام قبول کر لیا اور اسلامی احکام پر خوش اسلوبی سے کاربند ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اس کو اپنے حبالۂ عقد میں لیا۔ اسے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا اور اس نے اسے دلہن کا روپ دیا۔ ولیمے میں گھی، پنیر اور کھجوروں کا اہتمام کیا گیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یعنی میں اور ابوطلحہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیہ رضی اللہ عنہا سواری پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اونٹنی لڑکھڑائی جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا زمین پر گر پڑے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھتے ہی اپنی سواری سے چھلانگ لگا دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے ماں باپ قربان ہوں کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔

آپ ﷺ بیوی کی خبر لیں۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پردے کا اہتمام کرتے ہوئے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اونٹنی پر سوار ہونے میں مدد دی اور پھر نبی کریم ﷺ سوار ہوئے۔

بحواله بخاری،فتح الباری:٦/١٣٤، مسلم:١٣٦٥

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا میرے بارے میں باتیں کرتی ہیں اور اپنے آپ کو مجھ سے بہتر قرار دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا کیا تم نے انھیں یہ نہیں کہا کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کس طرح ہو سکتی ہو میرا خاوند سیدی محمد ﷺ ہے میرا باپ ہارون علیہ السلام اور میرا چچا موسیٰ علیہ السلام ہے۔

بحواله ترمذی، کتاب المناقب:٣٨٩٢

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے میں ایک رات آپ سے ملنے گئی۔ میں نے آپ سے باتیں کیں اور واپسی کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ مجھے الوداع کہنے کے لیے مسجد کے دروازے تک آئے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی رہائش ان دنوں سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی۔ وہاں سے انصار کے دو آدمی گزر رہے تھے۔ جب انھوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انھوں نے رفتار تیز کردی۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: ذرا ٹھہرو، وہ رک گئے۔ آپ نے فرمایا: یہ میری بیوی صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہے۔

انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! سبحان اللہ یہ کیا آپ نے فرمادیا۔ آپ کی ذات اقدس اور ہمارے ذہن میں کوئی شائبہ۔ یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے رگ وریشے میں خون کی طرح دوڑتا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں کوئی شر نہ پھونک دے۔

بحواله: بخاری، کتاب الاعتکاف، باب هل یخرج المعتکف لحوائجه، صحیح الجامع:١٦٥٨

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت رکھتی تھی جس بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کو دیکھ کر کہنے لگی یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میری دلی خواہش ہے کہ جو تکلیف آپ کو ہے وہ مجھے لاحق ہو جائے اور آپ سے اس کو دور کردیا جائے۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی شجاعت اور اس کا جہاد:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی بہادر اور دلیر خاتون تھی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے معاملے میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتی تھی۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ وصف اس دن کھل کر ہمارے سامنے آیا جب بلوائیوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ تو وہ امیر المومنین کے دفاع کے لیے گھر سے نکلیں۔ کنانہ کہتے ہیں کہ میں ان کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھا۔ وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے والے بلوائیوں کو پسپا کردینے کا عزم کیے ہوئے تھیں۔ بدبخت الأشتر نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے خچر کے چہرے پر مارا جس سے اس کا رخ پھر گیا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا غصے میں آکر فرمانے لگی مجھے چھوڑو یہ نابنجار مجھے رسوا نہیں کر سکے گا۔ پھر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی دیواروں پر ایک لکڑی آویزاں کردی جس کے ذریعے کھانا اور پانی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچایا جاتا۔

ایک دفعہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہودیہ کہہ دیا، جس سے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی کبیدہ خاطر ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض ہوئے اور یہ فرمایا:

"عائشہ تو نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو سمندر بھی کڑوا ہو جائے۔" (بحوالہ صحیح الجامع: ۵۱۴۰)

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ۵۰ ہجری کو سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں وفات پائی اور جنت البقیع میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

......❀......❀......

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ بخاری، کتاب المغازی، فتح الباری، باب غزوة خیبر: ۳٦۰/۷
۲۔ مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلة إعتاقه امة ثم یتزوجها۔
۳۔ ترمذی، کتاب المناقب: ۳۸۹۲
٤۔ بخاری، کتاب الاعتکاف، صحیح البخاری: ۱٦۵۸
۵۔ صحیح الجامع: ۵۱٤۰

ام المومنین

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

- اللہ نے اس کی شادی کا اہتمام سات آسمانوں کے اوپر سے کیا۔
- زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر عالمہ فاضلہ صحابیہ تھی۔
- سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا عز و شرف، عمدہ طبیعت، تقویٰ اور مساکین کے ساتھ محبت کرنے کے حوالے سے بڑی مشہور و معروف تھی۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے مجھ کو جلد وہ ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ام المومنین رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر کا پہلے نام بَرَّہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بدل کر اس کا نام زینب رکھا۔

بحوالہ مسلم، باب استحباب تغییر الإسم القبیح إلی حَسَنٍ

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر عالمہ فاضلہ صحابیہ تھی۔ اس میں ہر طرف سے فضائل و مناقب اور نیکی کے اوصاف جمع ہو گئے تھے۔

"......رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ أَرْضَاهَا ......"

- سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام اُمیمہ بنت عبد المطلب تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھی۔
- رسول اللہ ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے خالو کے بیٹے تھے۔
- سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ایک خالو سید الشہداء، رحمٰن کا شیر سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھا۔
- سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی سیدنا عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی تھے جسے سب سے پہلے امیر المومنین کے لقب سے پکارا گیا۔ اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے جھنڈا اس کے ہاتھ میں تھمایا گیا اور جس نے جام شہادت نوش کیا۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند رسول اللہ ﷺ کا غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی وجہ سے شادی کی لیکن وہ

اس شادی کے لیے دلی طور پر راغب نہ تھی۔ اس لیے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غلام تھا اور یہ خاندانی سردار خاتون تھی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ (الاحزاب:٣٦)

''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کردیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہوگیا۔''

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اللہ اور اس کے رسول مقبول علیہ السلام کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردیا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کرلی۔

یہ شادی ایک سال تک برقرار رہی اور پھر دونوں میاں بیوی کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے پیارے نبی علیہ السلام سے درج ذیل قرآنی نص کی روشنی میں بغیر ولی اور گواہ کے آسمانوں پر کردی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى

الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴾ (الاحزاب:۳۷)

''اور جب تم اس شخص سے جس پر اللہ نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے۔ اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ کرتے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ تو جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی (یعنی اسے طلاق دے دی) تو ہم نے اس کی شادی تم سے کر دی تا کہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہنے والا ہے۔''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا یہ ارشاد فرمانا:

﴿ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ﴾

''تو جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی تو ہم نے آپ کی شادی اس سے کر دی۔''

قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے یہ دلیل ملتی ہے کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کا اہتمام اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور زینب رضی اللہ عنہا سے میرے بارے میں بات کرو۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ وہ آٹے میں خمیر لگا رہی تھی۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا تو میرے دل میں

اس کا رعب طاری ہو گیا۔ مجھ میں دیکھنے کی سکت نہ رہی۔ میں پیٹھ پھیر کر کھڑا ہو گیا اور میں نے آہستہ سے کہا: زینب! مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیری طرف بھیجا ہے۔ وہ آپ کا تذکرہ کر رہے ہیں اور آپ کو اپنے حبالہ عقد میں لینا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا میں وہی کچھ کروں گی جو مجھے میرے رب کا حکم ہوگا پھر وہ اٹھ کر مسجد کی طرف چلی گئی۔ اس سلسلے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ بغیر اجازت کے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے آئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کے وقت ہمیں روٹی اور گوشت کھلایا۔ کھانا کھا کر کچھ لوگ گھر سے باہر نکل گئے اور کچھ کھانے کے بعد وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ باہر نکل گئے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی آپ کے پیچھے باہر نکل پڑا اور آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا آپ یکے بعد دیگرے اپنی بیویوں کے حجروں میں تشریف لے گئے۔ انھیں سلام کہا انھوں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے نئی اہلیہ کو کیسے پایا؟

رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر قوم کو وعظ و نصیحت بھی کی۔ (بحوالہ مسلم)

اس طرح سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بہت بڑا شرف اور مقام و مرتبہ حاصل ہوا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شادی اپنے رسول مقبول علیہ السلام کے ساتھ ساتوں آسمانوں کے اوپر کر دی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے سامنے اس اعزاز پر فخر کیا کرتی تھی۔

« عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ لَيَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ : " إِتَّقِ اللّٰهَ وَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ »

" انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آئے اور شکوہ

کرنے لگے نبی کریم ﷺ اس سے فرمانے لگے: ''اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔''

« قَالَ أَنَسٌ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهٖ قَالَ : فَكَانَتْ زَيْنَبُ تفخر عَلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ اَهْلُكُنَّ وَ زَوَّجَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ » (بحواله بخاری: ۷۴۲۰)

''سیدنا اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ نے کسی بات کو چھپانا ہوتا تو اس بات کو چھپاتے۔ کہتے ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے سامنے یہ فخر کیا کرتی تھی کہ تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی اور میری شادی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کی۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

« أَنَا أَكْرَمُكُنَّ وَلِيًّا وَ أَكْرَمُكُنَّ سَفِيْرًا زَوَّجَكُنَّ اَهْلُكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ »

''میں تم سے ولی اور سفیر کے اعتبار سے زیادہ معزز ہوں۔ تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کی۔'' (بحواله الإصابة: ۹۲/۸، طبقات ابن سعد: ۷۳/۸)

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا عز وشرف، عمدہ طبیعت، تقویٰ اور مساکین کے ساتھ محبت کرنے کے حوالے سے بڑی مشہور ومعروف تھی۔

ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ وہ میرے ساتھ ساری ازواج مطہرات میں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مقام و

مرتبہ کے لحاظ سے مقابلہ کرتیں۔ میں نے زینب سے بہتر کسی کو دیندار نہیں دیکھا وہ اللہ سے سب سے بڑھ کر ڈرنے والی، سب سے بڑھ کر سچ بولنے والی، سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والی اور سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والی تھی۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے سر توڑ محنت کرتی۔ اس میں صرف ایک یہ بات تھی کہ اسے غصہ بہت جلد آ جاتا تھا۔

(بحوالہ مسلم:٢٤٢٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور اپنے گھر تشریف لائے۔ میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بڑے اہتمام سے دلیہ بنایا اور اسے ایک پرات میں ڈال کر فرمایا: اے انس، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ آپ کو سلام کہتی ہے اور اس نے یہ کہا ہے کہ یہ ہماری طرف سے تھوڑی سی خدمت ہے، قبول فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکھ دیجیے۔ پھر فرمایا اے انس جاؤ فلاں اور فلاں کو دعوت دے دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے آدمیوں کے نام لیے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ راستہ میں تجھے جو بھی ملے اسے دعوت دے دینا۔ تو میں نے ان سب کو دعوت دی جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیے تھے اور ان کو بھی دعوت دی جو مجھے راستے میں ملے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا مدعوین کی تعداد کتنی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا تقریباً تین سو۔ جب سب لوگ آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے انس پرات لے آؤ۔ کہتے ہیں کہ لوگ اندر آئے چبوترہ اور کمرہ بھر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا دس دس افراد دائرے میں بیٹھ جائیں اور ہر ایک اپنے سامنے سے کھائے۔ انھوں نے خوب سیر ہو کر کھایا پہلا گروہ باہر چلا گیا۔ دوسرا گروہ

اندر داخل ہوا انھوں نے بھی خوب سیر ہو کر کھایا۔ یہاں تک کہ سب نے خوب اچھی طرح پیٹ بھر کر کھایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے کہا: اَنس پرات اٹھا لو۔ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ جب میں نے پرات رکھی تھی اس وقت اس میں زیادہ دلیہ تھا یا جب اٹھائی اس وقت زیادہ تھا۔ کچھ لوگ وہاں رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی بیوی وہاں موجود تھے۔ انھوں نے دیوار کی طرف رخ کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ پر یہ صورت حال ناگوار گزر رہی تھی، پھر آپ وہاں سے نکلے اور اپنی بیویوں کے پاس یکے بعد دیگرے گئے سب کو سلام کیا اور حال پوچھا پھر آپ واپس آئے تو لوگ جلدی سے باہر نکلنے لگے جب سب باہر چلے گئے تو آپ ﷺ نے دروازے کا پردہ گرا لیا۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بڑی سخی اور کریم النفس خاتون تھی۔ جو اپنے ہاتھ سے کمائی وہ مساکین پر خرچ کر دیا کرتی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے اس کی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے اسے لمبے ہاتھوں والی قرار دیا۔ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت تھی۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

« عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: "اَسْرَعُكُنَّ لُحُوْقًا بِيْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا" »

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے مجھ کو جلد وہ ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔“

(بحوالہ صحیح ابن حبان: ۴ ۳۳۱)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہم ازواج مطہرات اپنے ہاتھ دیوار کے ساتھ لگا کر فرمایا کرتی تھیں تاکہ یہ دیکھیں کہ ہم

میں سے کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں؟ یہ عمل ہم بدستور کرتی رہیں، یہاں تک کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور وہ قد میں ہم سے چھوٹی تھی، اس کے ہاتھ ہمارے ہاتھوں سے لمبے نہ تھے، میں پہچان گئی کہ لمبے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کی مراد سخاوت تھی کیونکہ زینب رضی اللہ عنہا سخاوت بہت کیا کرتی تھی جو وہ اپنے ہاتھ سے کماتی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کردیا کرتی تھی۔

جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فوت ہونے کی اطلاع ملی تو فرمانے لگی:

«لَقَدْ ذَهَبَتْ حَمِيْدَةٌ مُتَعَبِّدَةٌ مُفْزِعَ الْيَتَامٰى وَالْأَرَامِلِ»

"آج قابل ستائش عبادت گزار، یتیموں اور بیواؤں کو گھبراہٹ میں مبتلا کر کے چلی گئی۔"

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا روزے دار، عبادت گزار، رات دن اللہ کی فرمانبردار، اپنی نماز میں خشوع، خضوع کرنے والی اور اپنے رب کے حضور گریا زاری کرنے والی عظیم المرتبت خاتون تھی۔

عبد اللہ بن شداد سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا "اَوَّاهَة" ہے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ "اَوَّاهَة" کا کیا مطلب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرنے والی اور گریہ زاری کرنے والی کو "اَوَّاهَةٌ" کہتے ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب "سیر أعلام النبلاء" میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ ذی القعدہ ۵ ہجری کو شادی کی اس وقت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی عمر پچیس برس تھی۔

وہ بڑی صالحہ، روزے دار عبادت گزار اور نیک دل خاتون تھی۔ اسے ام المساکین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے ۲۰ ہجری میں وفات پائی۔

وفات سے پہلے اس نے یہ کہا کہ میں نے اپنا کفن تیار کر کے رکھا ہوا ہے۔ شاید عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی میرے لیے کفن بھیجے اگر اس نے کفن بھیج دیا تو دونوں میں سے ایک کفن کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دینا اگر ہو سکے تو میرا تہبند صدقے میں دے دینا۔ "اللّٰہ اکبر ، سبحان اللّٰہ" بستر مرگ پر بھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا صدقہ و خیرات کرنے کو بھولی نہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ ہماری معزز خواتین کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اہل مدینہ جنازے کے ساتھ مدینے کے قبرستان بقیع الغرقد کی طرف گئے۔

مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سب سے پہلے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔

اللہ تعالیٰ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ اسے جنت الفردوس میں عزت کی جگہ عطا کرے۔ بلاشبہ وہ اللہ سے ڈرنے والی، اللہ کی بارگاہ میں گریۂ زاری کرنے والی، راضی خوشی رہنے والی اور اللہ کے دین کی تبلیغ کرنے والی جلیل القدر خاتون تھی۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ سورة الاحزاب:٣٦۔٣٧

۲۔ صحيح مسلم

۳۔ صحيح بخاری:٧٤٢٠

٤۔ الإصابة:٩٢/٨

٥۔ طبقات ابن سعد:٧٣/٨

٦۔ صحيح مسلم: ٢٤٢٢

٧۔ سير أعلام النبلاء:٢١٧/٢

ام المومنین

سیدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

- سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے دین کی حفاظت کی خاطر سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت اختیار کرنے والی خاتون تھی۔
- صابرہ، مجاہدہ اور جلیل القدر خاتون تھی۔
- مومنہ ایسی کہ اپنے والد ابوسفیان کو فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ بستر ہے اور تم پلید مشرک ہو۔ اللہ کا دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر نہیں بیٹھ سکتا۔''
- عبادت میں ہمہ تن مصروف رہتی اور اپنے گھر سے حج یا عمرے کے علاوہ کسی دیگر غرض کے لیے نہیں نکلتی تھی۔
- سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی، ام المومنین اور خلیفۃ المسلمین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ بنت اُبی سفیان رضی اللہ عنہا تھا۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عقیدے اور ایمان کے حوالے سے بڑی مشکلات برداشت کرنے والی، قربانیاں دینے والی، مجاہدہ اور صابرہ جلیل القدر خاتون تھی۔

"......رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا وَ أَرْضَاهَا ......"

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے دین کی حفاظت کی خاطر سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت اختیار کرنے والی خاتون تھی اور یہ اس وقت ہوا جب کافروں نے مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کردیا تھا اور ان پر ظلم وستم کی انتہاء کردی تھی۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی، ام المومنین اور خلیفۃ المسلمین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی عبید اللہ بن جحش کے ساتھ ہوئی۔ اس نے بھی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرح اسلام قبول کرلیا تھا اور اپنی بیوی کے ہمراہ حبشہ میں ہجرت کی اس کے ہاں ایک بیٹی نے جنم لیا، جس کا نام حبیبہ رکھا گیا۔ اسی مناسبت سے ان کی کنیت ام حبیبہ مشہور ہوئی۔

پردیس میں جا کر اچانک یہ مصیبت آن پڑی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا خاوند عبید اللہ بن جحش نصرانی بن گیا اور اس نے بے تحاشا شراب پینا شروع کردی۔ اس نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی بیوی کو بھی اپنا دین چھوڑ کر کفر اختیار کرنے پر امادہ کر لے، لیکن اس نے صاف انکار کر دیا، بلکہ بیوی نے یہ کوشش کی کہ اپنے خاوند کو اسلام کی طرف لوٹا لائے اور اسے اسلام پر کاربند رہنے کے لیے تیار کرے لیکن اس نے دوبارہ اسلام کی

طرف آنے سے صاف انکار کر دیا اور وہ کفر پر جما رہا۔ اللہ کی پناہ وہ بدستور کفر پر ڈٹا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں عبید اللہ بن جحش کو بڑی بُری شکل میں دیکھا۔ میری آنکھ کھلی تو میں بہت زیادہ گھبرا گئی۔ اس نے نصرانیت قبول کر لی۔ میں نے اسے اپنی خواب بتائی کہ میں نے تجھے خواب میں بڑا بدشکل دیکھا ہے۔ اس نے کوئی پرواہ نہ کی اور وہ شراب نوشی میں ایسا غرق رہا کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔ (بحواله الإصابة: ٦٥٢/٧)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پردیس میں خاندان اور وطن سے دور یونہی غم و اندوہ میں مبتلا زندگی بسر کرتی رہی۔ اس کا اور اس کی بیٹی کا کوئی سہارا نہیں تھا۔ لیکن وہ صادقہ صابرہ اللہ و رسول علیہ السلام پر ایمان رکھنے والی تمام مصائب و مشکلات کو برداشت کرتی رہی۔ وہ اس حقیقت کو جانتی تھی کہ اللہ اسے ہرگز نظر انداز نہیں کرے گا اور یہ جانتی تھی کہ سختی کے بعد فراوانی آئے گی۔ مشکل حالات کے بعد آسانیاں پیدا ہوں گی اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے مصائب سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور اسے رزق وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴾ (الطلاق: ٢، ٣)

''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا تو وہ اس کے لیے مصیبت سے نکلنے کا راستہ بنا دے اور اسے وہاں سے رزق دے گا، جہاں سے اسے وہم و

گمان بھی نہ ہوگا اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کو کفایت کرے گا اللہ اپنے کام کو جو وہ کرنا چاہتا ہے پورا کر دیتا ہے اور اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے صبر وعزیمت میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ثابت قدم رکھا۔ چند دنوں کے بعد ایک خوش کن خبر موصول ہوئی، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری ملی۔ اس کے خوشحالی آ گئی۔ حبشہ کے حکمران نجاشی کی کنیز نے دروازے پر دستک دی۔ وہ بھلا کیوں آئی؟ اس نے دروازہ کیوں کھٹکھٹایا؟ وہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو یہ خوشخبری دینے آئی تھی کہ اولاد آدم کے سردار اللہ کو ساری مخلوق میں افضل و اعلیٰ ارفع و اکمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے حبالۂ عقد میں لینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چل گیا اور یقین ہوگیا کہ یہ خبر بالکل سچی ہے تو اس نے وفور شوق سے ولولہ انگیز انداز میں اسے کہا: ''بَشَّرَكَ اللّٰهُ خَيْرًا'' اللہ تجھے خوش رکھے، اور تجھے خیر و برکت کی خوشخبری دے۔''

اس نے جو زیور پہن رکھا تھا انتہائی خوشی سے کنیز کو بطور تحفہ دے دیا۔

(بحوالہ الإصابۃ: ٤/٤٨، السمط الثمین، صفحہ: ٦٧)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن خواب میں مجھے کسی نے پکار کر کہا ''اے ام المومنین!'' تو میں گھبرا گئی۔ جب میری عدت ختم ہوئی تو حبشہ کے حکمران نجاشی کا پیغام لے کر اس کی کنیز جس کا نام ابرہہ تھا، میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ بادشاہ سلامت کہتے ہیں کہ اپنی شادی کا وکیل مقرر کرلیں تو میں نے خالد بن سعید بن العاص بن امیہ کو اپنا وکیل بنایا اور اس خوشی میں ابرہہ کو اپنے چاندی کے دو کنگن بطور تحفہ دیے۔

جب عشاء کا وقت ہوا تو نکاح کی تقریب شاہی دربار میں منعقد کی گئی، حبشہ کے

حکمران نجاشی نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نکاح پڑھانے کا کہا۔

تو اس نے حمد و ثنا اور تشہد پڑھنے کے بعد کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف پیغام بھیجا ہے کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ سے پڑھا دوں تو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور چار سو دینار حق مہر مقرر کیا۔ اس کے بعد خالد بن سعید بن العاص اٹھے اور فرمانے لگے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے بحیثیت وکیل ام حبیبہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہوں، حق مہر کے دینار اس کے سپرد کر دیے گئے۔ نجاشی نے سب مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا۔

سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب حق مہر کا مال میرے پاس پہنچا تو میں نے اس میں سے پچاس دینار ابرہہ کو دیے لیکن اس نے واپس کر دیے۔

جو میں نے اسے پہلے کنگن دیے تھے وہ بھی مجھے واپس کر دیے اور کہنے لگی بادشاہ سلامت نے مجھے روک دیا ہے۔ آپ پردیس میں ہے۔ ہمارا حق ہے کہ ہم آپ کی خدمت میں تحائف پیش کریں پھر وہ میرے پاس قیمتی عطریات لے کر آئی اور بھی بہت سے تحائف حکمران نجاشی کی بیگمات کی طرف سے میرے پاس لائی۔ میں وہ سب تحائف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ میں لائی۔

(بحوالہ الإصابة:٧/٦٥٢)

اللہ کا دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر نہیں بیٹھ سکتا:

جب سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا والد ابو سفیان بن حرب مدینہ منورہ آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ پر حملہ آور ہونے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ ابو سفیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلح حدیبیہ کے معاہدے کو مزید طویل کرنے کا مطالبہ کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف انکار کر دیا۔ وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے

لیے اس کے گھر گیا وہ جب بستر پر بیٹھنے لگا تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر لپیٹ دیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر ابوسفیان بڑا کبیدہ خاطر ہو کر کہنے لگا۔ بیٹی یہ کیا میرے ساتھ یہ سلوک تجھے ہو کیا گیا ہے کیا میں اس بستر کے قابل نہیں یا بستر میرے قابل نہیں؟ کہنے لگی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ بستر ہے اور تم پلید مشرک ہو کہنے لگا بیٹی میرے ساتھ یہ توہین آمیز سلوک تو بہت بری بات ہے!

کہنے لگی ہاں اللہ کا دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر نہیں بیٹھ سکتا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وفات سے کچھ دیر پہلے مجھے اپنے پاس بلایا میں آئی تو مجھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر ہمارے درمیان کوئی ایسی بات ہو گئی ہے جو عام طور پر سوتنوں کے درمیان ہو جایا کرتی ہے تو آپ مجھے معاف کر دیں میں نے تجھے معاف کیا۔ میں نے کہا: میری طرف سے سب کچھ معاف، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی معاف فرمائے۔ پھر اس نے کہا: آپ نے مجھے خوش کر دیا، اللہ آپ کو خوش رکھے اور اس کے بعد اسی نوعیت کا پیغام ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا۔

ابوسلمہ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ابوسفیان کے فوت ہونے کی خبر شام سے پہنچی تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے باپ کے فوت ہو جانے کی خبر سن کر غم ہوا لیکن جب تیسرا دن ہوا تو اس نے زرد رنگ منگوا کر اپنے چہرے اور بازوؤں کو لگایا اور فرمایا کہ اب میں اپنے سوگ کے ختم ہونے کا اعلان کرتی ہوں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا »

"کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان

رکھتی ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ وہ اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرسکتی ہے۔''

(بحواله بخاری: ۱۲۸۰، مسلم: ۱٤۸٦)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عبادت میں ہمہ تن مصروف رہنے لگی وہ اپنے گھر سے حج یا عمرے کے علاوہ کسی دیگر غرض کے لیے نہیں نکلتی تھی۔

اس کا یہ معمول وفات تک جاری رہا۔

آج مسلمان خواتین کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ سیرت کا مطالعہ کریں تاکہ وہ ان معزز خواتین کی معطر سیرت سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ جنھوں نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے تعلیم وتربیت کی سعادت حاصل کی تھی۔ ان کے نقش قدم پر چلنے سے ان کی زندگیوں میں ایک خوشگوار انقلاب آئے گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ پیاری معزز خواتین کو جلیل القدر صحابیات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین یا رب العالمین

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ الإصابة: ٦٥٢/٧
۲۔ سورة الطلاق: ۲، ۳
۳۔ الإصابة: ٤/ ٤٨
٤۔ السمط الثمين، ص: ٦٧
٥۔ بخاری: ۱۲۸۰
٦۔ مسلم: ۱٤۸٦

ام المومنین

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ام سلمہ کو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نعم البدل عطا کر دیا۔
- پہلی مہاجرہ مسافرہ جو مدینہ منورہ میں داخل ہوئی۔
- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا وہ عظیم المرتبت خاتون ہے، جس نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔
- صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عقل و دانش اور فضل و شرف کی صلاحیتیں۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر المخزومیۃ القرشیۃ تھا۔ یہ جلیل القدر صحابیہ ان صحابیات طیبات میں سے ہے جسے پہلے ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی تھی۔اسی طرح یہ ابوجہل بن ہشام کے چچا کی بیٹی تھی۔ اس کا شمار فقیہہ صحابیات میں ہوتا تھا۔اس کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ الکنانیۃ تھا۔ یہ بنوفراس قبیلہ میں سے تھی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔اسے دو ہجرتیں کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

اس کی والدہ کا نام بَرّہ بنت عبد المطلب بن ہاشم تھا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا تھا اس لیے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رضاعت کا رشتہ تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے شانہ بشانہ اسلام کی خاطر بہت سی مشکلات و مصائب کا سامنا کیا۔ پھر اس نے دین کی حفاظت کی خاطر اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت اختیار کی۔ اس نے دین کی خاطر وطن، خاندان اور مال و دولت کو چھوڑ دیا۔ دوران ہجرت بیٹا پیدا ہوا،جس کا نام سلمہ رکھا۔ پہلی ہجرت سے واپس آ جانے کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو ہجرت کرنے کی اجازت دی تو انھوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند ابوسلمہ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے میں بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے لیے یہ اُفتاد بڑی ہولناک تھی۔ یہ دردناک داستان ہم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سنتے ہیں:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف روانگی کی نیت کر لی تو اپنے اونٹ کو تیار کیا مجھے اور میرے بیٹے سلمہ کو اونٹ پر سوار کیا پھر اونٹ کی نکیل پکڑتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ جب بنو مغیرہ کے آدمیوں نے دیکھا تو وہ اس کی راہ میں کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے یہ کیا آپ نے مذاق بنا رکھا ہے کبھی تم ہماری بیٹی کو کسی ملک لے جاتے ہو اور کبھی کسی۔ ہم تو ایسا نہیں ہونے دیں گے تم جدھر چاہو جاؤ ہماری بیٹی کہیں نہیں جائے گی۔

انھوں نے ابوسلمہ کے ہاتھ سے اونٹ کی نکیل زبردستی چھین لی اور مجھے اپنی تحویل میں لے لیا۔ یہ دیکھ کر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو بڑا غصہ آیا۔ ادھر بنو عبد الاسد آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے بیٹے سلمہ کو کسی صورت اس کے پاس نہیں رہنے دیں گے کیونکہ تم نے ہمارے قبیلے کے فرد سے اس کی بیوی کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے تو یہ ہمارا بیٹا ہے ہم اسے کسی صورت اس کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ یہ کہتے ہوئے انھوں نے میرا بیٹا چھین لیا اور اسے اپنے تحویل میں لے کر چلے گئے۔

اب صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ میرا خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا مجھے میرے قبیلے بنو مغیرہ نے اپنے پاس روک لیا اور میرے بیٹے کو میرے خاوند کے قبیلے بنو عبد الاسد کے افراد اپنے ساتھ لے گئے۔ اس طرح میرے اور میرے خاوند اور میرے بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دی گئی۔ میں ہر روز صبح کے وقت اپنے گھر سے نکلتی اور اس جگہ پر آ کر بیٹھ جاتی، جہاں ہماری جدائی ڈالی گئی تھی۔ صبح سے شام تک وہاں بیٹھی اپنے خاوند اور بیٹے کے غم میں آنسو بہاتی۔ ایک روز میں

وہاں بیٹھی رو رہی تھی کہ میرے پاس سے میرا چچا زاد بھائی گزرا۔ اس نے مجھے غم و اندوہ اور حزن و ملال میں ڈوبے دیکھا تو اس نے میرے قبیلے بنو مغیرہ کے سرکردہ افراد سے بات کی اور انھیں کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ اس بیچاری کو ذرا باہر جا کر دیکھو اس کی کیا حالت ہے تمھیں ذرا برابر ترس نہ آیا۔ خاوند، بیٹے اور اس کے درمیان جدائی ڈال دی۔ وہ دن بھر ان کی جدائی کے غم میں روتی رہتی ہے۔ ''حیف'' ہے تمہاری سرداری پر۔ افسوس ہے تمہارے اس ظالمانہ کردار پر۔ جب انھیں خوب جھنجھوڑا تو وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: یہ لو اپنا بیٹا اور ہماری طرف سے تمھیں اجازت ہے کہ اپنے خاوند کے پاس جا سکتی ہو۔ میں یہ سن کر خوشی سے جھوم گئی۔ میں نے اپنے اونٹ کو سواری کے لیے تیار کیا، اپنے بیٹے کو گود میں لیا، اونٹ پہ سوار ہوئی اور اپنے خاوند کے پاس جانے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئی۔

میں اکیلی اس سفر پر روانہ ہوئی میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں تھا۔ جب میں مکہ معظّمہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام تنعیم تک پہنچی، تو بنو عبدالدار کا ایک شخص عثمان بن طلحہ میرے پاس آیا، اس نے کہا: ابو امیہ کی بیٹی کہاں جا رہی ہے؟ میں نے کہا: اپنے خاوند کے پاس مدینہ منورہ جا رہی ہوں! اس نے کہا: ''تیرے ساتھ کوئی ہے؟'' میں نے کہا اللہ کی قسم! میرے اس بیٹے کے علاوہ میرے ساتھ کوئی نہیں، بس اللہ کے بھروسے پر اس طویل سفر پر روانہ ہوئی ہوں۔ وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں آپ کے ساتھ چلوں گا اور آپ کو منزل تک پہنچا کر واپس آؤں گا۔ اس نے آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور آگے آگے پیدل چل پڑا۔ اس نے سفر کے دوران نہایت شرافت کا ثبوت دیا۔ جب کہیں پڑاؤ کرنا ہوتا، وہاں ایک درخت کے سائے کے قریب اونٹ کو بٹھا دیتا اور خود ایک طرف ہو جاتا۔ جب میں اتر کر درخت کے سائے میں اپنے بیٹے کو لے کر بیٹھ جاتی تو وہ اونٹ کو کسی دوسرے درخت کے

ساتھ باندھ کر خود کسی تیسرے درخت کے سائے تلے ستانے کے لیے بیٹھ جاتا اور جب روانگی کا وقت ہوتا تو وہ اونٹ میرے پاس لا کر بٹھا دیتا اور خود ایک طرف ہو جاتا۔ جب میں اپنے بیٹے کو لے کر اس پر سوار ہو جاتی تو وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل پڑتا۔ پورا سفر اسی صورت میں طے ہوا، جب عمرو بن عوف کی بستی قباء کو دیکھا تو اس نے کہا اس بستی میں آپ کا خاوند رہائش پذیر ہے۔ واقعی ابوسلمہ اسی بستی میں فروکش تھا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا وہ عظیم المرتبت خاتون ہے، جس نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہ پہلی مسافر خاتون ہے، جو مدینہ منورہ میں داخل ہوئی۔ یہ بیان کیا جاتا ہے عامر بن ربیعہ کی بیوی لیلیٰ اس اولیت میں اس کی شریک سفر تھی۔
(بحواله الإصابة:۸/۲۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اسے ڈیڑھ سو افراد کے لشکر کا امیر مقرر کیا اور اسے جھنڈا دے کر ارشاد فرمایا کہ بنو اسد قبیلہ پر یلغار کرنی ہے۔ لشکر اسلام نے سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ان کے چشموں پر پہنچ کر شبخون مارا اور کامیاب ہو کر واپس لوٹے۔ اس مہم میں تقریباً ان کے دس دن صرف ہوئے۔

جس دن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ان کا وہ زخم پھوٹ پڑا جو انھیں غزوۂ احد کے دوران لگا تھا۔ انھوں نے یہ گمان کر لیا تھا کہ یہ زخم مندمل ہو چکا ہے۔ ۳ جمادی الآخری ۴ ہجری کو وفات پا گئے۔ (بحواله سير أعلام النبلاء:۱/۱۵۳)

عبید بن عمیر سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی، تو ام سلمہ نے کہا: پردیسی پردیس میں فوت ہو گیا، میں اس کے غم میں اتنا روؤں گی کہ لوگ اس کے بارے میں باتیں کریں گے، جب میں رونے کے لیے تیار ہوئی تو مدینہ منورہ کی ملحقہ بستی سے ایک عورت رونے میں میرا ساتھ دینے کے لیے آئی۔

رسول اللہ ﷺ اس کی طرف آگے بڑھے اور فرمایا: کیا تو شیطان کو اس گھر میں داخل کرنا چاہتی ہے، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے نکالا۔ یہ بات دو مرتبہ فرمائی یہ سن کر میں بھی رونے سے رک گئی اور میں نہ روئی۔ (بحوالہ مسلم: ۹۲۲)

...... ❁ ...... ❁ ......

« عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلَى مَا تَقُوْلُوْنَ قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ: قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلَهٗ وَ اَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً قَالَتْ قُلْتُ فَاَعْقَبَنِيَ اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّيْ مِنْهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ »

(بحوالہ مسلم: ۹۱۹)

"سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کیا کرو، کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا مانگو: "الٰہی مجھے اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر۔" تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مجھے سیدنا محمد ﷺ کی صورت میں مجھے نعم البدل عطا کر دیا۔"

« عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ حَزِنْتُ كَثِيْرًا لِوَفَاةِ

زَوْجِیْ أَبِیْ سَلْمَةَ وَ عِنْدَ ذَالِكَ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَتْ: كَيْفَ اَقُوْلُ؟ قَالَ "قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ لَنَا وَ لَهٗ وَ اَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰى صَالِحَةً تَقُوْلُ : فَقُلْتُهَا فَاَعْقَبَنِیَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ» (رواہ مسلم:۹۱۹)

"سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں اپنے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے بہت زیادہ غمگین ہوئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اس موقع پر کیا دعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ دعا مانگو: "الٰہی ہمیں اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر۔" سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سیدنا محمد ﷺ کی صورت میں نعم البدل عطا کر دیا۔"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میری عدت پوری ہوگئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا، جسے میں نے مسترد کر دیا پھر نبی اکرم ﷺ کی جانب سے پیغام ملا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پیغام رساں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو بتلا دیں کہ میں ایک غصیلی عورت ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ میرے خاندان میں سے میرا کوئی گواہ بھی نہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیں کہ جہاں تک تیری بات کا تعلق ہے کہ میں غصیلی عورت ہوں، میں اللہ سے دعا کروں گا تو غصہ جاتا رہے گا، جہاں تک تیرا یہ کہنا ہے کہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں والی ہوں تو میں ان کی کفالت

کا ذمہ لیتا ہوں اور جہاں تک تیرا یہ کہنا ہے کہ خاندان میں کوئی گواہ نہیں تو میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ تیرے خاندان کا کوئی فرد بھی تیری میرے ساتھ شادی کو ناپسند نہیں کرے گا۔

یہ باتیں سن کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عمر سے کہا کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کا اہتمام کیجئے تو اس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کر دی۔

ایک روایت میں منقول ہے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے کہا: بھلا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہو سکتا ہے وہ پہلا گھر ہے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی پھر میں نے " اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" کہا: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں مجھے نعم البدل عطا کر دیا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف حاطب بن اُبی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو شادی کا پیغام دے کر بھیجا، میں نے کہا: میری ایک بیٹی ہے اور میں بڑی غصیلی عورت ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی بیٹی کے بارے میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے اللہ تعالیٰ اس کی جانب سے مستغنی کر دے گا اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے میں دعا کروں گا تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ (بحواله مسلم: ۹۱۸)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ جب شادی کے بعد میری رخصتی ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو سات دن آپ کے پاس رہوں لیکن دیگر ازواج مطہرات کے پاس بھی مجھے سات دن گزارنے ہوں گے اور اگر چاہوں تو تین دن تو اس نے کہا تین دن۔" (بحواله مسلم: ١٢٤٦)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی زندگی کے ناقابل فراموش دن گزارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عزت کیا کرتے تھے اور اسے اکتاہٹ میں مبتلا نہیں کرتے تھے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے احکام کی تعلیم حاصل کیا کرتی تھی، یہاں تک کہ آداب نبوت سے خوب واقف ہوگئی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اگر میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے اجر وثواب ملے گا۔ آخر وہ میرے بچے بھی تو ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' اگر تم ان پر خرچ کروگی تو تجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب ملے گا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی طبیعت کی ناسازی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ آپ سوار ہوکر لوگوں کے پیچھے طواف کرلیں۔ میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جانب نماز پڑھ رہے تھے اور اپنی نماز میں سورۂ طور کی تلاوت کررہے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جب کہ وہ مکہ میں تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانگی کا ارادہ کر چکے تھے اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا اور اس نے بھی روانگی کا ارادہ کرلیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جب صبح کی نماز میں لوگ کھڑے ہو جائیں وہ نماز پڑھنا شروع کردیں تو تم طواف کر لینا۔ (بحواله صحيح الجامع: ۳۹۳۲)

ایسا نادر موقف جس سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی عقل و دانش اور فضل و شرف پر دلالت کرتا ہے۔ ٦ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی۔ قریش نے صحابہ کرام کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روک دیا، جس کے نتیجے میں صلح حدیبیہ کا واقعہ رونما ہوا۔

مشرکین کی طرف سے صلح کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ اگر ہم میں سے کوئی شخص تمہارے پاس پہنچے خواہ مسلمان ہی ہو تو اسے ہمارے پاس واپس بھیجنا ہو گا۔ جب یہ شرط سامنے آئی تو مسلمانوں نے تعجب سے کہا واہ سبحان اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان کو مشرکین کی طرف واپس کر دیا جائے۔ یہ باتیں ابھی ہو رہی تھی کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو بیڑیوں میں جکڑا ہوا مکہ معظمہ کے نشیبی علاقے سے مسلمانوں کے سامنے نمودار ہوا۔ سہیل بن عمرو نے جب اسے دیکھا تو اس نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اسے تو ہمارے حوالے کیجیے۔ یہ صلح کی ہماری پہلی شرط ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو صلح کا معاہدہ مکمل نہیں ہوا یہ پہلے ہی ہمارے پاس پہنچ گیا۔ سہیل بن عمرو نے کہا اس کے بغیر صلح کی بات آگے نہیں بڑھے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے رہنے دیجیے، آئندہ تمہاری شرط پر عمل ہو گا۔ اس نے کہا یہ ہو ہی نہیں سکتا، اسے ہر صورت ہمارے سپرد کرنا ہو گا۔ بات کو آگے بڑھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل کو واپس کرنے کا عندیہ دے دیا تو ابو جندل نے کہا: مسلمانو! کیا اب مجھے مشرکین کی طرف لوٹا دیا جائے گا جب کہ میں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ کیا تم میری حالتِ زار کو نہیں دیکھ رہے۔ مجھے انھوں نے بہت اذیت دی ہے اسے واقعی اسلام قبول کرنے کی پاداش میں المناک اذیت سے دوچار کیا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں! ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن واقعی باطل پر ہے۔ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

نے کہا: تو پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی نرمی اور کمزوری کیوں دکھلا رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر یہ بھی عرض کیا کہ آپ نے ہم سے یہ بات بھی کی تھی کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ ہم اس سال بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ اس کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ان سے کہا اے ابوبکر! کیا یہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں، یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں!

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے۔
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں بالکل ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی نرمی اور کمزوری کیوں دکھا رہے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتے وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انھیں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ نہیں کہا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوں گے اور بیت اللہ کا طواف کریں گے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے اس سال مکہ میں داخل ہونے کا فرمایا تھا؟ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دن جذبات میں آکر میں نے بہت سی باتیں کیں۔ جب صلح کے معاہدے سے فارغ ہوئے، تو رسول اللہ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا:

«قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا»

''اٹھو قربانی کرو اور پھر اپنے سر منڈا دو۔''

آپ نے یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا۔

رسول اللہ ﷺ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور اسے لوگوں کے رویے کے بارے میں بتایا:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ لوگ آپ کے حکم کی تعمیل کریں تو آپ خود باہر نکلیں، کسی سے کوئی بات نہ کریں اور سب کے سامنے اپنا اونٹ قربان کردیں اور اپنا سر منڈا دیں۔ جب آپ نے ایسے ہی کیا تو لوگ فوری طور پر اٹھے قربانیاں کرنے لگے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے۔ یکدم منظر ہی بدل گیا۔ (بحوالہ صحیح بخاری:٢٧٣٢)

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۶۱ ہجری میں وفات پائی۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

''اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔''

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ الإصابة:٢٢٢/٨

٢۔ سير أعلام النبلاء:١٥٣/١

٣۔ مسلم :٩٢٢

٤۔ مسلم:٩١٩

٥۔ مسلم:٩١٨

٦۔ مسلم:١٢٤٦

٧۔ صحيح الجامع ٣٩٣٢

٨۔ بخاری :٢٧٣٢

ام المومنین

سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ساری بہنیں مومن ہیں۔ میمونہ، ام الفضل اور اسماء (رضی اللہ عنہن)''
- سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہو کر خواتین عالم کے درمیان اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوگئی۔
- اس نے وصیت کی کہ مجھے اس مکان میں دفن کیا جائے جہاں شادی کے بعد میری رخصتی ہوئی تھی۔

ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث، بن حزن، بن بجیر، بن الھزم بن رویبہ، بن عبداللہ، بن ہلال، بن عامر، بن صعصعۃ الھلالیۃ (رضی اللہ عنہا) کی ہمشیرہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب کی بیوی ام الفضل تھی۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی اور اسی طرح وہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی خالہ تھی۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسلام قبول کرنے سے پہلے مسعود بن عمرو الثقفی نے شادی کی، پھر اسے طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد یہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر رہائش پذیر رہی۔

ابتدائی مرحلے میں یہ اپنے اسلام قبول کرنے کو چھپایا کرتی تھی پھر اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی پیشکش کی۔ یہ اور اس کی ہمشیرگان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلْأَخَوَاتُ مُؤْمِنَاتٌ: مَيْمُوْنَةُ ، وَ أُمُّ الْفَضْلِ وَ أَسْمَآءُ "

(رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ) (بحواله صحيح الجامع ٢٧٦٣)

''ساری بہنیں مومن ہیں۔ میمونہ، ام الفضل اور اسماء رضی اللہ عنہن''

رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے حبالۂ عقد میں لے لیا اس طرح وہ ام المومنین کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگئی۔

جب رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ اس کا نام بَرّہ ہے تو آپ نے اس کا نام بدل کر میمونہ رکھ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے بَرّہ نام کو ناپسند کیا اس لیے اسے بدل دیا۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہو کر خواتین عالم کے درمیان اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوگئی۔

سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بڑی وفادار بیوی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے وصیت کی کہ مجھے اس مکان میں دفن کیا جائے جہاں شادی کے بعد میری رخصتی ہوئی تھی۔ (بحوالہ طبقات ابن سعد:۱۳۹/۸)

سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ صحیح الجامع: ۲۷۶۳
۲۔ طبقات ابن سعد:۱۳۹/۸

ام المومنین

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نیکی اور اطاعت کے امور میں سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے طرز عمل کو اپنانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا، جلیل القدر، عظیم المرتبت اور حد درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والی خاتون تھی۔

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے ہمہ وقت کوشش کرتی رہتی۔

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سیدہ سودہ بنت زمعہ، بن قیس، بن عبد شمس، القرشیۃ العامریۃ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام شموس بنت قیس تھا۔

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی سہیل بن عمرو العامری کے بھائی السکران بن عمرو کے ساتھ ہوئی۔

خاوند فوت ہو گیا اکیلی رہ گئی۔ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں اس کے گھر والے اسے دوبارہ صنم پرستی پر مجبور نہ کر دیں۔ اس کے دین اور عزت کی حفاظت اور معاملات کی نگہداشت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ شادی کر لی۔ وہ بوڑھی خاتون تھی۔ جوان نہ تھی۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا، جلیل القدر، عظیم المرتبت اور حد درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والی خاتون تھی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس میں اتنی خوبیاں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اس کا طرز عمل اختیار کیا جائے مجھے وہ بہت پسند تھی۔ اس کی طبیعت میں قدرے تیزی تھی۔ جب وہ زیادہ عمر کی ہو گئی تو اس نے اپنی باری مجھے دے دی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نیکی اور اطاعت کے امور میں سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے طرز عمل کو اپنانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری مجھے ہبہ کر دی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے

ہاں گزارتے ایک اس کا دن اور دوسرا سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا دن۔ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہتی تھی۔

مسلاخہا کا معنی ہے طرز عمل، طریق کار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ۷ ہجری عمرۃ القضاۃ کے بعد شادی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عباس بن عبد المطلب کو اجازت دے رکھی تھی۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں بات کی تھی۔ وہ بیوہ ہوگئی اس کا خاوند ابورھم فوت ہو گیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے حبالۂ عقد میں لے لیا۔

ابن اسحاق یونس بن بکیر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد صفیہ بنت حیی اور میمونہ بنت الحارث کے ساتھ شادی کی۔ یونس بن بکیر جعفر بن برقان سے اور وہ میمون بن مھران سے اور یزید سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جس قُبّہ میں شادی کی اسی میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ (بحوالہ الإصابة: ۱۲۶/۸)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم میں سے پہلے فوت ہو کر آپ کے پاس کون پہنچے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ ہم ایک پیمانہ لے کر اپنے ہاتھ ماپنے لگیں ہم سب سے سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ لمبے تھے۔ بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد زیادہ صدقہ و خیرات کرنا ہے کیونکہ سب سے پہلے

فوت ہونے والی زینب بنت جحش تھی ۔اس کا قد ہم سے چھوٹا تھا لیکن وہ ہم میں سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتی تھی اس کا یہ پسندیدہ مشغلہ تھا۔

(بحوالہ بخاری: ۱۳۵٤)

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتی تھی۔ مال و دولت بڑی سخاوت سے مستحقین میں تقسیم کردیا کرتی تھی۔ مساکین کی بہت زیادہ مدد کیا کرتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آیا کرتے تھے۔ اس کے ذمے کوئی ایسا فریضہ نہ سونپتے جس کو نبھانے کی وہ طاقت نہ رکھتی۔ مزدلفہ کے دن سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے پہلے جانے کی اجازت دے دی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ مزدلفہ کی رات سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اجازت طلب کی کہ وہ لوگوں کے ازدحام سے پہلے روانہ ہو جانا چاہتی ہیں کیونکہ وہ جسمانی اعتبار سے فربہ خاتون تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم صبح تک وہیں رہیں صبح کے وقت مزدلفہ سے روانہ ہوئیں۔

(بحوالہ بخاری: ٤٢٣، مسلم: ١٢٩٠)

- الحُطَمَةَ۔　　لوگوں کی بھیڑ۔
- ثَبِطَةٌ۔　　موٹاپا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی بیویوں سے فرمایا: ”ھٰذِہٖ ثُمَّ ظهور الحصر “

(بحوالہ ابوداود: ١٧٢٢، مسند احمد: ٢/٤٤٦)

”اس دفعہ تو ٹھیک پھر تمھیں اپنے گھروں میں رہنا ہوگا۔“

- الحصر۔　　الحصیر کی جمع ہے۔اس کا معنی ہے چٹائی۔

لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ اس سفر کے بعد تمھیں اپنے گھروں میں رہنا ہوگا۔

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی۔ (بحواله الإصابة:٨/١١٧)

"...... اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ......"

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔"

......✿......✿......

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا۔

١۔ الإصابة:٨/١٢٦

٢۔ بخاری:١٣٥٤

٣۔ بخاری:٣/٤٢٣

٤۔ مسلم: ١٢٩٠

٦۔ ابوداؤد: ١٧٢٢

٧۔ مسند امام احمد:٢/٤٤٦۔ ٦/٣٢٤

٨۔ صحيح الجامع:٧٠٠٨

٩۔ الإصابة:٨/١١٧

ام المومنین

سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

- اپنے خاندان کے لیے بڑی باعث برکت ثابت ہوئی۔
- سیدہ جویرہ بنت الحارث بن ضرار بڑی حسین وجمیل خاتون تھی، جو بھی دیکھتا انگشت بدنداں رہ جاتا۔
- وہ ایک سردار کی بیٹی شہزادی تھی۔
- ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بڑی پرہیزگار، روزے دار اور عبادت گزار خاتون تھی۔

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

سیدہ جویرہ بنت الحارث بن ضرار بن حبیب الخزاعیۃ المصطلقیۃ رضی اللہ عنہا بڑی حسین وجمیل خاتون تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنولحیان اور ذی قرد سے جنگ لڑنے کے بعد جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ سیدہ جویریہ کی قوم کے لوگ اپنے سردار حارث بن ضرار کی قیادت میں مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے جمع ہو چکے ہیں۔قوم کا سردار سیدہ جویریہ کا والد تھا۔

علامہ ابن اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ کے دوران بنومصطلق کے بہت سے لوگ موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کو قتل کیا ایک کا نام مالک تھا اور دوسرا اس کا بیٹا تھا۔

اسی طرح سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کے دو شہسوار قتل کیے۔ایک کا نام احمر تھا اور دوسرے کا نام اُحَیمَر تھا۔

بنومصطلق سے لشکر اسلام کے ہاتھ آنے والے مال ودولت اور قیدیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین میں تقسیم کیا تو ان کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی جویریہ بھی قیدیوں میں تھی۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن کر ام المومنین کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے اور اس نے عروہ بن زبیر سے اور اس نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی۔فرماتی ہیں

کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کے قیدیوں کو تقسیم کیا تو جویریہ بنت الحارث، ثابت بن قیس بن الشماس یا اس کے چچا کے بیٹے کے حصے میں آئی۔ وہ بڑی حسین و جمیل عورت تھی جو کوئی اسے دیکھتا وہ انگشت بدنداں رہ جاتا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدد حاصل کرنے آئی تھی کیونکہ اس نے پیسے دے کر اپنی آزادی کا معاہدہ کر لیا تھا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! اس کا میرے حجرے کے دروازہ پر آنا مجھے ناگوار محسوس ہوا کیونکہ اس کا حسن و جمال ہر کسی کو متاثر کرنے والا تھا۔ آخر وہ ایک سردار کی بیٹی شہزادی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی میں جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار ہوں جو اپنی قوم کا سردار ہے۔ میں جس مصیبت میں گرفتار ہوئی آپ اس سے واقف ہیں۔ کوئی چیز آپ سے مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس بن الشماس یا اس کے چچا کے بیٹے کے حصے میں آئی ہوں، میں نے ان سے پیسے دے کر آزادی کا معاہدہ کر لیا ہے اور اس سلسلے میں آپ سے مدد طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس سے بہتر آپ سے سلوک کیا جائے تو کیا خیال ہے؟ اس نے کہا وہ کیا، زہے قسمت؟ آپ نے فرمایا: اگر میں ساری رقم ادا کر کے تجھے آزادی دلا دوں تو کیا تم میرے حبالۂ عقد میں آنے کے لیے بخوشی تیار ہو اس نے کہا مجھے اور کیا چاہیے۔ ''چشم ما روشن دل ما شاد'' یہ تو میری خوش قسمتی ہو گی۔ یہ خبر لوگوں تک پہنچ گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت الحارث سے شادی کر لی ہے۔

بنو مصطلق کے تقریباً ایک سو افراد گرفتار تھے جن کا تعلق سیدہ جویریہ کے خاندان کے ساتھ تھا، سب کو آزاد کر دیا گیا۔ کہ اب یہ ہمارے پیارے نبی علیہ السلام کے سسرالی رشتہ دار بن چکے ہیں۔ اس طرح جویریہ بنت الحارث اپنے خاندان کے لیے برکت کا باعث ثابت ہوئی۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی مصطلق سے واپس آئے اور آپ کے ساتھ جویریہ بنت الحارث تھی۔ جب آپ مقام ذات الجیش پر پہنچے تو جویریہ کو ایک انصاری کے پاس بطور امانت چھوڑا اور اسے حکم دیا اس کی حفاظت کرنا ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ جویریہ کا باپ حارث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب وہ عقیق مقام پر پہنچا تو اس نے ان اونٹوں پر نظر ڈالی جو فدیہ کے لیے اپنے ساتھ لیے ہوئے تھے۔ ان میں سے دو اونٹ اسے بہت پسند آئے اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ عقیق کی ایک گھاٹی میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر وہ باقی ماندہ اونٹوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا محمد ﷺ! آپ نے میری بیٹی کو گرفتار کیا ہے یہ اس کا فدیہ ہے اسے قبول کر کے اسے آزاد کر کے میرے حوالے کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو عقیق گھاٹی میں غیب ہو گئے تھے۔ حارث نے یہ بات رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے سنتے ہی باآواز بلند کہا:

"اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

رسول اللہ! اللہ کی قسم! اس واقعے کا اللہ کے سوا کسی کو پتہ نہیں آپ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں۔

حارث نے اسلام قبول کر لیا اور اس کے دو بیٹوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد اس کی قوم کے افراد وہ دو اونٹ بھی لے کر حاضر ہو گئے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیے گئے۔ اس کی بیٹی جویریہ کو لایا گیا اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور حارث نے بخوشی اپنی بیٹی کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کر دی۔ آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو چار سو درہم حق مہر دیا۔

(بحواله السيرة النبوية لابن هشام: ٤/٢٥٧)

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بڑی پرہیز گار، روزے دار اور عبادت گزار خاتون تھی۔

وہ فرماتی ہیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، میں نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا آپ نے مجھ سے پوچھا کیا گزشتہ کل بھی روزہ رکھا تھا۔ میں نے کہا نہیں آپ نے پوچھا آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے میں نے کہا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آج بھی روزہ کھول دو۔

(بحواله بخاری، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة)

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ذکر الٰہی میں بہت زیادہ مصروف رہا کرتی تھی۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں تسبیحات پڑھنے میں مصروف تھی آپ اپنے کسی کام کے لیے چلے گئے پھر تقریباً دوپہر کے وقت تشریف لائے تو میں بدستور بیٹھی ذکر الٰہی میں مصروف تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا صبح سے یہیں بیٹھی ہو؟ میں نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کیا میں تجھے ایسے کلمات سکھلاؤں کہ اگر تم وہ پڑھ لیا کرو تو وہ ان سب پر بھاری ہوں گے جو تم صبح سے پڑھ رہی ہو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ کلمات کہا کرو:

« سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ » (تین مرتبہ)

« سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ »(تین مرتبہ)

«سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَاءَ نَفْسِهٖ »(تین مرتبہ)

« سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ »(تین مرتبہ)

(بحواله مسلم، كتاب الذكر و الدعاء: ۲۷۲۶)

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے ۵۰ ہجری میں وفات پائی اور بعض مؤرخین کا

کہنا ہے کہ انھوں نے ٥٦ ہجری میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
''وہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی۔''

......۞......۞......

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ السيرة النبوية لابن هشام: ٤/ ٢٥٧

٢۔ بخاری، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة

٣۔ مسلم، كتاب الذكر والدعاء: ٢٧٢٦

٤۔ سير أعلام النبلاء: ٢/ ٢٦٣

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بیٹیاں، نواسی اور رضاعی بہن

سیدہ زینب
بنت رسول اللہ ﷺ

- نبی کریم ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھی۔
- اس نے پہلے مرحلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔
- اپنے خاوند کا فدیہ دینے والی

سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔ اور یہ نبی کریم ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند خالہ کا بیٹا ابو العاص بن الربیع ہے یہ مکہ معظّمہ میں قریشی خاندان کا بڑا معزز اور مالدار شخص تھا۔ اس کی والدہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد کی ہمشیرہ ہالۃ بنت خویلد تھی۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس دعوت کو دل و جان سے قبول کر لیا جو اس کے والد گرامی رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے۔ اس نے پہلے مرحلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ اس نے اپنے خاوند کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن اس نے خاموشی اختیار کر لی۔ مشرکین نے ابو العاص بن الربیع سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی جنگ بدر میں حصہ لینے کے لیے ان کے ساتھ روانہ ہو۔ وہ اس جنگ میں شریک ہوا اور مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔

اپنے خاوند کا فدیہ دینے والی:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدی چھڑانے کے لیے فدیہ بھیجا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابو العاص کو چھڑانے کے لیے فدیہ کے طور پر وہ قیمتی ہار بھیجا جو اس کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے موقع پر اسے دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی نظر اس ہار پر پڑی تو آپ کے دل میں رقت پیدا ہو گئی اور آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ نے صحابہ کرام سے

فرمایا:

« إِنْ رَأَيْتُمْ اَنْ تُطْلِقُوْا أَسِيْرَهَا وَ تَرُدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِيْ لَهَا »

''اگر ہو سکے تو اس کے قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا ہار بھی واپس کر دو۔''

(بحواله مستدرك حاكم) امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی موافقت کی ہے۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ابو العاص نے سیدہ زینب کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے اپنے والد گرامی کی جانب سے پناہ دلا دیں۔ تو وہ باہر نکلی اور اس نے اپنا سر اپنے حجرے کے دروازے سے باہر نکالا۔ نبی کریم ﷺ لوگوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اس نے بآواز بلند کہا، لوگو! سن لو میں نے ابوالعاص بن الربیع کو پناہ دے دی ہے۔

جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

« يَآيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا عِلْمَ لِيْ بِهٰذَا حَتّٰى سَمِعْتُمُوْهُ اِلَّا وَ اِنَّهُ يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَدْنَاهُمْ »

(بحواله مستدرك حاكم: ٤/ ٤٥، سيرة ابن هشام: ١/ ١٥٧، ١٥٨)

''لوگو! مجھے تو اس کا علم نہیں تھا۔ یہاں تک کہ تم نے سن لیا لیکن اس بات سے آگاہ رہو کہ مسلمانوں میں سے ایک ادنیٰ فرد بھی پناہ دے سکتا ہے۔''

چند سال بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند ابو العاص مسلمان ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح پر ہی اسے واپس اس کے سپرد کر دیا اور نیا حق مہر نہیں باندھا۔

(بحواله ابوداود: ٢٢٤٠، ترمذى: ١١٤٣، مسند امام احمد: ١٨٧٦، ٢٣٦٩، ٣٩٩٠)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ۸ ہجری میں وفات پائی۔ یہ اس زخم سے شدید بیمار ہو گئی تھی جو اسے ہجرت کرتے وقت لگا تھا۔ یہ زخم ہی جان لیوا ثابت ہوا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

کی وفات پر ابو العاص بن الربیع اتنا روئے کہ اردگرد کے لوگوں کو بھی رلا دیا۔

رسول اللہ ﷺ بھی اس کی وفات پر بہت زیادہ غمگین ہوئے اور اسے آنسوؤں اور سسکیوں میں اللہ کے سپرد کیا اور آپ نے عورتوں سے فرمایا کہ اسے طاق تعداد میں غسل دینا۔

نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کو غسل دینے والی جلیل القدر صحابیہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِغْسِلْنَهَا وِتْرًا، ثَلَاثًا ، أَوْ خَمْسًا، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَأَعْلِمْنَنِي »

"اسے طاق یعنی تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا، اور آخر میں کافور ملا لینا یا تھوڑی سی کافور ملا لینا اور جب تم اسے غسل دے لو تو مجھے بتا دینا۔"

(بحوالہ بخاری:١٦٧، ١٢٥٥، مسلم:٩٣٩)

اللہ تعالیٰ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر راضی ہو گیا اور اس پر اپنی رحمت کی اور اسے جنت میں احترام و اکرام سے جگہ عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صبر کا اچھا بدلہ دیا۔

سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ مستدرک حاکم: ٤/ ٤٤، ٤٥
٢۔ سیرۃ ابن ھشام: ١/ ١٥٧، ١٥٨
٣۔ ابوداؤد: ٢٢٤٠

٤۔ ترمذی: ١١٤٣
٥۔ مسند امام احمد: ١٨٧٦، ٢٣٦٩، ٣٢٩٠
٦۔ بخاری: ١٦٧، ١٢٥٥
٧۔ مسلم: ٩٣٩

سیدہ رقیہ

بنت رسول اللہ ﷺ

- سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند کے ساتھ دو ہجرتیں کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف۔
- سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بڑی صابرہ اور مجاہدہ خاتون تھی۔
- ''رہنے دو انھیں رو لینے دو اگر کسی کے غم میں دل اور آنکھ روئے تو یہ اس رحمت اور شفقت کی علامت ہے۔''

(نبی ﷺ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات پر ارشاد)

سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اپنی بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بعد پیدا ہوئی اور اس کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جنم لیا ان دونوں نے ایک ساتھ پرورش پائی۔ دونوں بہنوں کا آپس میں بہت پیار تھا۔ جب یہ دونوں بہنیں بڑی ہوئیں اور شادی کی عمر کو پہنچیں تو آل عبد المطلب کا وفد ابو طالب کے پاس آیا۔ اور انھوں نے عبد العزی کے دونوں بیٹوں عقبہ اور عتیبہ کے لیے رشتہ طلب کیا۔ یاد رہے کہ عبد العزی کی کنیت ابو لہب تھی اور وہ اپنی کنیت کے حوالے سے ہی مشہور و معروف تھا۔

یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے منصب نبوت پر فائزہ ہونے سے پہلے کا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ رشتہ منظور کر لیا۔

جب نبی کریم ﷺ منصب رسالت پر فائز کر دیے گئے، تو قریش آپ ﷺ کے دشمن بن گئے اور سب آپ ﷺ کی مخالفت میں اکٹھے ہو گئے اور ان میں سے ایک کہنے لگا کہ تم نے محمد ﷺ کو بیٹیوں کے حوالے سے فارغ کر دیا ہے۔ اب ایک ہی حل ہے کہ بیٹیوں کو طلاق دے کر اسے ان کے غم میں الجھا دو۔

ابو لہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر تم محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق نہیں دو گے تو میرا تمہارا تعلق ختم۔

رسول اللہ ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دی گئی۔

ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے میں انتہاء کر دی۔

ام جمیل کا تو نام ہی "حَمَّالَةَ الْحَطَبِ" یعنی لگائی بجھائی کرنے والی پڑ گیا۔

ان دونوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل سورت نازل کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ۞ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۞ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۞ وَّامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۞ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ﴾ (سورہ المسد)

''ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو، نہ تو اس کا مال اس کے کچھ کام آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا۔ وہ جلا بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔ اور اس کی بیوی بھی جو لگائی بجھائی کرنے والی ہے۔ اور اس کے گلے میں دوزخ کی رسی ہو گی۔''

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو بہت عمدہ نعم البدل عطا کر دیا۔

وہ اس طرح کہ پہلے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور اس کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے اس کی شادی ہوئی اور یہ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں، جنھیں ایک ہی مجلس میں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی اور پھر یہ جلیل القدر صحابی امیر المومنین کے منصب پر بھی فائز ہوئے۔

جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو قریش غیض وغضب سے بھڑک اٹھے۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو زیادہ اذیت دینا شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی۔

جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ واپس

آئے تو مشرکین نے ظلم وستم کا طوفان کھڑا کر دیا۔ مشرکین انھیں دھمکیاں دینے لگے کہ اب ہم تمھیں تباہ کر دیں گے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دیگر مسلمانوں کی نسبت زیادہ غمگین تھیں، کیونکہ اسے اپنی والدہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی وفات کا غم بھی تھا۔ لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو صبر وتحمل سے برداشت کیا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بڑی صابرہ اور مجاہدہ خاتون تھی۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے ساتھ دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کی۔ مدینہ منورہ پہنچ کر مکہ معظّمہ میں لاحق ہونے والی تکالیف سے تو چھٹکارا مل گیا۔ ماضی کا غم بھول گیا لیکن یہ خوشی زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکی۔ ہوا یہ کہ اس کا بیٹا عبد اللہ جس کی عمر ابھی چھ ماہ کی تھی اسے مرغے نے ٹھونگیں مار دیں جس کی بناء پر اس کی موت واقع ہوگئی۔ اس کے بعد پھر اس کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوا۔
(بحوالہ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۲۵۱، الإصابة: ۷/ ٦٤٩)

اس سانحے کا سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا جس کی بناء پر وہ بیمار ہو گئی اور دن بدن بیماری میں اضافہ ہوتا گیا اور شفیق خاوند اس کی تیمارداری میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ پھر جنگ بدر کے لیے روانگی کا اعلان ہو گیا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جہاد میں شریک ہونے کا ارادہ کر لیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دے دیا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری بڑھ گئی۔ وفادار خاوند نے تیمارداری اور علاج معالجے کے لیے ہر ممکن کوشش کی لیکن...... ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔'' آخر کار وہ داعی اجل کو لبیک کہتی ہوئی راضی خوشی اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئی۔

ابن سعد، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ نے غمزدہ ہو کر فرمایا جاؤ بیٹا ہمارے سلف عثمان بن مظعون کے پاس۔ عورتیں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے غم میں رونے لگیں تو سیدنا عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ غصے سے انھیں رونے سے روکنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! رہنے دو انھیں رو لینے دو اگر کسی کے غم میں دل اور آنکھ روئے تو یہ اس رحمت اور شفقت کی علامت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے دلوں میں ودیعت کر رکھی ہے۔ ہاں اگر کوئی زبان سے واویلا کرے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔

اللہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند سیدنا عثمان بن عفان سے راضی اور اللہ نے اسے اس کی پاکیزہ والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنت الفردوس میں عزت و اکرام سے جگہ عطا کر دی۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ سورہ المسد، پارہ عمّ
۲۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/۲۵۱
۳۔ الإصابة: ۷/۶۴۹

سیدہ ام کلثوم

بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

- سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ۔
- سیدہ خدیجہ کی وفات کے بعد خانۂ نبوی کی تمام تر ذمے داری سیدہ ام کلثوم علیہا السلام پر عائد ہوگئیں
- شعب ابی طالب اپنی والدہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی معصومانہ انداز میں خدمت کرنے والی۔
- سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ بڑی شفقت، محبت، عزت اور احترام کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔
- سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری زندگی جہاد اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے جدوجہد میں گزاری۔

سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنی بہن رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد پیدا ہوئی ان دونوں بہنوں نے ایک ساتھ پرورش پائی، یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دونوں جڑواں بہنیں ہوں۔

اس کے نکاح کا تذکرہ تو اس کی ہمشیرہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی داستان میں پہلے ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو لگائی بجھائی کرنے والی ام جمیل کے ساتھ بدحالی کی زندگی گزارنے سے بچا لیا۔ جس طرح کہ اس کی ہمشیرہ سیدہ رقیہ کو اس کے چنگل سے بچا لیا اور اس کی شادی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئی ۔ والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر بڑی بھاری ذمے داری آن پڑی تھی۔ اس کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا شعب ابی طالب کے محاصرے میں بیمار ہو کر بستر پر دراز ہوئی تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کی تیمارداری میں مصروف رہنے لگی۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ابھی چھوٹی عمر کی تھی۔ اس کی نگہداشت اور دیکھ بھال بھی ضروری تھی۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان تمام ذمے داریوں کو احسن انداز میں نبھایا اور اس نے اس نازک وقت میں اپنی والد گرامی نبی کریم ﷺ کے حزن و ملال میں تخفیف پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ نبوت کے دسویں سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئی اور اس کی پاکیزہ روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔ اب ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہی خانہ نبوی کی ذمے دار تھی۔

مسلمان مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تا کہ وہاں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی جائے تا کہ مسلمانوں کو عزت، شوکت اور سربلندی میسر آئے۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں ہی باقی رہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان دونوں بہنوں کو مدینہ منورہ لانے کے لیے بھیجا۔

وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچی کچھ عرصہ بعد اس کی ہمشیرہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئی تو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی۔ جب شادی ہوئی تو وہ کنواری تھی۔ وفات تک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں رہی اور اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ بڑی شفقت، محبت، عزت اور احترام کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عثمان بن عفان کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی تھی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ وَ تَتَزَوَّجُ عُثْمَانَ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ ثُمَّ خَطَبَهَا فَزَوَّجَهَا عُمَرُ»

''حفصہ اس کے ساتھ شادی کرے گی جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اس کے ساتھ شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔'' (بحوالہ بخاری: ۵۱۲۲)

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اس بات کا پتہ چل گیا تھا کہ اس کی شادی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گی کیونکہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہی ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی ہمشیرہ اور اپنی زندگی کی ساتھی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی یاد میں محو تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے پاس بلایا اور اسے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کی اطلاع دی۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو گئی۔ اس طرح یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں کے ساتھ شادی کرنے کا اعزاز حاصل کرتے ہوئے ذوالنورین ہونے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ سال زندگی بسر کی۔ مکہ معظمہ فتح ہونے پر اس کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اپنی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی زیارت کرے گی لیکن موت نے اس کا موقع نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر آڑے آ گئی۔

۹ ہجری ماہِ شعبان میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں اسے دفن کیا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بیٹی کے جنازے میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ قبر پر بیٹھے تھے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے اپنی بیوی سے رات کو خلوت نہ کی ہو؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا! یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی قبر میں اترو۔" (بحوالہ بخاری:۳/۱۲۶۔۱۲۷)

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری زندگی جہاد اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے جدو جہد میں گزاری۔ اس نے اپنی زندگی میں بڑی مشکلات اور مصائب کا سامنا کیا اور جہاد کے حوالے سے بڑی سختیاں برداشت کیں۔

اللہ اس سے اور اس کے خاوند سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ حشر کے دن اٹھائے۔ بلاشبہ ان کا ساتھ بہت ہی عمدہ اور دلآویز ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ بخاری: ۵۱۲۲

۲۔ بخاری: ۳۲/۱۲۶، ۱۲۷، ۱۶۷

سیدہ فاطمہ الزہراء

بنت رسول اللہ ﷺ

- شکل وصورت میں اپنے والد گرامی سیدنا محمد ﷺ سے بہت زیادہ مشابہت رکھنے والی۔
- ''فاطمہ رضی اللہ عنہا خواتین اہل جنت کی سردار ہیں۔''
- رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فاطمہ الزہراء''
- بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے دل کا ٹکڑا ہے، جو اس کو تکلیف پہنچائے گا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔
- ان کا خاوند رسول اللہ ﷺ کے چچا کا بیٹا، امیر المومنین، اور لسان رسالت سے جنت کی بشارت لینے والا تھا۔
- فقر وفاقہ، اور تنگی وترشی میں صبر اور شکر کے ساتھ گزارا کرنے والی۔
- نوجوانان جنت کے سرداروں کی ماں

سیدہ فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی لاڈلی بیٹی تھی۔ یہ خواتین عالم کی سردار تھی۔ اس کی والدہ کا نام سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھا۔ اس کا خاوند رسول اللہ ﷺ کے چچا کا بیٹا سیدنا علی بن ابی طالب تھا۔ جو امیر المومنین کے منصب پر فائز ہوا۔ اور وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھا، جنھیں لسان رسالت سے جنت کی بشارت ملی۔

اس کے دونوں بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانان جنت کے سردار تھے، اس کا چچا اللہ و رسول کا شیر سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھا۔

ایک دفعہ سیدنا جعفر، سیدنا علی، اور سیدنا زید رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فاطمہ الزہراء''
(بحوالہ سلسلہ الأحادیث الصحیحة ناصر الدین البانی: ۱۰۵۰)

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دفعہ فرشتہ آیا اور اس نے کہا:

« إِنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ »

''فاطمہ رضی اللہ عنہا خواتین اہل جنت کی سردار ہیں۔''

(بحوالہ صحیح الجامع، للالبانی: ۷۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ » (بحوالہ صحیح الجامع، للالبانی: ۳۱۸۱)

'' فاطمہ، خواتین اہل جنت کی سردار ہے۔ مگر مریم بنت عمران کو بھی یہ

مقام حاصل ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَفْضَلُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمِ امْرَاءَةُ فِرْعَوْنَ » (بحواله صحيح الجامع البانی:١١٣٥)

''خواتین اہل جنت میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، فاطمہ بنت محمد ﷺ، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں۔''

جب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بالغ ہوئی اور اس کی عمر پندرہ سال کی ہوگئی تو اس کی شادی اس کے چچا کے بیٹے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردی گئی۔ یہ شادی ۲ ہجری کو ہوئی اور غزوۂ بدر کے بعد اس کی رخصتی ہوئی۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ فقر و فاقہ، اور تنگی و ترشی میں انتہائی صبر کے ساتھ وقت گزارا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی ہوئی تو ہمارے پاس صرف بکری کی ایک کھال تھی جس کو ہم رات کے وقت بطور بستر استعمال کرتے اور دن کے وقت اسی پر جانوروں کو چارہ ڈالتے۔

نبی کریم ﷺ دونوں کو صبر کی تلقین کیا کرتے تھے تو وہ صبر کا دامن تھامے رکھتے۔ آپ ﷺ دونوں کو تعلیم دیا کرتے تھے اور وہ ادب و احترام سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ (بحواله قصص الصحابيات،ص:١٤)

رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے لاڈ و پیار کرتے اور اس کی عزت کرتے جو چیز سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو تکلیف دیتی اس سے رسول اللہ ﷺ بھی آزردہ خاطر ہوتے۔

المسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِنِّیْ وَ أَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِیْ دِیْنِهَا وَ اِنِّیْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَ لَا اُحِلُّ حَرَامًا وَ لٰکِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ بِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ تَحْتَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ اَبَدًا»

(بحواله بخاری فتح الباری:٦/٢١٤)

"فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اسے اس کے دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا کر دیا جائے نہ تو میں حلال کو حرام قرار دیتا ہوں اور نہ ہی حرام کو حلال کرتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔"

«وَ عَنْهُ أَنَّ بَنِیْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ اِسْتَأْذَنُوْا فِیْ اَنْ یَنْکِحُوْا بِنْتَهُمْ عَلِیَّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ فَلَا آذِنَ ثُمَّ لَا آذِنَ ثُمَّ لَا آذِنَ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ ابْنُ أَبِیْ طَالِبٍ۔ اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَ یَنْکِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِیَ بِضْعَةٌ مِنِّیْ۔ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَ یُؤْذِیْنِیْ مَا آذَاهَا»

(بحواله بخاری:٣٧٦٧، مسلم:٢٠٦٩)

"المسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو ہشام بن مغیرہ کے لوگوں نے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کو اجازت نہیں دوں گا، میں ان کو اجازت نہیں دوں گا، اور میں ان کو اجازت نہیں دوں گا کہ ابن ابی طالب چاہتا ہے تو وہ میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ بے شک وہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ مجھے وہ چیز شک میں ڈالتی ہے جو اسے شک میں ڈالتی ہے اور مجھے وہ چیز تکلیف دیتی ہے جو

اسے تکلیف دیتی ہے۔"

« وَ عَنِ الزُّبَيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، قَالَ: اِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِنِّىْ يُؤْذِيْنِىْ مَا أَذَاهَا وَ يُنْصِبُنِىْ مَا اَنْصَبَهَا ۔" (بحواله صحيح الجامع:٢٣٦٦)

"زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے دل کا ٹکڑا ہے، جو اس کو تکلیف پہنچائے گا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی.................."

رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا:

« هٰؤُلَاءِ أَهْلِىْ »

"یہ لوگ میرا خاندان ہیں۔"

کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اہل بیت سے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں ان شاء اللہ عزوجل، یعنی تم اہل بیت سے ہو۔"

(بحواله مستدرك حاكم:١٤٦/٣، باب مناقب اهل بيت)

نبی کریم ﷺ نے فاطمہ علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر چادر ڈالی اور فرمایا:

« اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِىْ، اَللّٰهُمَّ فَاذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا » (بحواله سنن ترمذى:٢٩٧٩)

"الٰہی یہ میرے اہل بیت میں سے ہیں ان سے ہر قسم کی آلائش کو ختم کر دے اور انھیں اچھی طرح پاک کر دے۔"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور یہ ارشاد فرمایا:

« أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ وَ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ »

''میری لڑائی ہے جس نے تم سے لڑائی کی اور صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔'' (بحوالہ مسند امام احمد: ٢/٤٤٢، صحیح الجامع: ١٤٦٢)

ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُبْغِضَنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ))

(بحوالہ مستدرك حاكم: ٣/ ١٥٠) ''حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی موافقت کی ہے۔''

''جو کوئی اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں یہ منقول ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلْ إِلَى الْأَرْضِ قَطُّ إِلَّا هٰذِهِ اللَّيْلَةَ اِسْتَأْذَنَ رَبَّهٗ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَ يُبَشِّرَنِيْ بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شِبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔))

(روه الترمذی: ٣٧٨١، كتاب المناقب، صحيح الجامع: ٢٢٥٧)

''یہ ایک فرشتہ اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس رات اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے یہ خوشخبری دے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خواتین اہل جنت کی سردار ہوگی اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما نوجوانان اہل جنت کے سردار ہوں گے۔''

سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے یہ فضائل و مناقب کو اچھی طرح جانتے تھے۔ (بحوالہ قصص الصحابيات: ١٨)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ میں نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے سچے لہجے والا کسی کو نہیں پایا، سوائے اس کے والد گرامی کے۔''

(بحوالہ مستدرک حاکم:٣/ ١٦٠، ١٦١، حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہما کے بعد سب خواتین سے بڑھ کر عزیز تھی اور ساری بیٹیوں سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کو پیاری تھی۔ (بحوالہ قصص الصحابیات:١٨)

ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ خواتین میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھی اور مردوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ''

(بحوالہ ترمذی:٣٨٦٨، کتاب المناقب: مستدرک حاکم:٣/ ١٥٥) حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی وجہ سے جو ہاتھوں پر نشانات پڑ گئے تھے۔ اس کی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت کرنے گئی لیکن آپ ﷺ اسے گھر میں نہ ملے، وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملی اور اسے اپنی آمد کا مقصد بتا دیا کیونکہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تھے۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ شاید ان میں سے گھریلو کام کرنے کے لیے کوئی خادم مل جائے۔ جب نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بتا دیا کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اس مقصد کے لیے آئی تھی کہ اسے کوئی خادم مل جائے تاکہ گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹا سکے۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم گھر میں سونے کی تیاری کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپ ہمارے ساتھ ہی تشریف فرما ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پتہ چلا کہ آپ خادم حاصل کرنے کی غرض سے آئی تھی۔ میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ ان قیدیوں میں سے تو آپ کو فی الحال کوئی نہیں مل سکے گا البتہ میں تمہیں اس سے بہتر بتلا دیتا ہوں جب

آپ بستر پر سونے لگیں تو ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳، بار سبحان اللہ، اور ۳۳ بار الحمد للہ پڑھ لیے کریں۔ یہ عمل تمھارے لیا خادم سے بہتر ہوگا۔'' (بحواله مسلم: ۲۷۲۷)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا شکل وصورت میں اپنے والد گرامی سیدنا محمد ﷺ سے بہت زیادہ مشابہہ تھیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

« مَا رَأَيْتُ اَحَدًا أَشْبَهِ كَلَامًا وَ حَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ وَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا وَ رَحَّبَ بِهَا وَ كَذَالِكَ كَانَتْ هِيَ تَصْنَعُ بِهِ »

(بحواله ابوداود، باب الأدب ، باب ما جاء في القيام، ٥٢١٧، ترمذى فى المناقب، باب مناقب فاطمة بنت محمد ﷺ ٣٨٧١، مستدرك حاكم: ٣/١٥٤، حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی۔)

''میں نے کلام اور گفتگو کے اعتبار سے فاطمہ سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ اٹھ کر اس کی طرف قدم بڑھاتے اور اسے بوسہ دیتے اور اسے خوش آمدید کہتے۔''

اور اسی طرح فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان کی آمد پر والہانہ شوق سے ان کا استقبال کرتی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک دن تمام ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کے پاس اکٹھی بیٹھی تھیں، اتنے میں فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہمارے پاس آئی۔ اس کی چال بعینہ اسی طرح تھی جس طرح رسول اللہ ﷺ چلتے ہیں۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو اسے خوش آمدید کہا اور فرمایا میری

بیٹی:”مرحباً اهلاً و سَهلًا ۔“

(بحواله بخاری، کتاب الأنبیاء، باب علامات النبوة، فتح الباری:٦/ ٢ ٦٢٩)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آ گئی اس کی چال بعینہ ویسی ہی تھی جیسے رسول اللہ ﷺ کی ہوتی ہے۔ چلنے کا انداز بالکل یکساں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا میں اپنی بیٹی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ پھر اسے اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھایا، پھر اس کے کان میں راز دارانہ انداز میں بات کی تو وہ رو پڑی، پھر دوبارہ اسی انداز میں بات کی تو وہ ہنس پڑی، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا تیرے ایک ساتھ پہلے رونے اور پھر ہنسنے کی وجہ کیا تھی؟ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا یہ راز کی بات ہے میں نہیں چاہتی کہ اسے افشاء کروں۔

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ تو میں نے فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پھر پوچھا تو اس نے کہا، کہ پہلی دفعہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال آتے ہیں اور میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن مجید دہراتے ہیں لیکن اس سال آئے اور اس نے میرے ساتھ دو مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا۔ میرا خیال ہے کہ میرا اس دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ میں تیرے لیے بہترین سلف ثابت ہوں گا اور تم مجھے جلد ملو گی، یعنی تم بھی وفات پا کر بہت جلد میرے پاس پہنچ جاؤ گی تو میں یہ سن کر رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو اس امت کی جملہ خواتین یا یہ فرمایا خواتین عالم کی سردار ہوگی۔ تو مجھے ہنسی آ گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد خواتین اہل جنت کی سردار سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا وفات پا کر اہل جنت کے سردار سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

کے پاس پہنچ گئی۔

(بحواله بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ:٤٤٣٣، ٤٤٣٤)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر غشی طاری ہوگئی تو سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے شدت غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''ہائے ابا جان (ﷺ) کی یہ مصیبت اور دکھ۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: بیٹی آج کے بعد تیرے ابا جان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے پیارے ابا جان کی جدائی کے غم میں کہنے لگی۔'' ہائے ابا جان نے اپنے رب کی دعوت کو قبول کرلیا، ہائے ابا جان جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے، ہائے ابا جان جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ہی چلے گئے۔''

جب نبی کریم ﷺ کو دفن کردیا گیا تو سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے غم میں ڈوبے ہوئے کہا: اے انس تمہارا دل کیسے آمادہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالو۔؟''

(بحواله بخاری ، کتاب المغازی، باب آخر ما تکلم به النبی ﷺ، فتح الباری:٨/١١٣)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات:

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے چھ ماہ بعد وفات پاکر اپنے پیارے ابا جان ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بروز منگل ۳/ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو وفات پائی اس وقت اس کی عمر چوبیس سال تھی۔

(بحواله سير أعلام النبلاء:٢/١٢١،١٢٢)

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ

کیا گیا۔

۱۔ سير أعلام النبلاء: ٢/١١٨

۲۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة الالباني: ١٥٥٠

۳۔ صحيح الجامع ٧٨، ٣١٨١، ١١٣٥

٤۔ قصص الصحابيات، ص: ١٤

٥۔ بخاری، فتح الباری: ٦/٢١٤

٦۔ مسلم، كتاب فضائل فاطمة رضى الله عنها

٧۔ بخاری: ٣٧٦٧

٨۔ مسلم: ٢٠٦٩

٩۔ مستدرك حاكم: ٣/١٤٦، مناقب اهل البيت

١٠۔ سنن الترمذی: ٢٩٧٩

١١۔ مسند امام احمد: ٢/٤٤٢

١٢۔ صحيح الجامع: ١٤٦٢-٢٢٥٧

١٣۔ مستدرك حاكم: ٣/١٥٠

١٤۔ ترمذی: ٣٧٨١

١٥۔ قصص الصحابيات، ص: ١٨

١٦۔ مستدرك حاكم: ٣/١٦٠-١٦١

١٧۔ ترمذی، كتاب المناقب: ٣٨٦٨

١٨۔ مستدرك حاكم: ٣/١٥٥

١٩۔ مسلم: ٢٧٢٧

٢٠۔ ابو داؤد فى الأدب، باب ما جاء فى القيام: ٥٢١٧

۲۱۔ ترمذی، باب مناقب فاطمة بنت محمد: ۳۸۷۱

۲۲۔ مستدرك حاكم: ۳/۱۵٤

۲۳۔ بخاری، فتح الباری، کتاب الانبياء،باب علامات النبوة: ۱/۱٤۲

۲٤۔ بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ

۲٥۔ بخاری ، فتح الباری، کتاب المغازی، باب آخر ما تكلم به النبی ﷺ: ۸/۱۱۳

۲٦۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/۱۲۱۔۱۲۲۔

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

- نبی کریم ﷺ کی نواسی۔
- آپ اسے گود میں لے کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔
- نبی کریم ﷺ کی بیٹی ان کی والدہ، ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد نانی اور ہالہ بنت خویلد دادی تھیں۔
- والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے گود لیا، پرورش کی اور آداب نبوت سے آشنا کیا۔
- والدہ کی بیماری کے دوران چھوٹی عمر میں معصومانہ انداز میں تیمارداری میں جتی رہی۔
- نبی کریم ﷺ نے ایک خوب صورت قیمتی ہار سب سے زیادہ عزیز امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو تحفہ میں دیا۔

سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

سیدہ امامہ بنت ابی العاص بن الربیع رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھی۔ اس کی والدہ کا نام زینب رضی اللہ عنہا تھا۔

اس کی دادی کا نام ھالۃ بنت خویلد تھا اور نانی کا نام سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھا۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا چھوٹی عمر کی تھی جب اس نے اپنی والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اس کی والدہ زینب رضی اللہ عنہا جب فوت ہوئی تو ابھی بہت چھوٹی عمر کی تھی۔ لیکن والدہ کی بیماری کے دوران اپنی چھوٹی سی عمر کے باوجود تیمار داری میں جتی رہی اور اس کے پہلو سے چمٹی رہی یہ اپنی والدہ کی معصومانہ انداز میں دیکھ بھال کرتی رہی یہاں تک اس کی والدہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس نواسی کی پرورش کی اور اسے آداب نبوت سے آشنا کیا۔ آپ اس سے بہت لاڈ پیار کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اسے گود میں لے کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو اپنے کندھے پر بٹھایا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جائے نماز پر کھڑے ہو گئے۔ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور امامہ رضی اللہ عنہا بدستور آپ کے کندھے پر تھی۔ اسی حالت میں آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت

باندھ لی ہم نے بھی آپ کی اقتداء میں اللہ اکبر کہا اور نماز کی نیت باندھ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو امامہ رضی اللہ عنہا کو زمین پر بٹھا دیتے پھر جب آپ رکوع اور سجدے سے فارغ ہوتے، پھر کھڑے ہوتے تو اسے اپنے کندھے پر بٹھا لیتے۔ رسول اللہ ﷺ پوری نماز میں اسی طرح کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئے۔ (بحوالہ بخاری: ۵۱۶، ۵۹۹۶، مسلم: ۵۴۳)

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی لاڈلی نواسی تھی، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے، تو آپ کے ہاتھ میں ایک خوبصورت قیمتی ہار تھا اور یہ فرمایا کہ آج میں یہ ہار اسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے میں نے کہا کہ یہ ہار آپ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نواسی ابو العاص کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو اس کی والدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس سے بلایا اور اپنے ہاتھ سے اس کے گلے میں ہار ڈال دیا۔ اس کی آنکھوں میں گِد تھی جو آپ نے اپنے دست مبارک سے صاف کی۔ والدہ کی وفات کے غم میں ابھی آنسو خشک نہیں ہوئے تھے۔ یہاں تک ۱۱ ہجری آ گئی۔ عام طور پر مسلمانوں پر اور خاص طور پر سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ وہ اس طرح اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر و برتر، اعلیٰ و ارفع اور اجمل و اکمل حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ وفات پا کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو زندگی بڑی تلخ محسوس ہونے لگی۔ جب اس نے دیکھا کہ احباب رشتے دار یکے بعد دیگرے دنیائے فانی سے کوچ کر رہے ہیں۔

جب خواتین عالم کی سردار سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بستر مرگ پر دراز ہوئی تو اس کے سینے میں غم و اندوہ کی ٹیس محسوس ہوئی اور اس کی حالت زار دیکھتے ہوئے دل میں خیال آیا کہ اب خالہ جان داغ مفارقت دینے والی ہیں، جس طرح دوسرے احباب

داغ مفارقت دے کر دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو خواتین عالم کی سردار سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دنیا سے کوچ کر جانے سے بہت زیادہ دلی خوف محسوس ہو رہا تھا۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے پاس صرف اس کا پیارا والد سیدنا ابوالعاص بن الربیع ہی باقی رہ گیا تھا لیکن ۱۲ ہجری کو وہ بھی دنیائے فانی کو الوداع کہہ کر اپنے اللہ کو پیارا ہو گیا۔

اب سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا اس بھری دنیا میں اکیلی رہ گئی، لیکن والد نے اپنی وفات سے پہلے اپنے خالو زبیر بن العوام حواریٔ رسول علیہ السلام اور اس کی بیوی کو امامہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کی وصیت کر دی تھی۔

جب سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا بڑی ہوئی تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب کے دورِ خلافت میں شادی کر لی۔ اس کے ساتھ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے ازدواجی زندگی کے پچیس سال گزارے لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ماہ رمضان ۴۰ھ ہجری میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ایک بدبخت ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا پر غم و اندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے وفات پانے سے پہلے اپنے بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو یہ وصیت کر دی تھی کہ جس نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا اس سے قصاص لیا جائے البتہ اس کا مثلہ کر کے اس کی لاش کی بے حرمتی نہ کی جائے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اگر میرے فوت ہو جانے کے بعد تم شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو میری نظر میں مغیرہ بن نوفل بہتر رہے گا۔

عدت گزر جانے کے بعد مغیرہ بن نوفل، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہاں

بنوہاشم کے چند افراد موجود تھے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کی شادی مغیرہ بن نوفل کے ساتھ کردی اور حاضرین کو گواہ بنالیا۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا مغیرہ بن نوفل کے ساتھ عرصہ دراز تک رہی۔ یہاں تک کہ اسی کے ہاں اس نے وفات پائی۔

"**اصحاب السیرۃ**" اس بات پر متفق ہیں کہ امامہ، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ سیدہ زینب اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد ہوئی۔

سب باری باری دنیائے فانی سے کوچ کرکے جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

......✿......✿......

سیدہ امامہ بنت ابی العاص بن الربیع رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ بخاری:٥١٦، ٥٩٩٦

۲۔ مسلم:٥٤٣

سیدہ الشیماء بنت الحارث السعدیہ رضی اللہ عنہا

- اسے رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔
- آپ ﷺ کو گود میں اٹھا کر سینے سے لگا لیتی کبھی کسی درخت کے سائے میں بیٹھ کر یہ لوری سناتیں۔
- جب گرمی سخت ہوتی تو وہ رسول اللہ ﷺ کو گود میں اٹھا کر سایہ فراہم کرتی۔
- نبی ﷺ نے اس کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھائی اور اسے عزت و اکرام سے بٹھایا۔
- نبی کریم ﷺ کی رضاعی ماں سیدہ حلیمہ السعدیہ کی بیٹی تھیں۔

سیدہ الشیماء بنت الحارث السعدیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ الشیماء بنت الحارث السعدیہ قبیلہ بنوسعد کی ایک دیہاتی خاتون تھی۔ یہ سیدہ حلیمہ السعدیہ کی بیٹی تھی۔ حلیمہ السعدیہ ان دایوں میں سے ایک تھی جو مکہ معظمہ دودھ پلانے کے لیے بچے حاصل کرنے کے لیے گئی تھیں وہ مکہ معظمہ میں زیادہ دیر نہ ٹھہری تھیں کہ دریتیم آمنہ کے لعل کو دودھ پلانے کے لیے گود لے کر واپس ہوئیں۔

رسول اللہ ﷺ صحراء میں دو سال رہے اس دوران حلیمہ السعدیہ انھیں دودھ پلاتی رہی۔ اس کی بیٹی الشیماء بنت الحارث بن عبد العزی بن رفاعۃ السعدیہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ سیدہ الشیماء آپ کو گود میں لے کر لوریاں دیا کرتی تھی۔

اسے رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

رسول اللہ ﷺ حلیمہ السعدیہ کے بچوں کے ساتھ چراگاہ کی طرف نکل جایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ سیدہ الشیماء رضی اللہ عنہا جب فرصت ملتی، رسول اللہ ﷺ کو گود میں لے کر لوری دینے کی سعادت حاصل کیا کرتی تھی۔

جب گرمی سخت ہوتی تو وہ رسول اللہ ﷺ کو گود میں اٹھا کر سایہ فراہم کرتی، راستہ اگر لمبا ہوتو سیدہ الشیماء رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کو چلنے پھرنے کے لیے چھوڑ دیا کرتی تھی۔

پھر آپ ﷺ کو گود میں اٹھا کر سینے سے لگا لیتی کبھی کسی درخت کے سائے میں بیٹھ کر یہ لوری سناتی:

یَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا
حَتّٰی أَرَاهُ يَافِعًا وَ اَمْرَدًا

ثُمَّ أَرَاهُ سَيِّدًا مُسَوَّدًا
وَ أَكْبِتْ أَعَادِيهِ مَعًا وَالْحُسَّدَا
وَ أَعْطِهِ عِزًّا يَدُومُ أَبَدًا

١ اے ہمارے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لیے باقی رکھیے۔ یہاں تک کہ میں اسے گھبرو جواں دیکھوں۔

٢ پھر میں اسے معزز سردار کے روپ میں دیکھوں اور اس کے دشمن اور حاسدین تمام منہ کے بل گر پڑیں۔

٣ اور اسے ہمیشہ رہنے والی عزت عطا کرنا۔

محمد بن معلّٰی الأزدی کہتے ہیں، کہ ابوعروۃ الأزدی جب یہ اشعار پڑھتے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے سیدہ الشیماء رضی اللہ عنہا کی دعا کو شرف قبول بخشا۔

(بحوالہ الإصابة: ٤/٣٤٤)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الإصابة" میں بیان کرتے ہیں کہ جنگ ہوازن میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ مسلمانوں نے دشمن کے کچھ افراد کو گرفتار کر لیا ان گرفتار ہونے والوں میں سیدہ الشیماء بھی تھی۔ جب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس کی کوئی نشانی کہ مجھے معلوم ہو کہ آپ واقعی میری رضاعی بہن ہو۔ تو اس نے علامت بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہچان گئے کہ واقعی یہ میری رضاعی بہن ہے۔ اس کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھائی اور اسے عزت و اکرام سے بٹھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر آپ چاہیں تو عزت و اکرام سے رہیں، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ساز و سامان دے دیتا ہوں۔ آپ اپنی قوم کے پاس واپس چلی جائیں۔ اس نے کہا مجھے ساز و سامان دے دیں۔ میں اپنی قوم کے

پاس جانا پسند کرتی ہوں۔ آپ وہاں قوم کے پاس جانے کا اہتمام کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سازوسامان دیا اور اسے اس کی قوم کے پاس واپس لوٹا دیا۔

(بحوالہ الإصابة: ٤/ ٣٤٤)

سیدہ الشیماء بنت الحارث السعدیہ کی تذکرہ نگاری کے لیے درج ذیل کتاب سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ الإصابة فی تمییز الصحابة ٤/ ٣٤٤

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں

سیدہ حلیمہ السعدیہ رضی اللہ عنہا

- نبی کریم ﷺ کو دودھ پلانے والی عظیم المرتبت خاتون۔
- نبی کریم ﷺ کی رضاعی ماں
- نبی کریم ﷺ کے مبارک وجود کی وجہ سے اللہ نے ان کے ہاں خوشحالی نازل کردی۔

سیدہ حلیمہ السعدیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ حلیمہ السعدیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے والی عظیم المرتبت خاتون تھی۔ اس کا نام حلیمہ بنت عبد اللہ بن الحارث السعدیہ تھا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں تھی۔

اس کا خاوند الحارث بن عبد العزی بن رفاعۃ السعدی تھا۔اس کی اولاد کے نام عبد اللہ، انیسہ اور خذامہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی وجہ سے سیدہ حلیمہ السعدیہ سر زمین عرب کی مشہور ومعروف دودھ پلانے والی دایہ بن گئی۔ یہ بڑے نصیب والی خاتون تھی۔حلیمہ السعدیہ نے ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب کو بھی گود میں لیا اور دودھ پلایا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا تھا۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب نے بھی بنوسعد میں ہی میں دودھ پیا تھا۔

حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں بیان کرتی ہے کہ وہ اپنے علاقے سے اپنے خاوند اور دودھ پیتے چھوٹے بیٹے کے ساتھ بنوسعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ دودھ پینے والے بچوں کو گود لینے کی غرض سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئی۔ کہتی ہیں کہ اس سال خشک سالی تھی ہمارے پاس کوئی چیز باقی نہ بچی تھی۔ کہتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک مریل سی اونٹنی تھی جس پر سوار ہو کر میں گھر سے روانہ ہوئی۔ ہمارے بچے رات کو بھوک کی وجہ سے سو نہیں سکتے تھے۔میری چھاتی میں بھی

دودھ نہیں تھا۔ جس سے بچے غذا حاصل کر سکتے۔ اور اونٹنی کو کھلانے کے لیے بھی ہمارے پاس کچھ نہ تھا اور نہ اس کے تھنوں میں دودھ کا قطرہ تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ السعدیہ بیان کرتی ہیں کہ ہم بارش اور کشادگی کی امید لگائے ہوئے تھے۔ میں اپنی مریل سی اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی۔ میں قافلے سے پیچھے رہ رہی تھی۔ ہمارا قافلے سے پیچھے رہنا کمزوری اور بھوک کی وجہ سے تھا۔ قافلے والوں کو یہ صورت حال بڑی دشوار محسوس ہو رہی تھی۔ ہم مکہ معظمہ پہنچ کر دودھ پینے والوں بچوں کو تلاش کرنے لگیں۔ ہم میں سے ہر ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ پیش کیے گئے لیکن ہر ایک نے یہ کہہ کر گود لینے سے انکار کر دیا ہے کہ یہ یتیم ہے اس کی والدہ اور دادا ہماری کیا خدمت کریں گے۔

ہم میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ کھاتے پیتے گھرانے کا بچہ ملے تا کہ ہماری معقول خدمت ہو۔

حلیمہ السعدیہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند سے کہا میں بغیر کوئی بچہ گود لیے واپس نہیں جانا چاہتی۔ میں تو اس یتیم بچے کو ہی گود لے لوں گی۔ میرے خاوند نے کہا بڑی اچھی سوچ ہے شاید اللہ تعالیٰ اس میں ہمارے لیے خیر و برکت پیدا کر دے۔

حلیمہ السعدیہ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے گھر گئی اور انہیں اپنی گود لے لیا۔ حقیقت یہی ہے کہ مجھے ان کے علاوہ مکہ معظمہ میں کوئی بچہ ملا ہی نہیں تھا۔ یہ میرا نصیب تھا، میری خوش قسمتی تھی۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

حلیمہ کو خیر و برکت میسر آئی:

حلیمہ السعدیہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو گود میں لے لیا اور اپنی

سواری کی طرف واپس آئی۔ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اپنی گود میں لے کر چھاتی سے لگایا تو آپ نے جی بھر کر دودھ پیا۔ اس کے بعد میرے چھوٹے نے بھی جی بھر کر دودھ پیا اور میٹھی نیند سو گئے۔ اس سے پہلے ہم بچوں کے بھوک کی وجہ سے بلبلانے پر سو نہیں سکتے تھے۔ میرا خاوند اٹھ کر اونٹنی کی طرف گیا۔ دیکھا کہ اس کے تھنوں میں بھی دودھ بھرا ہوا ہے۔ اس نے اونٹنی کا دودھ حاصل کیا اس نے بھی پیا اور میں نے بھی مزے سے پیا۔ ہم دونوں خوب سیر ہو گئے۔ ہم رات بھر میٹھی نیند سوئے۔ صبح ہوئی تو میرے خاوند نے خوشگوار لہجے میں کہا حلیمہ اللہ کی قسم! ہم نے تو بڑی بابرکت روح والے بچے کو حاصل کیا ہے۔ اس کی وجہ سے تو خوش حالی نے ہمارے گھر کا دروازہ دیکھ لیا ہے۔ میں نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ پھر ہم واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اللہ کی قسم! میری اونٹنی اس تیز رفتاری سے چلی کہ سب قافلے کو پیچھے چھوڑ دیا۔ میری سہیلیاں یہ صورت حال دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئیں۔ کہنے لگیں۔ ''نی ابو ذویب کی بیٹی ذرا آہستہ چلو نی۔ یہ وہی اونٹنی ہے جس پر سوار ہو کر گھر سے روانہ ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا بالکل یہ وہی ہے۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم! اس کی تو شان ہی نرالی ہو چکی ہے۔ یہ برق رفتاری، یہ پھرتی اور اس میں یہ توانائی کہاں سے آ گئی؟ حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ پھر ہم بنو سعد کے علاقے میں واقع اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔ پورا علاقہ خشک سالی کا شکار تھا لیکن میری بکریاں جہاں بھی چرنے کے لیے جاتیں انھیں وافر مقدار میں چارا میسر آتا۔ وہ سیر ہو کر واپس آتیں۔ ہم ان کا دودھ حاصل کرتے اور خوب سیر ہو کر پیتے اور اس وقت قحط سالی کا یہ حال تھا کہ کسی انسان کو دودھ کا ایک قطرہ تک میسر نہ تھا اور نہ ہی کسی بکری کے تھنوں میں دودھ کے کوئی آثار دکھائی دیتے تھے۔

ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم بھی اپنی بکریاں وہیں چرانے کے لیے لے جایا کرو، جہاں ابو ذوئیب کی بیٹی کی بکریاں چرنے جاتی ہیں۔ وہ چرواہے اپنی بکریاں چرانے کے لیے وہاں جاتے۔ جہاں ہماری بکریاں چرنے جاتیں لیکن ان کی بکریاں بھوکی واپس آتیں جب کہ ہماری بکریاں شکم سیر ہو کر واپس آتیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت تھی۔ اسی طرح خوشحالی میں دو سال کا عرصہ بیت گیا اور رسول اللہ ﷺ نے دیگر بچوں کی نسبت زیادہ قد کاٹھ کیا۔ آپ دو سال کی عمر میں اچھے خاصے صحت مند دکھائی دینے لگے۔

حلیمہ کی مکہ معظّمہ کی طرف پہلی واپسی:

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو اس کی والدہ کے پاس لے کر گئے لیکن ہماری دلی تمنا یہ تھی کہ یہ ابھی ہمارے پاس ہی رہیں کیونکہ ہم ان کی وجہ سے گھر میں خیر و برکت، فراوانی و خوشحالی دیکھ رہے تھے۔ ہمارا دل نہیں چاہتا تھا کہ یہ ہم سے جدا ہوں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ بنت وھب سے بات کی کہ اگر ابھی اسے ہمارے پاس رہنے دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی یہ اگر میرے پاس کچھ مزید عرصہ گزار لیں۔ جسمانی طور پر مزید مضبوط ہو جائیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مکہ معظّمہ کی فضا ابھی اسے راس نہ آئے گی تو سیدہ آمنہ نے ہمارا اصرار دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو ہمارے سپرد کر دیا۔

ہم اسے لے کر واپس آ گئے۔ لیکن ایک دن کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کے ساتھ گھر سے باہر نکلے تو ایک حادثہ رونما ہو گیا میرا بیٹا دوڑا ہوا گھر آیا اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ کہنے لگا میرے قریشی بھائی کو کچھ ہو گیا ہے۔ ہم دونوں کھڑے تھے کہ دو آدمی آئے۔ انھوں نے اپنے اوپر چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ انھوں

نے قریشی بھائی کو زمین پر لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر دیا اور وہ دونوں اسے مار رہے ہیں۔

سیدہ حلیمہ کہتی ہیں کہ بیٹے کی باتیں سن کر میں اور اس کا باپ جلدی سے باہر نکلے میں نے اور میرے میاں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں اور چہرہ غبار آلود ہے۔ ہم دونوں نے انھیں گلے لگایا اور پوچھا ہماری جان کیا ہوا؟ انھوں نے بتایا میرے پاس دو آدمی آئے، ان دونوں نے اپنے اوپر چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ انھوں نے مجھے زمین پر لٹا لیا میرا پیٹ چاک کر دیا اور دونوں کچھ تلاش کرنے لگے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تلاش کر رہے تھے پھر وہ میرا پیٹ سی کر یہاں سے چلے گئے۔

ہم یہ داستان سن کر گھبرا گئے اور اسے لے کر اپنے گھر آ گئے۔ میرے خاوند نے کہا حلیمہ بہتر ہے کہ اسے اس کی والدہ کے پاس چھوڑ آئیں مجھے تو اندیشہ ہے کہ اسے آسیب کا اثر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آسیب کے اثرات ظاہر ہونے سے پہلے اسے ان کے گھر پہنچا دیا جائے ورنہ کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اس کی والدہ کے پاس مکہ معظّمہ پہنچ گئے۔

اس نے دیکھ کر پوچھا کہ دائی حلیمہ کیا بات ہو گئی تم تو بڑی دلی تمنا رکھتی تھی کہ میرے بیٹے کو اپنے پاس رکھے، پھر کیا وجہ ہے کہ اتنی جلدی واپس کرنے کے لیے آ گئی۔ حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا اب آپ کا بیٹا ماشاء اللہ اچھا خاصا توانا ہو چکا ہے۔ جو مجھ پر ذمے داری تھی وہ میں نے پوری کر دی اب مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی ناگہانی حادثہ نہ پیش آ جائے۔ اس نے میری بات سن کر کہا بہن یہ بات نہیں مجھے سچ سچ بتائیے کہ اصلی بات کیا ہے؟

تو میں نے اسے ساری کہانی سنا دی، کہ یہ واقعہ پیش آیا ہے ہم تو ڈر گئے کہ یہ کیا ہو گیا؟ کہیں اس سے زیادہ کوئی بپتا نہ آن پڑے۔ تو اسے اپنے ساتھ لے کر ہم

آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ وہ کہنے لگی کہ کیا تجھے یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ میرے بیٹے پر کوئی آسیب کا اثر ہے۔ میں نے کہا بات تو کچھ ایسی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں میرے بیٹے پر آسیب کا اثر نہیں ہو سکتا۔ میرا بیٹا تو بڑی شان والا ہے میں اس کی شان تجھے بتاؤں میں نے کہا ضرور بتاؤ۔ والدہ نے بتایا کہ جب یہ میرا بیٹا میرے پیٹ میں تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے جسم سے نور نکلا ہے جس سے سر زمین میں واقعہ بصریٰ کے محلات روشن ہو گئے ہیں اور پھر دوران حمل مجھے کسی قسم کی معمولی سی بھی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ آپ اسے میرے پاس چھوڑ دیجیے اور خوشی سے آپ جا سکتی ہیں۔(بحواله السيرة النبويه لابن هشام: ۱/ ۲۹۸)

سیدہ حلیمہ السعدیہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور بقیع الغرقد کے قبرستان میں اسے دفن کیا گیا۔

"...... اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی ....."

......❀......❀......

سیدہ حلیمہ السعدیہ کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتاب سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ السيرة النبويه لابن هشام: ۱/ ۲۹۸

سیدہ ام ایمن الحبشیہ رضی اللہ عنہا

- جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لیا۔
- اللہ تعالیٰ نے سیدہ ایمن رضی اللہ عنہا کی بھوک اور پیاس عمر بھر کے لیے ختم کر دی۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام ایمن الحبشیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی عزت و احترام سے پیش آیا کرتے تھے۔ اور اسے اماں جان کہہ کر پکارا کرتے تھے۔
- غزوۂ خیبر کے جہاد میں شریک ہونے والی سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھی۔
- ''جسے یہ چیز پسند ہے کہ وہ کسی جنتی عورت سے شادی کرے تو وہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کر لے۔''

سیدہ ام ایمن الحبشیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا وہ جلیل القدر خاتون ہے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے فوت ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود لینے کا شرف حاصل کیا۔

اس کا اصل نام برکۃ بنت ثعلبہ تھا۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پہلے مرحلے میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دو ہجرتیں کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ پہلے اس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نظر صحابی سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور اس سے حبیب ابن حبیب صحابی سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جنم لیا۔ یہ بڑی بہادر، دلیر، عالم فاضل اور احسن انداز میں تربیت کرنے والی خاتون تھی۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بڑی خوشی اور اطاعت گزاری کے ساتھ زندگی بسر کی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بجا لاتی اور ان کی ہر طرف سے دیکھ بھال کرتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام معاملات کو پوری ذمے داری سے نبھاتی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی اور والدہ کی کمی کو محسوس نہیں ہونے دیا۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنی والدہ کی وفات پا جانے کے بعد اسے ماں کہہ کر پکارتے تھے۔

عثمان بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ جب ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی، وہ صحراء

میں جا رہی تھی، نفلی روزہ رکھا ہوا تھا لیکن پیاس نے برا حال کر دیا۔ حلق خشک ہو گیا، جان لبوں پر آ گئی قرب و جوار میں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ اچانک کیا دیکھتی ہے کہ آسمان کی طرف سے ایک ڈول لٹکا ہوا اس کے چہرے کے سامنے آ گیا ڈول سفید رسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے ڈول سے پانی پی لیا۔ تو جان میں جان آئی۔ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ میں نے سخت گرمی میں بھی روزے رکھے لیکن مجھے ذرا برابر کبھی پیاس محسوس نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدہ ایمن رضی اللہ عنہا کی بھوک اور پیاس عمر بھر کے لیے ختم کر دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام ایمن الحبشیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی عزت و احترام سے پیش آیا کرتے تھے اور اسے اماں جان کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بڑھاپے کے باوجود غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ غزوۂ خیبر میں تقریباً بیس خواتین شریک جہاد ہوئیں، جن میں سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آیئے سیدہ ام اُیمن کی زیارت کے لیے چلتے ہیں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

جب ہم اُس کے پاس گئے تو اس نے رونا شروع کر دیا، تو سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا، آپ کیوں رو رہی ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس آسودہ حال ہیں اور انھیں ہر طرح کی نعمت میسر ہے۔ اس نے کہا میں جانتی ہوں کہ وہ اپنے رب کے پاس راضی خوشی ہیں مجھے رونا تو اس بات پر آ رہا ہے کہ وحی کا نزول ختم ہو گیا۔

یہ بات سنتے ہی شیخین رضی اللہ عنہما آہیں مار کر رونے لگے۔

(رواه مسلم فی کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل ام ایمن: ٢٤٥٤)

سفیان بن عقبہ سے روایت ہے کہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آیا کرتی تھی اور آپ کی ہر طرح سے دیکھ بھال کیا کرتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ اِمْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَتَزَوَّجْ اُمَّ اَيْمَنٍ"

"جسے یہ چیز پسند ہے کہ وہ کسی جنتی عورت سے شادی کرے تو وہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کر لے۔"

جب رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ شادی کر لی اور اس سے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنا دیا۔ لوگوں نے اس کی امارت پر اعتراض کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کی امارت میں اعتراض کرتے ہو تو تم نے پہلے اس کے باپ کی امارت کے بارے میں اعتراض کیا تھا۔ اللہ کی قسم! یہ امارت کے منصب کے لیے نہایت مناسب ہے۔ اس کا باپ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

(رواہ البخاری فی کتاب المغازی، باب بعثة اسامة، فتح الباری: ٧/٨٥٧، حدیث: ٤٤٦٩)

رسول اللہ ﷺ اور ام ایمن کے درمیان چپاتی بنانے میں جو واقعہ پیش آیا:

ابن ماجہ اور ابن اُبی الدنیا نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا ہے، کہ اس نے ایک دفعہ آٹا گوندھا اور نبی کریم ﷺ کے لیے چپاتی بنائی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اس نے بتایا کہ ہمارے ملک میں اس طرح چپاتی بنا کر کھاتے

ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: رہنے دیجیے اسے دوبارہ آٹے میں ملا کر گوند ھیے۔
(بحواله حياة الصحابة: ١/٤٠٨)

رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے پانچ ماہ بعد سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور بعض کا کہنا ہے کہ چھ ماہ بعد فوت ہوئی۔ (بحواله أسد لغابه: ٦/٣٠٤)

سیدہ ام ایمن الحبشیہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ مسلم: ٢٤٥٤
٢۔ بخاری: ٤٤٦٩
٣۔ حياة الصحابة: ١/٤٠٨
٤۔ أُسُد الغابة: ٦/٣٠٤

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی۔
- اللہ ورسول کے شیر سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھی۔
- یہ وہ خاتون ہے جس نے تاریخ اسلام میں سب سے پہلے ایک یہودی کو قتل کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔
- یہ ہاشمی خاندان کی شاعرہ خاتون تھی۔
- غزوۂ احد میں مجاہدین کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کی خدمت سرانجام دینے والوں میں نمایاں تھیں۔

سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا

سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب الهاشمیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی اور یہ اللہ و رسول کے شیر سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھی۔ یہ تاریخ اسلام کی پہلی خاتون ہے جس نے ایک دشمن کو قتل کیا۔ یہ حواری رسول علیہ السلام سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔

اس کی والدہ کا نام ھالۃ بنت وھیب بن مناف بن زہرہ بن کلاب تھا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور یہ ہاشمی خاندان کی شاعرہ خاتون تھی۔ اس کے خاوند کا نام الحارث بن حرب بن امیہ تھا اور یہ ابوسفیان بن حرب کا بھائی تھا۔ جب یہ فوت ہو گیا تو عدت پوری ہونے کے بعد سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی العوام بن خویلد الأسدی نے شادی کر لی۔ جس سے زبیر، السائب اور عبد الکعبہ پیدا ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ (بحواله سير أعلام النبلاء: ٢/ ٢٧٠)

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور یہ وہ خاتون ہے جس نے تاریخ اسلام میں سب سے پہلے ایک یہودی کو قتل کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ وہ خود بیان کرتی ہیں کہ ہوا اس طرح، کہ غزوۂ خندق کے دوران مسلمان عورتوں اور بچوں کو ایک قلعے میں محفوظ کر دیا گیا اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نگرانی کے لیے متعین کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعے کے اردگرد چکر لگا رہا ہے۔ میں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

سے کہا کہ یہ خطرناک لگتا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ یہودیوں کو ہماری کمزوری سے آگاہ نہ کردے۔اٹھو آگے بڑھو اور اسے قتل کردو۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے کہا اللہ آپ کو بخشے آپ جانتی ہیں کہ میں ایسا نہیں کرسکتا، تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا خود اٹھیں، کمر بستہ ہوئی اور لاٹھی ہاتھ میں لے کر نیچے اتری۔ اس یہودی کے سر پر زور سے ماری کہ اس کو موقعے پر ہی قتل کردیا۔

(بحوالہ مستدرك حاكم: ٤/ ٥١)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾

''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔''

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اے صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا، اے بنو عبد المطلب، میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ تم مجھ سے جو چاہو میرے مال میں سے مطالبہ کرلو، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے اعمال ہی کام آئیں گے۔

(بحوالہ مسلم، کتاب الإیمان ، باب قوله تعالیٰ ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ﴾

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں میں سے تھی۔ جنھوں نے پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو تسلیم کیا اور اس نورِ شریعت کی اتباع کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل ہوا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحیح بات یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں

میں سے صرف سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا نے ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ (بحوالہ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۲۷۰)

سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جنگوں میں بھرپور حصہ لیا۔

غزوۂ اُحد میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں نمایاں تھی، جو مجاہدین کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کی خدمت سرانجام دینے کے لیے جہاد میں شریک ہوئی تھی۔
سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دلی صدمہ تو ہوا لیکن اس نے اجر وثواب کی نیت سے صبر وتحمل کا مظاہر کیا اور بار بار اِنَّا لِلّٰہِ وَ إِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ۲۰ ہجری تقریباً ستر سال کی عمر میں وفات پائی اور اسے بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ (بحوالہ تاریخ اسلام ذھبی: ۲/ ۲۲۱)

سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ مستدرك حاكم: ٤/ ٥١
۲۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۲۷۰
۳۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب قوله تعالیٰ ﴿وَ أَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾
٤۔ تاریخ اسلام ذھبی: ۲/ ۲۲۱

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا

- ام الفضل رضی اللہ عنہا کو پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے۔
- چاروں بہنیں مومن ہیں: ''ام الفضل ، میمونہ، اسماء اور سلمیٰ (رضی اللہ عنہن)۔''
- سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا عالمہ فاضلہ اور محدثہ تھی۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس (۳۰) احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے ان کے ہاں قیلولہ کرتے اور دودھ کا پیالہ نوش فرماتے۔
- سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی، سیدہ میمونہ کی بہن، سیدنا خالد بن ولید کی خالہ تھیں۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا

جلیل القدر صحابیہ سیدہ ام الفضل بنت الحارث بن حزن الھلالیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اور اس کے چھ بیٹوں کی ماں تھی، جن کے نام یہ ہیں۔

① الفضل ② عبد اللہ الفقیہہ ③ معبد
④ قثم ⑤ عبد الرحمٰن ⑥ عبد اللہ بن یزید

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ خاتم المرسلین، خیر الرسل، صاحب فضل و شرف، سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا محترم تھے۔ اس کا اصل نام لبابہ بنت الحارث بن حزن بن بجیر الھلالیہ تھا۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور و معروف ہوئی۔ یہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی والدہ کی جانب سے ہمشیرہ تھی۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کو پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ ہجرت نہ کر سکی۔ اس کا بیٹا عبد اللہ کہتا ہے:

"كُنْتُ أَنَا وَ أُمِّيْ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ النِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ"

(بحوالہ بخاری:۵/۱۸۱)

"میں اور میری امی عورتوں اور بچوں میں کمزور تھے۔"

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا عالمہ فاضلہ اور محدثہ تھی۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس (۳۰) احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

نبی کریم ﷺ اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے اور اس کے گھر قیلولہ کرلیا کرتے تھے اور وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کرتی۔

صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ عرفہ کے دن سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا اور آپ ﷺ نے اپنے اونٹ پر سوار ہی دودھ پی لیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الأَخواتُ الأَربَعُ مُؤمِنَاتٌ: أُمُّ الْفَضْلِ وَ مَيْمُوْنَةُ ، وَ أَسْمَاءُ وَ سَلْمٰى»

''چاروں بہنیں مومن ہیں: ''ام الفضل، میمونہ، اسماء اور سلمٰی (رضی اللہ عنہن)۔''

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے اعلی مقا[illegible] سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ام الفضل کی حقیقی ہمشیرہ تھی۔ (بحواله صحيح الجامع: ٢٧٦٣)

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا اور وہ اس کی تعبیر معلوم کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک حصہ میرے گھر میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ نے اچھا خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسے اپنے بیٹے قُثم کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا یہ خوشخبری سن کر گھر سے باہر نکلی تھوڑے عرصے کے بعد حسین بن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اس کی کفالت اپنے ذمے لے لی۔

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ایک دن حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئی تو آپ اس سے پیار کرنے لگے اور اسے چومنے لگے۔

اس نے رسول اللہ ﷺ پر پیشاب کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام الفضل ذرا بیٹے کو پکڑیں اس نے مجھ پر پیشاب کردیا ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے اسے پکڑا اور اس کو چٹکی کاٹی تو وہ رو پڑا۔ میں نے اسے کہا تو نے رسول اللہ ﷺ پر پیشاب کر کے انھیں تکلیف دی ہے۔ جب بچہ رونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تو نے میرے بیٹے کو رلا کر مجھے تکلیف دی ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور کپڑوں پر چھینٹے مار دیے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر لڑکا پیشاب کرے تو چھینٹے مار دیا کرو اور اگر لڑکی پیشاب کرے تو کپڑے کو دھولیا کرو۔''

(بحوالہ طبقات ابن سعد:۸/۲۷۸، ۲۷۹، سنن الترمذی:۳۷۵، یہ حدیث حسن ہے۔)

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کا کارنامہ:

عرفہ کے دن لوگوں کو شک پیدا ہوا۔ بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کا روزہ ہے اور بعض نے کہا، آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا۔ آپ ﷺ نے اونٹ پر سوار [illegible] دودھ کا پیالہ پی لیا، جس سے لوگوں کا شک جاتا رہا۔ یہ کارنامہ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے لوگوں کا شک دور کرنے کے لیے سرانجام دیا تھا۔ (بحوالہ، بخاری:۱۹۸۸، مسلم: ۱۱۲۳)

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن)

''...... وہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی......''

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا۔

۱۔ بخاری فتح الباری:۱۸۱/۵

۲۔ صحیح الجامع:۲۷۶۳

۳۔ طبقات ابن سعد:۲۷۸/۸۔۲۷۹

٤۔ ترمذی: ۳۷۵۔

۵۔ بخاری:۱۹۸۸۔

٦۔ مسلم:۱۱۲۳

سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

- رسول اللہ ﷺ کی مربیۃ
- مہاجر خواتین کے ساتھ ہجرت کر کے اجر وثواب حاصل کیا۔
- یہ پہلی ہاشمی خاتون ہے جس نے ہاشمی کو جنم دیا، اور وہ امیر المومنین ہوا۔
- جب سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اس کے کفن میں شامل کر دی۔
- آپ ﷺ اسے دفن کرنے سے پہلے خود اس کی قبر میں لیٹے۔

سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا

سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ پہلی ہاشمی خاتون ہے جس نے ہاشمی کو جنم دیا۔

یہ پہلی ہاشمی خاتون ہے جس نے امیر المومنین کو جنم دیا۔ یہ بات سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ (بحواله ، سير أعلام النبلاء: ۲/ ۱۱۸)

جب عبد المطلب فوت ہوئے تو ابو طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت اپنے ذمے لی۔ سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا ابو طالب کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر طرح سے خیال رکھتی اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ ان پر توجہ دیتی کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نادر قسم کی رونق دیکھی اور سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا نے اس صورت حال کا بچشم خود مشاہدہ کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تو کھانے میں برکت پیدا ہو جاتی اور سب بچے خوب سیر ہو کر کھاتے۔ سیدہ فاطمہ بنت اُسد (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکنات سے محسوس کر لیا کہ یہ خلق عظیم کے حامل ہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو طرح طرح کی تکالیف دے رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا، تو سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے جعفر اور اس کی بیوی سیدہ اُسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو الوداع کیا۔ اس کا بیٹا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ میں امیر المومنین تھا۔

جب نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا نے بھی مہاجرین کے ساتھ ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح اس نے مہاجر خواتین کے ساتھ ہجرت کر کے اجر وثواب حاصل کیا۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص کفن میں شامل کر دی اور اس کی قبر میں رسول اللہ ﷺ پہلے خود لیٹے پھر اسے دفن کرنے کا حکم دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے پہلی دفعہ ایسے کیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا، کہ یہ وہ عظیم المرتبت خاتون ہے، جس نے چچا ابو طالب کے بعد سب سے زیادہ میری خدمت کی۔ میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئی۔ میں نے اسے اپنی قمیص اس لیے پہنائی تا کہ اسے جنت کا لباس پہنایا جائے اور قبر میں اس لیے لیٹا تا کہ اس کے لیے آسانیاں پیدا ہوں۔ (بحواله مجمع الزوائد: ٢٥٧/٩)

رسول اللہ ﷺ اس کی قدر و منزلت کرتے ہوئے اس کی خدمت میں تحائف بھی پیش کیا کرتے تھے۔ سیدنا علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک ریشمی چوغہ بطورِ تحفہ دیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے دوپٹے بنا کر فاطمہ نامی خواتین میں تقسیم کر دیں تو میں نے اس کو پھاڑ کر چار دوپٹے بنائے۔ ایک دوپٹہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو دیا۔ دوسرا دوپٹہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کو دیا۔ تیسرا دوپٹہ فاطمہ بنت حمزہ کو دیا۔ اور چوتھی کا اس نے نام نہ لیا۔

(بحواله اسد الغابه: ٧١٧٢)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا کا بڑا مقام و مرتبہ تھا۔

جب سیدنا علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ نے غزوۂ اُحد میں طلحہ بن اَبی طلحہ کو قتل کیا تو

حجاج بن علاط السلمی نے ان کی بہادری کی بہت زیادہ تعریف کی اور اس ضمن میں اس کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت أسد رضی اللہ عنہا کی تربیت کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔

جب سیدہ فاطمہ بنت أسد رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اس کے کفن میں شامل کردی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دفن کرنے سے پہلے خود اس کی قبر میں لیٹے۔

……۞……۞……

سیدہ فاطمہ بنت أسد رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/۱۱۸

۲۔ أسد الغابة: ۷۱۷۲

۳۔ البداية والنهاية: ۷/۳٤۹

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا

- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ
- ایک جنتی خاتون اور انبیاء کے بعد ساری مخلوق میں سب سے بہتر انسان یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی۔
- اس کی بیٹی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھی۔ جس کی بریت کا اعلان سات آسمانوں کے اوپر سے کیا گیا۔

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا

ایک جنتی خاتون اور انبیاء علیہم السلام کے بعد ساری مخلوق میں سب سے بہتر انسان یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی۔

امّ رومان بنت عامر رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی ایک جلیل القدر صحابیہ تھی۔ اس کا مسلمان خواتین میں بڑا بلند مقام و مرتبہ تھا۔ یہ اپنے پہلے خاوند حارث بن سخیرۃ کے ہمراہ مکہ معظّمہ آئی تھی اور وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حلیف تھا۔ یہ ظہور اسلام کے پہلے کی بات ہے۔ اس کا خاوند الحارث فوت ہوگیا۔ تو عدت پوری ہونے کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کر لی۔ (بحوالہ الإصابة: ٤/ ٤٥٠)

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا کا داماد ساری مخلوق میں افضل و اعلیٰ اور اجمل و اکمل سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اس کا خاوند سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھا، اور اس کی بیٹی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھی۔ جس کی بریت کا اعلان سات آسمانوں کے اوپر سے کیا گیا۔ اس کا بیٹا جلیل القدر شہسوار صحابی سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تھا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اور سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کی والدہ ماجدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر تھی۔ بعض اس کا نام زینب بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام دعد تھا۔

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میرے والدین دین اسلام سے منسلک تھے۔

ہر روز رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر صبح یا شام کو تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن ہم گھر میں بیٹھے ہوئے تھے دوپہر کا وقت تھا، کسی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور آپ کبھی اس وقت تشریف نہیں لائے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ ﷺ نے آتے ہی مجھ سے فرمایا کہ مجھے یہاں سے روانگی کا حکم مل گیا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام سے منسلک دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فوراً بعد اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

ام رومان رضی اللہ عنہا دار ارقم میں دعوت اسلامیہ میں مصروف شخصیات کی خدمت کیا کرتی تھی۔ انھیں کھانا مہیا کرتی اور اپنے خاوند سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے غم میں شریک ہوتی۔

اس جلیل القدر خاتون نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی کریم ﷺ کے لیے اپنے گھر کے دروازے کھول دیئے تھے تاکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورہ کرنے کے لیے جس وقت چاہیں آسکیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی جب کہ میری عمر چھ سال تھی پھر ہم مدینہ منورہ آ گئے۔ ہم بنو الحارث بن خزرج کے ہاں فروکش ہوئے، مجھے بخار ہو گیا۔ میرے سر کے بال جھڑ گئے۔ پھر میرے سر پر بال پورے آ گئے۔ ایک روز میں جھولے میں تھی کہ میرے پاس میری والدہ ام رومان آئی۔ میرے ساتھ میری سہیلیاں کھیل رہی تھیں۔ اس نے مجھے اونچی آواز سے بلایا میں اس کے پاس گئی میں نہیں جانتی تھی کہ امی جان کے کیا ارادے ہیں۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ میرا سانس پھولا ہوا

تھا پھر مجھے سانس لینے میں قدرے آسانی محسوس ہونے لگی۔ پھر میری امی جان نے پانی سے میرا منہ دھویا اور میرے سر کے بال اپنے ہاتھ سے درست کیے۔ اور مجھے گھر کے اندر داخل کر دیا۔ گھر میں انصار کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔ انھوں نے مجھے دیکھتے ہی خیر وبرکت کی دعا دی اور مجھے اچھے نصیب والی قرار دیا۔ انھوں نے مجھے دلہن کا روپ دیا پھر میری رخصتی عمل میں آئی۔ اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

(بحوالہ بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ عائشة و قدومها المدينة و بنائه بها)

ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ مذکور ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ عورتیں مجھے لے گئیں۔ انھوں نے میرا سر دھویا اور مجھے دلہن کے روپ میں سنوارا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں رخصت کیا۔

(بحوالہ ابو داود، کتاب الأدب، باب فی الأرجوحة)

① تمرّق شَعْرِیُ — میرے بال گر گئے۔

② فَوَفٰی — تو بال بڑھے اور زیادہ ہو گئے۔

③ جُمَيْمَةٌ — جُمةٌ کی تصغیر ہے۔ بالوں کی چٹیا کو کہتے ہیں۔

④ اَنْهَجُ — میں جلدی جلدی سانس لے رہی تھی۔

⑤ عَلٰی خیرِ طَائِرٍ — بڑے نصیب والی ہے۔

⑥ يُرْعِنِیَ — مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا۔

⑦ اَلْوَعْكُ — بخاری کی درد۔

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا عہد نبوی ٦ ہجری میں وفات پائی۔

(بحوالہ الطبقات الکبریٰ:٨/٢٧٦)

جلیل القدر صحابیات طیبات

جنھوں نے مدرسۂ نبوت سے فیض حاصل کیا

سیدہ ام المنذر بنت قیس رضی اللہ عنہا

- رشتے میں نبی کریم ﷺ کی خالہ لگتی تھی۔
- سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا ان صحابیات کے ساتھ تھی۔ جنھوں نے موت پر بیعت کرنے کے لیے جلدی کی
- نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت حاصل کی۔
- آپ ﷺ ان کے ہاں کھانا کھاتے اور یہ ارشاد فرماتے کہ اس کا کھانا بابرکت ہے اور بڑا مفید ہے۔

سیدہ ام المنذر بنت قیس رضی اللہ عنہا

سلمیٰ بنت قیس بن عمرو بن عبید رضی اللہ عنہا جس کی کنیت ام المنذر تھی۔ رشتے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ لگتی تھی۔ یہ سُلیط بن قیس رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔

سُلیط بن قیس رضی اللہ عنہ کو غزوۂ بدر، خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

وہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشہور و معروف معرکہ جسر میں شریک ہوا، اور اس میں دادِ شجاعت دیتا ہوا جامِ شہادت نوش کر گیا۔ اس کی پیچھے کوئی اولاد نہ تھی۔
(بحوالہ الطبقات الکبریٰ:۳/۲/۵۱۲)

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھی، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ وہ اس بیعت کی داستان خود بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انصاری خواتین کے ساتھ میں نے آپ کی بیعت کی، جب ہم نے بیعت کی تو یہ شرائط عائد کی گئیں" کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں، نہ ہم چوری کریں، نہ ہم زنا کا ارتکاب کریں، نہ ہم اپنی اولاد کو قتل کریں، نہ ہم کسی پر بہتان لگائیں، نہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف میں نافرمانی کریں۔" اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی خاوند کو دھوکہ نہ دے۔

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور واپس آ گئیں، پھر میں نے ان میں سے ایک عورت سے کہا کہ تم واپس جا کر رسول

اللہ ﷺ سے پوچھو کہ خاوندوں کو دھوکہ دینے سے کیا مراد ہے؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے یہ پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا، کہ تم اپنے خاوند کا مال لو اور پھر اس پر فخر کرو، یہی تو دھوکا ہے۔ (بحوالہ مسند امام احمد:٦/٣٨٠،٤٢٣)

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا وہ جلیل القدر صحابیہ ہے، جسے نبی کریم ﷺ کی طرف سے خوشگوار خوشنودی حاصل تھی۔ رسول اللہ ﷺ اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہاں اس کے ہاں آپ ﷺ کھانا کھاتے اور یہ ارشاد فرماتے کہ اس کا کھانا بابرکت ہے اور بڑا مفید ہے۔

سیدہ ام المنذر سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے ہاتھ پر پھنسی نکلی ہوئی تھی۔ ہمارے گھر میں ڈول لٹک رہے تھے جن میں کھانے کی اشیاء تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان سے کھانے لگے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی کھانے کے لیے کھڑے ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی تم رک جاؤ، تمھارے پھنسی نکلی ہوئی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سن کر رک گئے۔

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جَو کا مشروب بنا کر آپ کی خدمت میں لائی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، علی ڈالیے، یہ تیرے لیے مفید ہے۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی، کتاب الطب، مسند امام احمد:٦/٣٦٤، ابن ماجہ:٣٤٤٢)

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی دو دفعہ بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی دوسری بیعت درخت کے نیچے حدیبیہ مقام پر کی، جسے (بیعت رضوان) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ بیعت ٦ ہجری میں کی گئی، جب مشرکین نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ میں روک لیا تھا اور یہ مشہور ہو گیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا

بدلہ لینے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بیعت لی۔ سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا ان صحابیات کے ساتھ تھی۔ جنھوں نے موت پر بیعت کرنے کے لیے جلدی کی اور اس طرح نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت حاصل کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقعہ پر یہ ارشاد فرمایا:

« لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ »

"جس نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔"

(بحواله بخاری، فضائل الصحابة)

......❀......❀......

سیدہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

١۔ الطبقات الكبرىٰ: ٥١٢/٣

٢۔ مسند امام احمد: ٣٨٠/٦، ٤٢٣

٣۔ ابوداؤد، كتاب الطب

٤۔ ترمذی، كتاب الطب

٥۔ مسند امام احمد: ٣٢٤/٦

٦۔ ابن ماجه: ٣٤٤٢

٧۔ بخاری، فضائل الصحابة۔

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

- اس کو سمندری جنگ میں شہید ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔
- یہ مشہور و معروف صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کیں۔

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

سیدہ ام حرام بنت ملحان، بن خالد بن زید، بن حرام، بن جندب، بن عامر بن غنم، بن عدی، بن النجار الانصاریہ النجاریہ، المدنیۃ رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر صحابیہ تھی۔ اس کو سمندری جنگ میں شہید ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھی۔

یہ مشہور و معروف صحابی سیدنا أنس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی۔ حرام اور سلیم دو شہید بھائیوں کی ہمشیرہ تھی۔ یہ دونوں ملحان بن خالد کے بیٹے تھے اور دونوں بھائی معرکہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔ حرام کو جب دوران جنگ پیچھے سے نیزہ لگا تو اس کے منہ سے یہ تاریخی جملہ نکلا " فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ" رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کا ایک بھائی عمرو بن ملحان تھا۔ جو بنو عامر کے سردار عامر بن الطفیل کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر گیا۔ جب سردار کے سامنے خط لایا گیا، اس نے خط کی طرف دیکھا بھی نہیں بلکہ اسے قتل کر دیا۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ جلیل القدر صحابی ان ستر افراد میں شامل تھے، جو عقبہ ثانیہ میں حاضر تھے۔

اور یہ بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی۔ سیدنا عبادہ بن صامت، عقبی بدری اور انصاری صحابی تھے۔

سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے اور اس کی عزت وتکریم کیا کرتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے اور وہ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتی۔ (بحوالہ مسلم)

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ سیدنا ام حرام رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھی، لیکن کیفیت میں علماء کا اختلاف ہے۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں،: ''سیدہ ام حرام بنت ملحان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کی خالہ تھی۔

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ کے سر میں کنگھی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر آپ بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ ہنس کس وجہ سے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے۔ تو سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان میں سرفہرست ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جہاد کے لیے روانہ ہوئی، جب بحری جہاز ساحل پر لنگر انداز ہوا تو یہ گھوڑے پر سوار ہوئی۔ گھوڑے سے یہ زمین پر گردن کے بل

گری اور وفات پا گئی۔

یہ واقعہ غزوۂ قبرص میں پیش آیا اسے اسی جزیرے میں دفن کر دیا گیا۔ اس لشکر اسلام کا امیر سیدنا معاویہ بن ابی سفیان تھا اور یہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ یہ جنگ ۲۷ ہجری میں وقوع پذیر ہوئی۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ صحیح مسلم

۲۔ شرح نووی علی صحیح مسلم: ۵۷/۱۳

۳۔ بخاری: ۲۸۷۸

٤۔ صحیح مسلم: ۱۹۱۲

٥۔ الإصابة: ۲۲۳/۸

سیدہ ام عطیۃ الأنصاریہ رضی اللہ عنہا

- سیدہ ام عطیہ الأنصاریہ رضی اللہ عنہا فقیہہ، حافظہ، عالمہ، اور فاضلہ خاتون تھی۔
- اس سے چالیس احادیث مروی ہیں اور ان میں سے چھ احادیث بخاری ومسلم میں ہیں۔
- صحابہ کرام اور تابعین عظام کی کثیر تعداد ان سے میت کو غسل دینے کا طریقہ معلوم کیا کرتے تھے۔

سیدہ ام عطیۃ الأنصاریہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام عطیہ الأنصاریہ خواتین صحابہ میں ایک عالم فاضل خاتون تھی اور وہ ان خواتین میں سے ایک تھی، جنھوں نے جہاد ،فقہ اور روایت حدیث کے حوالے سے تاریخ میں گہرے اثرات چھوڑے۔

اس کا نام نسیبۃ بنت الحارث الأنصاریہ تھا۔ یہ عظیم المرتبت خواتین صحابہ میں سے ایک تھی۔ اس نے انصار کی خواتین کے ساتھ مل کر پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ میدانہائے جنگ میں تلواروں کے زیرسایہ لشکر اسلام کے ساتھ چلتی رہی۔ یہ پیاسے مجاہدین کو پانی پلاتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی۔ ان کے بہتے خون پر پٹی باندھتی اوران کے لیے کھانا تیار کیا کرتی تھی۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگوں میں حصہ لیا۔ میں مجاہدین کے لیے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی اور بیماروں کی تیمارداری کرتی۔(رواہ مسلم)

غزوۂ خیبر میں سیدہ ام عطیہ الأنصاریہ رضی اللہ عنہا ان بیس خواتین میں شامل تھی، جو جہاد کا اجر وثواب حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لیے روانہ ہوئیں۔ (بحوالہ الطبقات الکبریٰ:٨/٤٥٦)

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تو آپ نے ارشادفرمایا:

«اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ، ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا وَ جْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُوْرًا

أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَأَعْلِمْنَنِي»

(رواه البخاري:١٦٧ـ١٢٥٥، مسلم:٩٣٩)

سیدہ ام عطیہ الأ نصاریہ رضی اللہ عنہا فقیہہ، حافظہ، عالمہ، اور فاضلہ خاتون تھی۔ اس سے چالیس احادیث مروی ہیں اور ان میں سے چھ احادیث بخاری و مسلم میں ہیں۔

سیدہ ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور تابعین میں سے محمد بن سیرین، ان کی ہمشیرہ حفصہ بن سیرین، ام شراحبیل، علی بن الأ قمر، عبد الملک بن عمیر اور اسماعیل بن عبد الرحمٰن نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

(بحواله سير أعلام النبلاء:٢/٣١٨)

سیدہ ام عطیہ الأ نصاریہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ ہمیں جنازے کے پیچھے چلنے سے منع کر دیا گیا۔ (بحواله بخاری:١٢٧٨، مسلم:٩٣٨)

سیدہ ام عطیہ الأ نصاریہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ میں وفات پائی، لوگوں نے اس سے بڑا علمی اور فقہی استفادہ کیا۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی کثیر تعداد ان سے میت کو غسل دینے کا طریقہ معلوم کیا کرتے تھے۔ سیدہ ام عطیہ الأ نصاریہ رضی اللہ عنہا نے تقریباً ستر سال کی عمر پائی۔

سیدہ ام عطیہ الأ نصاریہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ مسلم شریف
٢۔ الطبقات الكبرىٰ:٨/٤٥٦
٣۔ بخاری:١٦٧، ١٢٥٥
٤۔ مسلم: ٩٣٩
٥۔ سير أعلام النبلاء:٢/٣١٨
٦۔ بخاری:١٢٧٨
٧۔ مسلم: ٩٣٨

سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا

- اے ام ھانیٔ جس کو تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام ھانی کو خوش آمدید۔
- سیدہ ام ھانیؒ اپنے پیارے بھائی (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے موقع پر بہت روئی۔

سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا

سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا کا نام فاختہ بنت ابی طالب بن عبد المطلب تھا۔ اس کی والدہ کا نام سیدہ فاطمہ بنت اُسد رضی اللہ عنہا تھا۔

اس کا خاوند ہبیرہ بن عمرو المخزومی القرشی وہ ایسے معزز لوگوں میں سے تھا جن کو معاشرے میں رشک کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سیدہ ام ہانیٔ رضی اللہ عنہا کے چار بیٹے ہوئے۔ جن کے بالترتیب نام یہ ہیں: عمرو، جعدۃ، ھانیٔ اور یوسف۔

سیدہ ام ھانیٔ رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، جب اس نے اسلام قبول کیا تو اس کا خاوند ھبیرہ شرک کی حالت میں یمن کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں نجران میں درماندہ اور دھتکارہ ہوا رہائش پذیر ہوا۔

بیوی اور اولاد سے محروم حیران و پریشان زندگی کے دن گزارنے لگا۔

ھُبَیرۃ نجران میں کفر کی حالت میں رہائش پذیر رہا۔ یہاں تک کہ وہ موت کے منہ میں چلا گیا۔ سیدہ ام ھانیٔ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کی نگہداشت کرتی اور ان کی ہر طرح سے حفاظت کرتی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام ھانیٔ رضی اللہ عنہا کو شادی کی پیشکش کی لیکن اس نے کہا یا رسول اللہ! (ﷺ) میں بچوں والی عورت ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ بچے آپ کے لیے تکلیف کا باعث بنیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موضوع کو ہی چھوڑ دیا اور اس سے پہلو تہی اختیار کر لی اور اس موضوع کو نظر انداز کر دیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ھانیٔ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں عمر رسیدہ ہو چکی ہوں اور

میں عیال دار بھی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ » (بحواله مسلم، صحيح الجامع: ٣٣٢٩)

''بہترین عورتیں جو اونٹ پر سوار ہوں۔''

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ ام ھانیٔ کے گھر میں داخل ہوئے اور اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس کھانا ہے، جسے ہم کھا سکیں۔ تو اس نے عرض کی، یا رسول اللہ (ﷺ)! بس تھوڑا سا سرکہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے ہمارے پاس لاؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہوتا جس میں سرکہ ہو۔

(بحوالہ ترمذی، علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الجامع: ٤٣٨٧)

ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں:

« مَا أَقْفَرَ مِن إِدَامٍ بَيْتٌ فِيهِ خَلٌّ » (صحيح الجامع: ٥٥٤٤)

''وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہوتا جس میں سرکہ موجود ہو۔''

نبی کریم ﷺ سیدہ ام ھانیٔ کے گھر تشریف لے جایا کرتے، اس کے ہاں قیلولہ کرتے اس کا مشورہ قبول کرتے اور اس کی رائے کی مخالفت نہیں کیا کرتے تھے۔

سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہاں گئی۔ آپ ﷺ غسل کر رہے تھے اور سیدہ فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنہا نے پردے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں ام ھانیٔ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ام ھانی کو خوش آمدید۔

جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہوئے، تو آپ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے اپنے جسم پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ کا خیال ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اس شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہیں جس کو میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ یعنی ھبیرہ کے فلاں بیٹے کو میں نے پناہ دی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَدْ اَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ»

''اے ام ھانئ جس کو تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔'' یہ چاشت کا وقت تھا۔

جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر بدبخت کمینہ صفت مجرم عبد الرحمن بن ملجم نے قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں وہ وفات پا گئے تو سیدہ ام ھانئ اپنے پیارے بھائی کی جدائی کے غم میں بہت روئی۔

ام ھانئ رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قتل پر بہت دلی صدمہ ہوا۔ اس پر اتنے غم ٹوٹ پڑے کہ جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکی۔ اسی غم میں اس کی روح اس کے پاکیزہ جسم سے پرواز کر گئی۔

''......اللہ اس پر راضی اور وہ اپنے اللہ پر راضی۔......''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔

......❀......❀......

سیدہ ام ھانئ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ صحيح الجامع الباني: ٣٣٢٩

٢۔ صحيح الجامع الباني: ٤٣٨٧

٣۔ صحيح الجامع الباني: ٥٥٤٤

سیدہ امیمۃ بنت صبیح رضی اللہ عنہا

- سید الحفاظ، جلیل القدر، صحابی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔
- ’’الٰہی ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب کردے۔‘‘
- سخاوت اور فیاضی کا عنصر اس قدر غالب تھا کہ ان کے اس طرز عمل پر رشک آتا۔

سیدہ امیمۃ بنت صبیح رضی اللہ عنہا

سیدہ امیمۃ بنت صُبیح رضی اللہ عنہا سید الحفاظ، جلیل القدر، صحابی سیدنا ابوہریرہ الدوسی الیمانی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا والد اس وقت فوت ہوا جب یہ ابھی چھوٹی عمر کے تھے۔ انھوں نے یتیمی کی زندگی اپنی والدہ سیدہ امیمۃ رضی اللہ عنہا کی زیر نگرانی بسر کی۔ یہ ام ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا کے نام سے معروف تھی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ماہِ محرم ۷ ہجری کو مسلمان بن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن اس کی والدہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تھا، وہ شرک پر بدستور قائم رہی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے لیکن وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے آگے سرِتسلیم خم کرنے سے انکار کردیتی۔

ایک دن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر شکوہ کرنے لگے کہ امی جان! بدستور شرک پر ڈٹی ہوئی ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس کے لیے دعا کیجیے کہ وہ اسلام قبول کرلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو اس نے اسلام قبول کرلیا جس کی وجہ سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔ وہ بہت زیادہ شاداں وفرحاں تھے کہ اس کی والدہ نے اسلام قبول کرلیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی امی جان کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا وہ اسے قبول کرنے سے انکار کردیا کرتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بےنقط سنائیں، مجھے اس کا رویہ بہت برا محسوس ہوا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ میری امی کو ہدایت عطا کردے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی:

« اَللّٰهُمَّ اَهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ »

''الٰہی ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب کر دے۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کی خوشخبری لے کر نکلا۔ خوشی خوشی اپنے گھر کے دروازے پر پہنچا دیکھا کہ وہ بند ہے۔ میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سن لی تھی۔ اس نے اندر سے کہا اے ابو ہریرہ ذرا ٹھہرو! میں نے پانی گرنے کی آواز سن لی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری امی جان نے غسل کیا۔ جلدی سے کپڑے پہنے اور سر پر دوپٹہ لیے بغیر دروازہ کھول دیا، پھر اس نے میرے سامنے کہا اے ابو ہریرہ:!

« اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ »

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ خوشگوار منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں انتہائی خوشی کی وجہ سے رونے لگا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ میری والدہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر فرمایا بہت اچھا ہوا۔ اس کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ میری اور میری والدہ کی عزت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور لوگوں کی محبت عزت اور احترام ہمارے دلوں میں ڈال دے، تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی:

« اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ وَ أُمَّهٗ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَبِّبْ إِلَيْهِمِ الْمُؤْمِنِيْنَ »

''الٰہی اپنے ان بندوں کو یعنی ابو ہریرہ اور اسکی والدہ کو اپنے مومن بندوں کے دلوں میں محبوب بنا دے اور ان کے دلوں میں مومنوں کی محبت ڈال دے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دعا کے بعد میں نے دیکھا کہ اللہ کی ساری مومن مخلوق جس نے میرا نام سنا ہوتا اور مجھے دیکھا نہ ہوتا تو پھر بھی وہ مجھ سے محبت کرتا۔ (رواہ مسلم: ۲٤۹۱، باب فضائل ابی ھریرۃ الدوسی رضی اللہ عنہ)

سیدہ امیمۃ بنت صبیح رضی اللہ عنہا میں سخاوت اور فیاضی کا عنصر اس قدر غالب تھا کہ اس کے اس طرز عمل پر رشک آتا۔ وہ سخاوت اور فیاضی کے اعتبار سے ایک مثالی خاتون تھی۔

حمید بن مالک بن خُثَیم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس عقیق میں واقع اس کے گھر بیٹھا ہوا تھا۔ مدینہ منورہ سے کچھ لوگ چوپایوں پر سوار ہوکر آئے اور وہاں اترے۔ حمید کہتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میری امی کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا کہ تیرا بیٹا سلام کہتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ ہمیں کھانے کے لیے کچھ عنایت کیجیے۔ تو اس نے تین پلیٹوں میں جَو رکھے اور ایک پلیٹ میں زیتون اور نمک رکھ کر میرے سر پر رکھ دیا۔ میں اسے اٹھا کر ان کے پاس لے آیا اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی بآواز بلند اللہ اکبر کہا اور یہ کہا کہ اس اللہ کا شکر جس نے کھانے سے سیر شکم ہونے کا موقع دیا ورنہ ہمارے کھانے کے لیے تو صرف کھجور اور پانی ہی میسر تھے۔ قوم نے کھانے میں سے کچھ بھی نہ لیا جب وہ واپس گئے تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھائی کے بیٹے! اپنی بکری سے حسن سلوک سے پیش آیا کرو اس سے مٹی جھاڑ دیا کر اسے نہلا دھلا کر عمدہ روپ دیا کر۔ بلاشبہ وہ جنت کا چوپایہ ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ بکریوں کا ریوڑ اسے مروان کے گھر سے بھی زیادہ پیارا لگے گا۔ (بحوالہ الأدب المفرد: ۵۷۲)

...... ❀ ...... ❀ ......

سیدہ امیمہ بنت صبیح رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ صحیح مسلم: ۲٤۹۱، باب فضائل ابی ھریرۃ الدوسی
۲۔ الأدب المفرد: ۵۷۲

سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا

- خطیبة النسآء
- ایک محدثہ، عالمہ، فاضلہ، جلیل القدر مجاہدہ، بڑی عقلمند، دیندار، متقی اور پرہیزگار خاتون تھی۔
- پہلے مرحلے پر سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا نے اپنے خیمے کی لاٹھی سے ۹ رومی قتل کر دیے۔

سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا

سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن بن رافع، بن إمرئ القیس بن عبد الأشھل بن الحارث الأنصاریہ الأوسیۃ، الأشھلیۃ رضی اللہ عنہا ایک محدثہ، عالمہ، فاضلہ، جلیل القدر مجاہدہ، بڑی عقلمند، دیندار، متقی، پرہیزگار، اور فن خطابت کی ماہر خاتون تھی۔ اسی مناسبت سے وہ خطیبۃ النسآء کے لقب سے مشہور و معروف تھی۔ یہ ان پاکیزہ خواتین میں سے ایک تھی جو ایمان، علم اور صبر کے حوالے سے مثالی خواتین کہلاتی تھیں۔ یہ ان انصار میں سے تھی۔ جنھوں نے پہلے مرحلے پر سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ اَسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھی، جو صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی مسائل دریافت کیا کرتی تھیں اور وہ خیر و بھلائی کی راہ پر چلتیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ایک دانشور اور دیندار خاتون ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ جلیل القدر صحابی، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی تھی۔ سیدہ اسماء بنت یزید کا نسب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے نسب کے ساتھ ان دونوں کے دادا امرئ القیس بن زید بن عبد الأشھل پر جا ملتا ہے۔

سیدہ اُسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا ہجرت کے پہلے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الممتحنہ کی درج ذیل آیات کی روشنی میں عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ

لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الممتحنة:۱۲)

"اے نبی جب تیرے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے سیدہ اُسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں سونے کے دو بڑے کنگن دیکھے تو آپ نے اس سے فرمایا:

《 اَلْقِي السَّوَارَيْنِ يَا أَسْمَآءُ أَمَا تَخَافِيْنَ أَنْ يَسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِأَسَاوِرَ مِنْ نَارٍ 》

"اے اسماء دونوں کنگن اتار کر پھینک دے کیا تو اس سے ڈرتی نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے آگ کے کنگن پہنا دے گا۔"

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی حکم کی تعمیل میں بغیر کسی تردد کے فوری طور پر دونوں کنگن اتار دیے۔

سیدہ اُسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچا کرو۔ میں ان سب خواتین میں سوال کرنے کے

حوالے سے زیادہ جرأت رکھتی تھی۔ میں نے پوچھ لیا یارسول اللہ! احسان کرنے والوں کی ناشکری کیسے ہوتی ہے؟

« قَالَ : لَعَلَّا اِحۡدَاكُنَّ تَطُوۡلُ أيمتها بَيۡنَ أَبَوَيۡهَا ثُمَّ يَرۡزُقُهَا اللّٰهُ زَوۡجًا وَ يَرۡزُقُهَا مِنۡهُ وَلَدًا فَتَغۡضَبُ فَتَكۡفِرُ فَتَقُوۡلُ مَا رَأَيۡتُ مِنۡكَ خَيۡرًا قَطُّ »

(بحواله الأدب المفرد للبخاری، و مسند امام احمد:٦/٤٥٨)

"تم میں سے ایک عورت عرصہ دراز تک اپنے والدین کے ساتھ اپنی تنہائی کے دن گزارتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے خاوند عطا کر دیتا ہے اور اس سے اس کو اولاد عطا کرتا ہے۔ تو وہ غصے میں آ کر ناشکری کا انداز اپناتے ہوئے کہتی ہے کہ میں نے تیرے ہاں کبھی خیر و بھلائی دیکھی ہی نہیں۔"

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا بڑا مقام و مرتبہ تھا کیونکہ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے وقت دلہن کے روپ میں آراستہ کیا تھا اور پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سدھاری تھی۔ اس دن کے بعد سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بناؤ سنگھار کرنے والی کے نام سے پکارا جانے لگا۔ (بحوالہ اسد الغابہ:٦/١٣)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے جہاد میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اس سے کبھی کوتاہی نہیں برتی اور نہ ہی کبھی جہاد سے پہلو تہی اختیار کی، یہاں تک کہ وہ ۱۲ ہجری کو سرزمین شام کی طرف روانہ ہوئی تاکہ لشکر اسلام میں شامل ہو کر پیاسوں کو پانی پلائے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا صرف اسی کام پر اکتفا نہیں کرتی تھی بلکہ وہ مجاہدین کی صفوں میں داخل ہو کر دشمن کے خلاف ولولہ انگیز انداز میں لڑائی کرتی۔ جنگ یرموک

میں اس نے اپنے خیمے کی لاٹھی سے رومی فوج کے ۹ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہی اور اس نے یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔ (بحواله سير أعلام النبلاء: ۲/۲۹۷)

رومیوں کو قتل کرنے کی داستان:

طبرانی نے مہاجر کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا نے اپنے خیمے کی لاٹھی سے ۹ رومی قتل کر دیے۔ (بحواله حياة الصحابة: ۱/۴۰۱)

''......اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی......''

اللہ اس پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے اور اہل ایمان کو اس کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

''...... وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَ سَلَّمَ آمِين......''

سیدہ اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ سوره الممتحنة: ۱۲

۲۔ الادب المفرد للبخاري

۳۔ مسند امام احمد: ۶/۴۵۸

۴۔ أُسد الغابة: ۶/۱۳

۵۔ سير أعلام النبلاء: ۲/۲۹۷

۶۔ حياة الصحابة: ۱/۴۰۱

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا

- اس نے درخت کے نیچے بیعت کی۔
- اس کے والد کا نام سیدنا معوذ رضی اللہ عنہا جو کبار بدری صحابہ میں سے تھا۔
- سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بڑی دلیر اور بہادر تھی۔

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا

سیدہ الربیع بنت معوذ ، بن الحارث، بن رفاعۃ، بن الحارث، بن سواد، بن مالک، بن غنم، بن مالک الأنصاریہ النجاریۃ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ام یزید بنت قیس، بن زعواء، بن حرام، بن جندب، بن عامر، بن غنم، بن عدی بنی النجار تھا۔

اس کے والد کا نام سیدنا معوذ رضی اللہ عنہ جو کبار بدری صحابہ میں سے تھا۔

اس کا خاوند جلیل القدر صحابی ایاس بن بکیر اللیثی تھا۔ وہ کبار مہاجرین میں سے تھا۔

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔ اسے یہ شرف حاصل بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شادی کی تقریب میں شریک ہوئے تھے۔

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری شادی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور چارپائی پر بیٹھے اور چند بچیاں خوشی سے دف بجا رہی تھیں اور گیت میں وہ اپنے ان آباء و اجداد کا ذکر کر رہی تھیں جو جنگ بدر میں قتل کر دیے گئے ایک بچی نے گیت گاتے ہوئے یہ کہا:

« وَ فِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ »

"اور ہم میں ایک نبی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

« لَا تَقُوْلِيْ هٰكَذَا وَ قُوْلِيْ مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ »

"اس طرح نہ کہو وہی کہو جو تم پہلے کہتی تھی۔"

(بحوالہ بخاری ، کتاب النکاح: ۳۷۷۹)

نبی کریم ﷺ نے اس بچی کو یہ کہنے سے اس لیے روکا کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا﴾

(سورة الجن:٢٦)

''وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتے ۔ سوائے اس رسول کے جس کو اس نے غیب کا علم دینے کے لیے پسند کر لیا ہو تو اس کے آگے اور پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے۔''

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بڑی دلیر اور بہادر تھی۔ وہ اللہ کی کتاب قرآن مجید پر بڑی سختی سے عمل پیرا تھی وہ اسلام سے حد درجہ محبت رکھتی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتی تھی اور نہ ہی وہ کسی ایسے شخص ڈرتی تھی جو شریعت الٰہی کا مخالف ہو۔

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے ابوجہل کی والدہ اسماء بنت مخربہ سے خوشبو لی، اس نے کہا کہ لکھ دے تا کہ مجھے یاد رہے۔ میں نے اپنا نام لیتے ہوئے کہا ٹھیک ہے اپنا نام الربیع بنت معوذ لکھ دیتی ہوں۔ اس نے کہا رہنے دیجیے تو تو اس کی بیٹی ہے، جس نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے۔ میں نے کہا اس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہے اس نے کہا میں تجھے خوشبو قطعاً نہیں بیچوں گی۔

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا محمد بن اِیاس بن بکیر کی والدہ تھی، بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام اس کے پاس آتے اور دین کے احکام اور احادیث کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عاشوراء

کی صبح کو انصار کی بستیوں میں یہ پیغام بھیجا کہ جس نے روزہ نہیں رکھا وہ اپنا باقی دن یونہی پورا کر لے اور جس نے روزہ رکھا ہے وہ روزہ پورا کرے۔

فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے۔ بچوں کا دل بہلانے کے لیے روئی کے کھلونے بناتیں جب کوئی بچہ کھانا طلب کرنے کے لیے روتا تو ہم اسے وہ کھلونا دے دیتے تاکہ اس کا دل بہل جائے ہمارا یہ طرزِ عمل افطاری کے وقت تک جاری رہتا۔

(بحوالہ بخاری: ۱۹۶۰، مسلم: ۲/۷۹۹)

رسول اللہ ﷺ کا الربیع اور اس کی والدہ ام سنبلہ کا اِکرام:

طبرانی میں سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں معوذ بن عفراء نے مجھے تر و تازہ کھجوروں کا ایک صاع بھیجا میں نے وہ کھجوریں دے کر ککڑی خرید لی۔ رسول اللہ ﷺ ککڑی بڑے شوق سے تناول کرتے۔ میں نے آپ کی خدمت میں بھیج دی۔ آپ کے پاس بحرین سے بہت مال آیا تھا اس میں سونے کے زیورات بھی تھے۔ آپ نے مٹھی بھر کر زیورات مجھے عطا کر دیے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مٹھی بھر کر سونے کے زیور مجھے دیے اور فرمایا انھیں پہن لیجیے۔

علامہ الہیثمی "مجمع الزوائد" میں لکھتے ہیں کہ دونوں روایتوں کی سند حسن ہے۔ ترمذی نے بھی سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مختصر روایت ذکر کی ہے۔ طبرانی نے "المعجم الأوسط" میں ام سنبلہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس تحفہ لائی۔ ازواج مطہرات نے تحفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا، کہنے لگیں: ہم تو یہ نہیں لیں گی۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں حکم دیا تو انھوں نے لے لیا پھر اسے کاٹ کر تقسیم کر لیا پھر یہ وراثت میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور اس سے سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما نے خرید لیا۔

علامہ ہیثمی لکھتے ہیں کہ سند میں عمرو بن قیظی کو میں نہیں جانتا، باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔سیدہ الربیع رضی اللہ عنہا بڑی سخی تھی۔فراخ دلی سے مال خرچ کیا کرتی تھی۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت ۴۵ ہجری میں فوت ہوئی اور بعض کا خیال ہے کہ اس نے عبد الملک بن مروان کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔ وفات کے وقت اس کی عمر ستر سال سے قدرے زیادہ تھی۔

''......اللہ اس سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی ......''

سیدہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ صحيح بخاری، كتاب النكاح: ٣٧٧٩

٢۔ سورة الجن: ٢٦۔٢٧

٣۔ سير أعلام النبلاء: ٣/١٩٦

٤۔ صحيح البخاری: ١٩٦٠

٥۔ صحيح مسلم: ٢/٧٩٩

٦ حياة الصحابة: ١/٥٣٧

سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا

- وہ خاتون جس کا شکوہ سات آسمانوں کے اوپر اللہ نے سنا۔
- یہ بڑی فصیح و بلیغ خاتون تھی۔
- اس کا خاوند جلیل القدر صحابی سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔

سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا

سیدہ خولہ بنت ثعلبہ بن حرام، بن فہر بن ثعلبہ، بن غنم بن عوف رضی اللہ عنہا۔

یہ بڑی فصیح و بلیغ خاتون تھی۔ اس کا خاوند اُوس بن صامت بن قیس تھا یہ جلیل القدر صحابی سیدنا عبادہ بن صامت کا بھائی تھا۔ (رضی اللہ عنہما)

اس کے ہاں الربیع نامی بیٹے نے جنم لیا۔

سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اپنے خاوند اُوس بن صامت کی شکایت کی اس نے جھگڑے کے دوران غصے سے اپنی بیوی کو یہ کہہ دیا تھا کہ تو میرے لیے ماں کی طرح ہے۔ پھر جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو وہ اپنی بیوی خولہ کے پاس آیا اس نے قریب آنے سے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ تو نے جو مجھے کہہ دیا اب تم میرے ساتھ خلوت نہیں کر سکتے۔ اب میں آپ کو اپنے قریب نہ آنے دوں گی۔ جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول علیہ السلام کا حکم نہ نازل ہو جائے۔

سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کی طرف سے پیش آنے والی صورت حال کا شکوہ کرنے لگی وہ یہ چاہتی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ حاصل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بپتا سن کر فرمایا: ''اس معاملے میں مجھے کوئی معلومات نہیں اور نہ ہی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہو گئی ہے۔''

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا مضبوط ایمان کی وجہ سے بار بار اس صورت حال کی وضاحت کر

رہی تھی جو اسے اور اس کے بیٹے کو خاوند کی جدائی کے بعد پیش آئی۔ آپ ﷺ نے ہر بار یہی ارشاد فرمایا کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگنے لگی۔

''الٰہی میں تیرے دربار میں اس صورت کا شکوہ کر رہی ہوں جو مجھے لاحق ہو چکی ہے۔''

جب یہ اپنی دعا سے فارغ ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر وحی لے کر نازل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا اے خولہ! تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کر دیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی:

﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴾

(المجادلہ: ۱)

''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے۔ بے شک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، بابرکت ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جس کی سماعت ہر چیز پر حاوی ہے۔

میں نے خولہ بنت ثعلبہ کی بات سنی اور اس کے بعض حصے مجھ پر مخفی رہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے خاوند کا شکوہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ یا رسول اللہ ﷺ اس نے میری جوانی چاٹ لی۔ میں نے اس کے بچوں کو جنم دیا، جب میں عمر رسیدہ ہو گئی، بچے ہونے بند ہو گئے تو اس نے مجھے ماں کی طرح کہہ دیا۔

الٰہی میں تیرے حضور شکوہ کرتی ہوں۔ وہ لگا تار ایسا کرتی رہی یہاں تک کہ

جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴾

(المجادلہ: ۱)

"اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جا رہی ہے۔"

سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ سورة المجادله: ۱

۲۔ بخاری فتح الباری، کتاب التوحید: ۱٦۸/٦

سیدہ دُرّۃ رضی اللہ عنہا

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹی
- سیدہ درّۃ رضی اللہ عنہا کا اسلام قبول کرنا اور اپنے والدین سے راہِ فرار اختیار کرنا بڑا ہی عجیب وغریب دکھائی دیتا ہے۔
- سیدہ درّۃ بنت ابی لھب کی شادی جلیل القدر صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔
- سیدنا جبرائیل علیہ السلام ان کی شکل میں تشریف لایا کرتے تھے۔
- اسلام قبول کرنے کے بعد سیدہ درّۃ رضی اللہ عنہا کو بڑا شرف حاصل ہوا۔

سیدہ دُرّۃ رضی اللہ عنہا

جلیل القدر ہاشمی صحابیہ درۃ بنت ابی لھب رضی اللہ عنہا کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ تھی۔ ام جمیل اور اس کے خاوند ابولہب کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہنم کی وعید سنائی ہے۔

سیدہ درّۃ رضی اللہ عنہا کا اسلام قبول کرنا اور اپنے والدین سے راہِ فرار اختیار کرنا بڑا ہی عجیب وغریب دکھائی دیتا ہے۔ اس کے والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرر اور ایذاء پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کیا کرتے تھے۔ ابو لہب کا تو یہ وطیرہ تھا کہ جدھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے یہ ان کے پیچھے پیچھے چلتا اور لوگوں کو ڈراتا دھمکاتا تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ آئیں اور نہ ہی آپ کی باتیں سنیں۔ جب لوگ اس کی بات سنتے تو کہتے کہ جب اس کے چچا کی اس کے بارے میں یہ رائے ہے تو ہمیں قریب آنے کی کیا ضرورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف پہنچتی اور ان کے غم واندوہ میں اضافہ ہو جاتا۔

سیدہ درّۃ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام جمیل ابو لہب کی بیوی تھی۔ لگائی بجھائی کرنے والی عورت تھی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کینے اور بغض سے بھری ہوئی تھی۔ اس کی دلی نفرت کا یہ عالم تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھا دیا کرتی تھی۔ یہ اس بات کو بھولی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کا حامی وناصر ہے اور وہ ہر طرح کی تکلیف روکنے پر قادر ہے۔

عتیبہ اور اس کا بھائی یہ دونوں ابولہب کے بیٹے تھے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے میں ہر ذریعہ اختیار کرتے۔ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بھی تھے۔

عتبہ نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے کر قریش کی بھری مجلس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا گریبان چاک کردیا۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اس موقع پر یہ الفاظ نکلے:

((اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْهِ کَلْبًا مِنْ کِلَابِكَ))

''الٰہی اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کردے۔''

عتبہ نے اپنے باپ ابولہب کے پاس آکر یہ اطلاع دی کہ میں نے یہ کچھ کیا ہے۔ سیدہ درّۃ رضی اللہ عنہا کے بھائی نے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدتمیزی کی اس پر اسے بہت صدمہ ہوا۔ اسے یقین ہوگیا کہ وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکے گا۔ تھوڑے عرصے بعد ابولہب ایک تجارتی قافلے کے ساتھ سرزمین شام کی طرف روانہ ہوا، اس قافلے میں اس کا بیٹا عتبہ بھی شامل تھا۔ تجارتی قافلے نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ یہ جگہ ایک گرجے کی چار دیواری کے اندر تھی۔ پادری کی نگاہ قافلے پر پڑی تو ان سے پوچھا تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟

انھوں نے کہا ہم تاجر ہیں اور مکہ سے آئے ہیں اور شام جانے کا ارادہ ہے۔ رات یہاں گزارنا چاہتے ہیں۔ پادری نے کہا: یہ درندوں کی سرزمین ہے، یہ سن کر ابولہب نے تاجروں سے کہا کہ اس رات ہماری مدد کرنا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے بیٹے کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے کیونکہ محمد ﷺ نے اس کے خلاف دعا کی ہے اور اس کی دعا رائیگاں نہیں جاتی۔ تاجروں نے اپنا تجارتی سامان ایک جگہ رکھا۔ سامان کے اردگرد اپنے اونٹ بٹھا دیے۔ عتبہ کو سامان کے اونچے ڈھیر پر لٹا دیا اور خود سامان کے اردگرد لیٹ گئے تاکہ عتبہ کی نگرانی ہو سکے۔ سب گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ رات کے وقت ایک شیر آیا اور سونے والوں کے چہروں کو سونگھنے لگا پھر اس نے سامان کے ڈھیر پر نگاہ ڈالی اور جست لگا کر اس پر چڑھ گیا وہاں عتبہ لیٹا ہوا تھا اس پر حملہ کردیا

اور اسے چشم زدن میں چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ اس کا باپ ابولہب اپنے بیٹے کا انجام دیکھ کر آہ و زاری کرنے لگا۔ اس نے کہا محمد ﷺ نے آج تک جو کچھ بھی کہا وہ ہو کر رہا ہے۔

(بحوالہ فتح الباری:٣٩/٤، تفسیر قرطبی:٨٢/١٧، ٢١٨/١٩، دلائل النبوۃ ابونعیم اصفهانی، الحدیث:١٦٣)

جب یہ سورہ نازل ہوئی:

﴿ تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴾ (سورہ لہب)

''ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ اور وہ نامراد ہو گیا اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کسی کام نہ آیا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا، اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی لگائی بجھائی کرنے والی ہو گی، اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہو گی۔''

ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل پر دیوانگی طاری ہو گئی۔ ام جمیل نے اپنے خاوند سے کہا تیرے بھائی کا بیٹا شاعر ہے۔ اس نے میری توہین کی ہے، میں بھی شاعرہ ہوں اور میں بھی اس کی توہین کروں گی۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ جب ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ﴾ نازل ہوئی تو ام جمیل بنت حرب غصے میں اندھی ہو گئی، اس کے ہاتھ میں پتھر تھا اور یہ شعر کہا:

مُذَمَّمًا عَصَيْنَا وَ أَمْرَهٗ
اَبَيْنَا وَ دِيْنَهٗ قَلَيْنَا

''مذمم کی ہم نے نافرمانی کی، اس کا حکم ماننے سے ہم نے انکار کر دیا

اور دین سے ہم نے بغض کیا۔''

ایک دن نبی کریم ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ام جمیل وہاں آ گئی، جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ !وہ آ گئی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتی۔

ایک روایت میں ہے کہ میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل ہے وہ مجھے چھپائے ہوئے ہے یہاں تک کہ وہ ادھر ادھر دیکھ کر وہاں سے چلی گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل آیت پڑھی:

﴿وَ إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا﴾ (الاسراء: ٤٥)

''جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں۔''

واپس جانے سے پہلے ام جمیل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہو کر پوچھنے لگی کہ اے ابوبکر مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے ساتھی نے میری ہجو کی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رب کعبہ کی قسم !انھوں نے تیری ہجو نہیں کی۔ پھر وہ چلی گئی اور جاتے ہوئے یہ کہتی جا رہی تھی کہ قریش کو معلوم ہے کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔ (بحواله تفسير القرطبي: ١٠/ ٢٦٩)

ان سب حالات کے باوجود سیدہ درّہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاندان کو اسلام کی وجہ سے چیلنج کر دیا اور کلمہ توحید کا اعلان کر دیا اور ہجرت کرنے والی خواتین کے ہمراہ مدینہ منورہ چلی گئی۔

اسلام کے آنگن میں جب سیدہ درّہ رضی اللہ عنہا داخل ہو گئی تو جلیل القدر صحابی دحیہ

کلبی رضی اللہ عنہ نے شادی کا پیغام دیا جسے قبول کر لیا گیا اور یہ مبارک شادی طے پا گئی۔
سیدہ درّہ رضی اللہ عنہا کی زمانۂ جاہلیت میں حارث بن نوفل بن عبد المطلب کے ساتھ شادی ہوئی۔ اس سے عقبہ، ولید اور ابومسلم پیدا ہوئے۔ حارث جنگ بدر میں شرک و کفر کی حالت میں قتل ہوا۔ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی مدد کی اور کفر کو ذلیل و خوار کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سیدہ درّۃ بنت ابی لھب کی شادی جلیل القدر صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔ یہ بڑے حسین و جمیل صحابی تھے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام اسی کی شکل میں آتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سیدہ درّۃ رضی اللہ عنہا کو بڑا شرف حاصل ہوا۔

سیدہ درّۃ رضی اللہ عنہا کے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑے پختہ اور گہرے تعلقات تھے اور اس سے علم، فقہ اور دین سیکھنے کے لیے اکثر و بیشتر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جایا کرتی تھی۔ سیدہ درّہ بنت ابی لھب رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت ۲۰ ہجری میں وفات پائی۔

''......اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی......''

......✿......✿......

سیدہ درّۃ بنت ابی لھب رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ فتح الباری: ۳۹/٤
۲۔ تفسیر القرطبی: ۸۲/۱۷، ۲۱۸/۱۹
۳۔ دلائل النبوۃ ابو نعیم اصفہانی، الحدیث: ۱٦۳
٤۔ سورۃ المسد: ۱۔۵
۵۔ الإسراء: ٤۵
٦۔ تفسیر القرطبی: ۲٦۹/۱۰

سیدہ سمیّہ بنت خیّاط رضی اللہ عنہا

- تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون
- بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود قریش کی طرف سے اللہ کی راہ میں سخت ترین ایذاء رسانی کا سامنا کرنے والی صابرہ خاتون۔
- یہ پہلی خاتون ہے جس نے اپنے اسلام قبول کرنے کا ببانگ دہل اعلان کیا۔
- ''اے آل یاسر صبر سے کام لو بلاشبہ تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔'' (فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم)
- سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی جانی، مالی اولاد اور خاوند کی قربانی کی بناء پر ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ عظیم المرتبت خاتون جنتی ہے۔

سیدہ سمیّہ بنت خیّاط رضی اللہ عنہا

سیدنا عمار بن یاسر کی والدہ سیدہ سمیہ بن خیاط رضی اللہ عنہا، جلیل القدر صحابیات میں سے تھی۔ یہ پہلی خاتون ہے جس نے اپنے اسلام قبول کرنے کا بانگ دہل اعلان کیا۔لیکن اسلام قبول کرنے کے اعتبار سے اس کا ساتواں نمبر ہے۔

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کا خاوند یاسر بن عامر اور اس کے بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کی تلاش میں یمن سے مکہ معظّمہ آئے۔ اس کے دونوں بھائی حارث اور مالک تو واپس چلے گئے۔لیکن یاسر مکہ معظّمہ میں ہی رہ گئے۔ یہ ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کے حلیف بن گئے۔ سمیہ رضی اللہ عنہا ابو حذیفہ کی کنیز تھی اس نے یاسر بن عامر سے اس کی شادی کردی، جس سے عمار پیدا ہوئے۔ ابو حذیفہ نے اسے آزاد کردیا۔ پھر ابو حذیفہ فوت ہو گیا۔ جب اسلام کا ظہور ہوا تو عمار اور اس کے والدین نے اسلام قبول کرلیا۔ یاسر کے بعد سمیہ رضی اللہ عنہا کی شادی الازرق رومی سے ہوئی۔ یہ حارث بن کلدہ الثقفی کا غلام تھا اور اسے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور یہ سلمہ بن الازرق کا والد ہے۔(بحوالہ الطبقات الکبریٰ:٣/٢٤٦)

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا عمار وہ جلیل القدر صحابی ہے، جس نے سب سے پہلے مسجد بنائی، جس میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

«اِبْنُ سُمَيَّةَ مَا عُرِضَ عَلَيْهِ اَمْرَانِ قَطُّ إِلَّا اخْتَارَ الْأَرْشَدَ مِنْهُمَا»
(بحوالہ صحیح الجامع ، حدیث:٤٨)

مسند امام احمد اور مستدرک حاکم میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔

''ابن سمیہ کے سامنے جب بھی دو معاملے آئے تو اس نے ان میں زیادہ بہتر کو اختیار کیا۔''

علامہ مناوی فیض القدیر میں جلیل القدر صحابی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے ضمن میں مذکور حدیث بیان کی ہے کہ واقعی وہ بہتر معاملے کو سرانجام دینے میں دلچسپی رکھتے تھے۔

حافظ امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی مشہور و معروف کتاب ''سیر أعلام النبلا'' میں لکھتے ہیں:

« هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرِ بْنِ عَامِرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ كَنَانَةَ بْنِ قَيْسٍ الْإِمَامُ الْكَبِيْرُ اَبُو الْيَقْظَانِ الْعَنَسِيُّ الْمَكِّيُّ مَوْلٰى بُنُ مَخْزُوْمٍ اَحَدُ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ والاعيان البدريين و اُمُّهٗ هِيَ سُمَيَّة مولاة بنی مخزوم من كبار الصحابيات ۔''

(بحواله سير أعلام النبلاء، ذهبی)

''عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بہت بڑے امام تھے اس کی کنیت ابو الیقظان تھی اور العنسی المکی کی نسبت سے مشہور تھے۔ یہ بنومخزوم کے غلام تھے اور اسے پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت ملی۔ یہ کبار بدری صحابہ کرام میں سے تھے اس کی والدہ کا نام سمیہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بنومخزوم کی کنیز تھی اور یہ کبار صحابیات میں سے تھی۔''

عمرو بن مرّہ عبد اللہ بن سملۃ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمار کو جنگ صفین میں دیکھا بوڑھے تھے، رنگ گندمی تھا، دراز قد تھے اور ہاتھ میں نیزہ پکڑا ہوا تھا اور بڑھاپے کی وجہ سے ہاتھ کانپ رہا تھا۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں

اس نیزے کے ساتھ تین جنگیں لڑی اور یہ چوتھی ہے اگر ہمارے مد مقابل لڑتے ہوئے مقام ہجر تک پہنچ گئے تو ہم حق پر ہوں گے اور وہ باطل پر ہوں گے۔

عمرو بن الحکم سے روایت ہے کہتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد عمار بن یاسر کو قریش مکہ اتنی سخت سزا دیتے کہ ان کی زبان سے جو تکلیف کی شدت کی وجہ سے الفاظ نکلتے ان کا پتہ نہ چلتا۔ اسی طرح صہیب رومی کو بھی اسلام قبول کرنے کی پاداش میں اسی طرح کی سخت سزا دی جاتی ہے۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

﴿ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ٤١)

''جو لوگ ظلم سہنے کے بعد اللہ کی خاطر ہجرت کر گئے ہیں۔ ان کو ہم دنیا میں ہی اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے کاش جان لیں۔''

حسن بن صالح ابو ربیعہ سے اور وہ حسن سے اور وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ثَلَاثَةٌ تَشْتَاقُ اِلَيْهِمُ الْجَنَّةُ عَلِيٌّ، سَلْمَانُ وَ عَمَّارٌ »

(بحواله صحيح الجامع)

''تین اشخاص کا جنت شوق رکھتی ہے علی، سلمان اور عمار (رضی اللہ عنہم)''

ابو اسحاق ھانیٔ بن ھانیٔ اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟

اس نے کہا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ » (بحواله صحيح الجامع)

''پاکیزہ تر کو خوش آمدید۔''

ابن أبي خالد، قیس سے روایت کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے میرے کپڑوں میں دفن کرنا۔

عاصم بن ضمرۃ سے روایت ہے، کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ابو عاصم کہتے ہیں کہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ۹۳ سال عمر پائی۔ وہ گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہوتے تھے۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« بؤسًا لَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ » (رواہ مسلم)

''اے ابن سمیہ! افسوس تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔''

سمیہ بن خیاط تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون:

بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود قریش کی طرف سے اسے اللہ کی راہ میں سخت ترین ایذاء رسانی کا سامنا کرنا پڑا۔ سخت ترین سزائیں سہنے کے دوران اس میں نہ کمزوری آئی نہ بزدلی اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی اضمحلال آیا۔ وہ بڑی صابرہ خاتون تھی۔

قریش مکہ نے اسے کفر کی طرف لانے کے لیے بڑا مجبور کیا لیکن اس نے کفر کی راہ اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔ اسے اس بات پر بڑا مجبور کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دے لیکن اس نے اس سے بھی صاف انکار کر دیا۔ قریش مکہ نے اسے طرح طرح کی سخت ترین سزائیں دیں حالانکہ وہ بوڑھی اور کمزور تھی لیکن یہ سزائیں اسے دین الٰہی سے روک نہ سکیں۔

رسول اللہ ﷺ عمار اس کی والدہ اور اس کے والد یاسر کے پاس سے گزرے انھیں مکہ کی ابطح وادی میں گرم ترین دن میں سخت سزا دی جارہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دردناک منظر دیکھ کر فرمایا:

«صَبْرًا يَا آلَ يَاسِرٍ فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ»

''اے آل یاسر صبر سے کام لو بلاشبہ تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔''

(بحواله مستدرك حاكم: ۳۸۸/۳)

حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن سعد کے حوالے سے صحیح سند سے مجاہد سے روایت کیا۔ کہتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہے۔ وہ شہادت کے وقت بوڑھی اور ضعیف تھی۔ (بحواله الإصابة: ۷۱۳/۷)

ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سمیہ بنت خیاط رضی اللہ عنہا ابو حذیفہ بن مغیرہ کی کنیز تھی اور یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔ اس نے مکہ معظمہ میں پہلے مرحلے پر ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ اسے اللہ کی راہ میں سخت ترین سزائیں دی گئیں تاکہ یہ اپنے دین سے منحرف ہو جائے لیکن اس نے دین اسلام میں حیرت انگیز استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ایک دن ابوجہل نے اس کے دل میں نیزہ مارا جس سے یہ وفات پاگئی۔ یہ بہت بوڑھی تھی اور اسے اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

''......اللہ اس پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے......''

سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی جانی، مالی اولاد اور خاوند کی قربانی کی بناء پر ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ عظیم المرتبت خاتون جنتی ہے۔

اور اس کے جنت میں داخل ہونے کا سبب کفر کا امام ابوجہل اس صورت میں

بنا، کہ اس ناہنجار بد بخت نے اس کے دل میں نیزہ مارا، جس سے اس نے شہادت کا درجہ پایا اور سیدھی جنت میں پہنچ گئی۔

''.....اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی.....''

سیدہ سمیہ بنت خیاط رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ الطبقات الکبریٰ: ٣/٢٤٦
٢۔ مسند امام احمد، مستدرك حاكم
٣۔ صحيح الجامع حديث: ٤٨
٤۔ سورة النحل: ٤١
٥۔ صحيح الجامع البانى
٦۔ صحيح مسلم
٧۔ مستدرك حاكم: ٣/٣٣٨
٨۔ الإصابة: ٧/٧١٣
٩۔ صفة الصفوة: ٢/٥٩

سیدہ نسیبہ بنت کعب الانصاریہ رضی اللہ عنہا

- اسے جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا۔
- اسے تاریخ اسلام میں سب سے پہلی جنگجو خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔
- جنگ اُحد میں سیدہ ام عمارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا کو بارہ زخم لگے۔
- اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت ہو۔

سیدہ نسیبۃ بنت کعب الانصاریہ رضی اللہ عنہا

سیدہ نسیبۃ بنت کعب بن عمرہ بن عوف بن مبذول رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ارباب بنت عبد اللہ بن حبیب بن زید بن ثعلبہ بن زید تھا۔ اسے تاریخ اسلام میں سب سے پہلی جنگجو خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور اسے جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا۔

سیدہ نسیبۃ بنت کعب رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام زید بن عاصم بن کعب ہے۔ یہ حبیب کا والد تھا، جسے مسیلمہ کذاب نے قتل کر دیا تھا۔

سیدہ نسیبۃ بنت کعب رضی اللہ عنہا نے زید بن عاصم کے بعد غزیۃ بن عمرو بن عطیہ سے شادی کی تھی، اسے عقبہ ثانیہ اور جنگ احد میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

سیدہ نسیبہ رضی اللہ عنہا کو عقبہ، جنگ احد، صلح حدیبیہ، جنگ حنین، جنگ یمامہ میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور جہاد کے دوران اس کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا تھا۔

جنگ احد میں سیدہ ام عمارہ نسیبۃ بنت کعب رضی اللہ عنہا کو بارہ زخم لگے۔

جنگ یمامہ میں اس کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور اس کے علاوہ اس کے جسم پر گیارہ زخم لگے۔ سیدہ نسیبۃ بنت کعب رضی اللہ عنہا کا بھائی عبد اللہ بن کعب المازنی بدری صحابہ میں سے تھا۔

عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنی والدہ کے بارے

میں بیان کرتے ہیں کہ میری امی جان غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئی۔ جب جنگ کے دوران لوگ بکھر گئے تو میں اور میری والدہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے آپ نے مجھے ارشاد فرمایا: ام عمارہ کا بیٹا ہے! میں نے کہا جی ہاں!

آپ نے فرمایا تیر چلاؤ میں نے آپ کے سامنے ایک مشرک کا نشانہ لے کر تیر چلایا جو اس کے گھوڑے کی آنکھ پر لگا گھوڑا لڑکھڑایا، وہ اور اس کا سوار زمین پر گر گئے۔ میری والدہ نے اسے زمین پر گرا ہوا دیکھ کر ایک بھاری پتھر اسے دے مارا جس سے اس کا کام تمام ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ یہ منظر دیکھ کر مسکرانے لگے۔

اور ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ کے کندھے پر زخم دیکھا تو فرمایا:

اپنی والدہ کے زخم پر پٹی باندھیے تمھیں اللہ برکت عطا کرے۔ تم اہل بیت سے تیری والدہ کا مقام و مرتبہ فلاں اور فلاں سے کہیں بہتر ہے۔

اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کی تم پر رحمت ہو۔ تیری پرورش کرنیوالے یعنی تیری والدہ کے خاوند کا مقام فلاں اور فلاں سے بہتر ہے۔ اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت ہو۔

سیدہ ام عمارہ نسیبۃ بنت کعب الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آپ ﷺ نے یہ دعا کی:

«اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِي فِي الْجَنَّةِ»

''الٰہی انھیں جنت میں میرا رفیق بنا دینا۔''

سیدہ نسیبۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« مَا أُبَالِيْ مَا أَصَابَنِي مِنَ الدُّنْيَا »

(بحواله طبقات ابن سعد:٨/٤١٥)

''دنیا میں مجھے جو بھی تکلیف پہنچی مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔''

جنت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت سب سے بڑا اعزاز ہے۔

سیدہ ام عمارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتاب سے استفادہ کیا۔

١۔ طبقات ابن سعد:٨/٤١٥

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

- ذات النطاقین۔
- سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا صبر وتحمل سے آراستہ تھی اور یہ رات کے وقت بڑی کثرت سے نماز پڑھنے کی عادی تھی اور دن کو روزہ رکھنا اس کا معمول تھا۔
- سیدہ اُسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر خواب کی تعبیر بتانے کی ماہر تھیں۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبد اللہ تھی اور یہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً دس سال بڑی تھی۔

اس کا والد جلیل القدر صحابی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کا دادا ابوعتیق صحابی تھا۔ اس کا بھائی عبد الرحمٰن صحابی تھا۔ اس کی ہمشیرہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابیہ تھی۔ اس کا خاوند الزبیر بن العوام حواریٔ رسول صحابی تھا۔ اس کا بیٹا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صحابی تھا۔

سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا کی پرورش ایک ایسے گھرانے میں ہوئی، جس کے تعلقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑے گہرے تھے اور وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھرانا تھا۔

اس نے ایمان اور اللہ کی راہ میں قربانی کے ماحول میں پرورش پائی، جس کی وجہ سے اس کی شخصیت میں عظمت کے آثار نمایاں دکھائی دینے لگے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا صبر و تحمل سے آراستہ تھی اور یہ رات کے وقت بڑی کثرت سے نماز پڑھنے کی عادی تھی اور دن کو روزہ رکھنا اس کا معمول تھا۔

سیدہ اُسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو بھی دیگر اہل ایمان کی طرح مشرکین کی طرف سے سخت ترین تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا نے مکہ معظّمہ میں ابتدائی مرحلے میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

عروہ اور وہب بن کیسان سے روایت ہے۔ دونوں کہتے ہیں کہ شامی لوگ عبد

اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو عار دلانے کی غرض سے ذات النطاقین کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔
سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ بیٹا تیرے مخالف تجھے ذات النطاقین کا بیٹا ہونے کا طعنہ دیتے ہیں کیا تم جانتے ہو نطاقین کیا ہے؟

واقعہ دراصل یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے ابا جان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے لگے تو زادِ سفر کے تھیلے کا منہ باندھنے کے لیے گھر میں کوئی رسی دستیاب نہ تھی تو میں نے اپنے ازار بند کے دو حصے کیے، ایک کے ساتھ زادِ سفر کے تھیلے کا منہ باندھ دیا اور دوسرے سے پانی کے مشکیزے کا باندھ دیا۔ اس مناسبت سے مجھے ذات النطاقین کے لقب سے پکارا جانے لگا۔

یہ بات سن لینے کے بعد جب بھی شامی لوگ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو نطاقین کا طعنہ دیتے تو آپ ارشاد فرماتے:

> ''جس چیز کا تم مجھے طعنہ دیتے ہو وہ تو میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے تم کیا جانو اس کی حقیقت کیا ہے؟'' (بحوالہ بخاری)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زبیر بن العوام نے میرے ساتھ شادی کی تو اس کے پاس نہ کوئی مال تھا اور نہ ہی غلام بس ایک گھوڑی تھی جس کو چارہ ڈالنے، پانی پلانے اور اس کی دیکھ بھال کرنے کا فریضہ میں سرانجام دیتی میں آٹا گوندھتی لیکن اچھی طرح روٹی پکانی نہیں آتی تھی۔ میری انصاری سہیلیاں میری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں۔ ہم صداقت کی خوگر خواتین تھیں۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں زبیر بن العوام کی گھوڑی کے لیے چارہ لینے اپنی زمین پر جاتی جو گھر سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھی۔ ایک روز میں اپنے سر پر چارے کی گٹھڑی اٹھائی آ رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے مجھے دیکھ کر اپنی اونٹنی کو بٹھانا چاہا تاکہ میں سوار ہو جاؤں

لیکن میں نے سوار ہونے سے احتراز برتا کیونکہ مجھے اپنے خاوند زبیر رضی اللہ عنہ کی غصیلی عادت کا پتہ تھا، اس لیے میں نے مردوں کے ہمراہ چلنا مناسب نہ سمجھا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خاوند زبیر بن عوام بڑا غصیلا آدمی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی اس عادت کو جانتے تھے میں نے جب سوار ہونے سے شرم محسوس کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے۔ میں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ آج راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تھے۔ میرے سر پر گٹھڑی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا لیکن میں نے تیرے غصے کو یاد کر کے اونٹنی پر سوار ہونے سے شرم محسوس کی۔ تو یہ سن کر زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: گٹھڑی سر پر اٹھانے کی نسبت تیرا اونٹنی پر سوار ہونا بہتر تھا۔ اس کے بعد میرے ابا جان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے لیے ایک خادمہ بھیج دی۔ اس نے سارے کام اپنے ذمے لے لیے مجھے یوں لگا جیسے میرے والد نے مجھے آزادی دلا دی ہو۔

(بحوالہ بخاری، فتح الباری:۹/۲۸۱، ۲۸۲، مسلم:۲۱۸۲)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زادِ سفر تیار کیا۔ جب آپ میرے ابا جان کے گھر تشریف لائے تھے اور مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارادہ تھا، کہتی ہیں کہ ہمیں زادِ سفر کا تھیلا باندھنے اور پانی کے مشکیزے کا منہ باندھنے کے لیے گھر میں کوئی رسی نہ ملی، تو میں نے ابا جان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا، گھر میں میرے ایک ازار بند کے علاوہ کوئی چیز نہیں، جس کو باندھنے کے لیے استعمال کر سکوں تو ابا جان نے فرمایا کہ اس ازار بند کے دو حصے کرو، ایک سے زادِ راہ کے تھیلے کا منہ باندھ دو اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھو تو میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ اس بناء پر مجھے ذات النطاقین کے لقب سے پکارا جانے لگا۔

(بحوالہ بخاری، کتاب المناقب، باب الهجرة فتح الباری:۷/۱۹٤)

فتح الباری میں لکھا ہے کہ نطاق ازار بند کو کہتے ہیں۔

سیدہ أسماء بنت أبی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ جب میں نے ہجرت کی تو میں حاملہ تھی۔ جب قباء میں پہنچی تو میں نے بیٹے کو جنم دیا۔ اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپ ﷺ اسے گھٹی دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بیٹے کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ پھر ایک کھجور منگوائی اسے چبا کر میرے بیٹے کے منہ میں ڈالی۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک وہ پہلی چیز تھی جو کھجور کے ساتھ میرے بیٹے کے پیٹ میں داخل ہوئی۔

سیدہ أسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دعا کی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا پھر جب میرا بیٹا سات یا آٹھ سال کا ہوا تو زبیر بن عوام نے اسے حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرے جب وہ بیعت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس کو دیکھ کر ہنس پڑے۔

(بحواله مسلم، كتاب الأدب، باب تحنيك المولود: ٢١٤٦)

سیدہ أسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے امی آئی ہے وہ مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو کیا میں اس سے مل لوں؟ آپ نے فرمایا ضرور اپنی ماں سے ملو۔

(بحواله بخاری، فتح الباری: ٦/ ٢٠١، كتاب الجزية: ١٠/ ٣٤٧)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے راغبۃ کا یہ مفہوم بیان کرتے ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ اپنی بیٹی سے حسن سلوک کا ارادہ رکھتی تھی اسے اندیشہ تھا کہ کہیں وہ ملنے سے انکار نہ کردے اور یونہی واپس جانا پڑے۔ جمہور مفسرین نے اسی بات کا اظہار کیا ہے۔ (فتح الباری)

ابو موسیٰ یہ کہتے ہیں کہ روایات میں اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ کے اسلام قبول کرنے کا ذکر نہیں ملتا۔ راغبۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔

صرف یہ چاہتی تھی کہ میل جول رہے۔

اگر وہ مسلمان ہوتی تو سیدہ أسماء رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لینے کی ضرورت نہ تھی۔ ہوسکتا ہے بعد میں اس نے اسلام قبول کرلیا ہو۔

میرا خیال ہے کہ اگر وہ فتح مکہ تک زندہ رہی تو اس نے اسلام قبول کرلیا ہوگا۔ (بحواله الإصابة: ٤/١٦٩)

ابونوفل سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کو مکہ معظّمہ کی ایک گھاٹی میں لٹکا ہوا دیکھا۔ قریش اس کے پاس سے گزر رہے تھے۔ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے گزرے تو اس کے پاس کھڑے ہوکر تین مرتبہ "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ" اے ابوخبیب تجھ پر سلامتی ہو۔"

اور پھر یہ فرمایا اللہ کی قسم! میں آپ کو اس راہ سے روکا کرتا تھا۔ اس بات کو بھی تین مرتبہ دہرایا۔ پھر فرمایا۔ اللہ کی قسم! میری معلومات کے مطابق تم روزے دار، عبادت گزار اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم! تم امت کے بہتر فرد تھے۔ یہ کہہ کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہاں سے چلے گئے۔ حجاج بن یوسف کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس طرز عمل کا پتہ چلا تو حجاج بن یوسف نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی سے اتار کر یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دیا۔ پھر اس نے سیدہ أسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام رساں کو بھیجا کہ وہ اسے بلا کر لائے۔ سیدہ أسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے پاس جانے سے انکار کردیا۔ پھر حجاج نے دوبارہ پیغام رساں کو بھیجا کہ جا کر کہوں کہ میرے پاس خود آجاؤ ورنہ میں ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تجھے سر کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا میرے پاس لائے گا۔ تو سیدہ أسماء نے جانے سے صاف انکار کردیا اور فرمایا اللہ کی قسم! اب میں انتظار کروں گی کہ کون مجھے میرے سر کے بالوں سے گھسیٹ کر تیرے پاس لے جاتا ہے۔ حجاج نے جب یہ دیکھا کہ اس نے تو

آنے سے بالکل انکار کردیا تو اس نے کہا مجھے میرا جوتا پکڑاؤ وہ جوتا پہن کر جلدی سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور جا کر بڑے مزاحیہ انداز میں کہا، دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا نے کہا تو نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری آخرت خراب کردی۔ ساتھ ہی سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا نے حجاج سے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تو اسے حقارت سے ذات النطاقین کا بیٹا کہہ کر پکارتا ہے، سن لے اللہ کی قسم! وہ ذات النطاقین میں ہی ہوں۔ میں نے اپنا ازار بند دو حصوں میں تقسیم کرکے ایک کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اباجان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زادِ سفر کے تھیلے کا منہ باندھا اور دوسرے کے ساتھ مشکیزے کا منہ باندھا تاکہ یہ چیزیں ضائع نہ ہو جائیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ بنو ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ہلاکت برپا کرنے والا ہوگا۔ کذاب کو ہم نے دیکھ لیا میرے خیال میں ہلاک کرنے والا تو ہے۔ یہ بات سنتے ہی حجاج بن یوسف وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور پھر دوبارہ واپس نہیں آیا۔

(رواه مسلم، في كتاب فضائل الصحابة ،باب ذكر كذاب ثقيف و مبيرها)

1. أَبَا خُبَيْبٍ: یہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کنیت تھی۔
2. ثُمَّ نَفَذَ: پھر وہ واپس چلا گیا۔
3. يَسْحَبُكَ بِقُرُونِكِ: وہ تجھے تیرے سر کے بالوں کو پکڑ کر گھسیٹے گا۔
4. سِبْتَيَّ: میرا جوتا
5. يَتَوَذَّفُ: وہ جلدی کرتا ہے۔
6. إِخَالُكَ: میں تیرے بارے میں خیال کرتا/کرتی ہوں۔
7. الْمُبِيرُ: مہلک۔ ہلاک کرنے والا۔

علامہ نووی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے

ایک بات تو یہ ثابت ہوتی ہے کہ جو فوت ہو جائے اس کے اچھے اوصاف کا ذکر کیا جائے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اوصاف کا تذکرہ کیا اور دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت اور منقبت بھی آشکار ہوتی ہے کیونکہ انھوں نے برملا حق کا اظہار کیا حالانکہ انھیں معلوم تھا کہ میرے ان تاثرات کے اظہار سے حجاج بن یوسف کبیدہ خاطر ہوگا لیکن انھوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور برملا حق کا اظہار کردیا۔

وہ جانتے تھے کہ میری یہ باتیں حجاج تک پہنچ جائیں گی۔ لیکن انھوں نے حق گوئی کا فریضہ سرانجام دیا۔ انھوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ خوبیاں بیان کردیں جو ان کے علم میں تھیں اور انھوں نے حجاج کی اس بات کو باطل قرار دے دیا جو وہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتا تھا کہ یہ اللہ کا دشمن ہے اور وہ ظالم ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو ان عیوب سے بری قرار دینے کا ارادہ کیا جن کا اظہار حجاج اپنی محفلوں میں برملا کر رہا تھا اور لوگوں کے سامنے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خوبیاں بیان کیں۔ حجاج کی ریشہ دوانیوں کے برعکس ایک اچھی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی۔

بلاشبہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مظلوم تھے۔ حجاج اور اس کے ساتھیوں نے ان کے خلاف خروج کا ارتکاب کیا۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث میں جس کذاب کا ذکر ہے، اس سے مراد مختار بن أبی عبید ہے اور المبیر سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔ (شرح نووی علی مسلم)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کی نگہبان، اپنے خاوند کی فرمانبردار اور اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی تھی حالانکہ وہ اس کی والدہ مشرک تھی۔ اس کی والدہ کا نام قتیلہ تھا۔ وہ ایک دفعہ اپنی بیٹی اسماء کے پاس تحائف لے کر آئی، لیکن اس نے

اپنی والدہ کے تحائف قبول نہ کیے اور اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی:

﴿ لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَ تُقْسِطُوْا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ﴾ (الممتحنۃ:۸)

''اللہ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا، کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

طلاق:

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی اُسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ میں طلاق دے دی تھی۔ اس نے اپنی بقیہ زندگی اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بسر کی یہاں تک کہ حجاج بن یوسف نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں، سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے شادی کی اس کے متعدد بچے ہوئے پھر اس نے طلاق دے دی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بقیہ زندگی بسر کی یہاں تک اسے قتل کر دیا گیا۔ سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا نے سو سال کی زندگی پائی۔ (بحوالہ صفۃ الصفوۃ:۱/۲۳۹)

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِنِّیْ عَلَی الْحَوْضِ حَتّٰی أَنْظُرَ مَنْ یَرِدُ عَلَیَّ مِنْکُمْ وَسَیُؤْخَذُ نَاسٌ مِنْ دُوْنِیْ فَأَقُوْلُ یَا رَبِّ! مِنِّیْ وَ مِنْ أُمَّتِیْ فَیُقَالُ: ھَلْ

شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ وَاللّٰهُ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ"

(بحواله بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، فتح الباری: ١١/٤١٥)

''میں حوض پر ہوں گا یہاں تک کہ میں دیکھوں گا کہ تم میں جو میرے پاس آتا ہے کچھ لوگوں کو میرے پاس آنے سے روک کر پکڑ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے رب! یہ میری امت کے لوگ ہیں تو یہ کہا جائے گا کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے بعد انھوں نے کیا کیا؟ بخدا یہ مسلسل اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے رہے۔''

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا دقیق فقہی مسائل میں فتویٰ دیا کرتی تھی۔

مسلم القرّی بیان کرتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ کے پاس گئے۔ وہ فربہ اور نابینا خاتون تھی۔ ہم نے ان سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کی اجازت دی ہے۔

(بحواله مسند امام احمد: ٦/٣٤٨، سیر أعلام النبلاء: ٢/٢٨٩، مسلم کتاب الحج)

عکرمہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کیا سلف صالحین پر اللہ کے خوف کی وجہ سے غشی طاری ہو جایا کرتی تھی؟ انھوں نے فرمایا نہیں۔ بس وہ خوف الٰہی سے رویا کرتے تھے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا خوابوں کی تعبیر بتانے میں بھی ماہر تھی۔

علامہ واقدی کہتے ہیں: کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تمام لوگوں سے بڑھ کر خواب کی تعبیر بتانے کے ماہر تھے۔ انھوں نے یہ علم سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے سیکھا اور اس نے اپنے والد گرامی، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول

اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی ایک عورت اپنے کپڑے پر حیض کا خون لگا ہوا دیکھ لے تو وہ کیا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَآءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّي فِيهِ»

''جب تم میں سے کسی ایک عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ اسے کھرچ دے پھر اس پر پانی چھڑک کے پھر وہ اس میں نماز پڑھ لے۔'' (بحوالہ بخاری کتاب الحیض، باب غسل دم الحیض)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بہت سے فوائد پائے جاتے ہیں۔

① عورت اس نوعیت کے شرعی مسائل دریافت کرنے کے لیے واضح الفاظ میں سوال کرسکتی ہے۔

② حیض کا خون بھی دوسرے خون کی طرح ہے اگر کپڑے کو لگ جائے تو اسے دھونا ضروری ہے اگر وہ کپڑے پر خشک ہو جائے تو اسے پہلے کھرچنا دھونے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ (بحوالہ فتح الباری)

ابن جریج سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ مجھے اسماء کے غلام عبد اللہ نے بتایا۔ وہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بارے بیان کرتے ہیں کہ وہ میدان عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں فروکش ہوئی نماز پڑھنے لگی۔ ایک گھنٹہ نماز پڑھنے کے بعد کہا بیٹا کیا چاند غروب ہو گیا ہے میں نے کہا نہیں پھر اس نے ایک گھنٹہ نماز پڑھی۔ پھر پوچھا بیٹا کیا چاند غروب ہو گیا میں نے کہا جی ہاں تو انھوں نے فرمایا: یہاں سے کوچ کرو تو ہم نے کوچ کیا۔ ہم نے منیٰ میں پہنچتے ہی جمرہ پر رمی کی پھر وہ واپس پلٹی اور اپنی منزل پر پہنچ

کر صبح کی نماز ادا کی۔ میں نے کہا ہم صبح کے اندھیرے میں آئے تھے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا بیٹا عورت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الحج)

① یا ھَنْتَاہُ — اے خاتون

② غَلَّسْنَا — ہم صبح کے اندھیرے میں آئے تھے۔

③ الظُّعُنِ — عورتیں۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا مال وہی ہے جو زبیر رضی اللہ عنہ میرے پاس لے آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"أَنْفِقِیْ وَ لَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْكَ"

(رواه البخاری:١٤٣٣، مسلم:١٠٢٩)

"صدقہ کرو۔ گن گن کر نہ دیا کرو ورنہ تجھے بھی اللہ گن گن کر دے گا۔"

علامہ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں بے دریغ خرچ کیا جائے اور بخل سے ہر ممکن پرہیز کیا جائے۔

فقراء و مساکین پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرنے کے حوالے سے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بڑی مشہور و معروف تھی اور اس میدان میں اس کا ایک خاص طرز عمل تھا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سو سال کی عمر کو پہنچی نہ اس کا کوئی دانت گرا اور نہ عقل میں کوئی فتور آیا۔ اللہ اس پر رحمت کی برکھا برسائے۔ (بحواله البداية والنهاية:٨/٣٤٦)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی بھوک:

طبرانی سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ ایک

دفعہ میں اس زمین پر بیٹھی ہوئی تھی جسے نبی کریم ﷺ نے سلمہ اور زبیر کے درمیان تقسیم کیا تھا۔ یہ بنو النضیر کا علاقہ تھا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کہیں باہر چلے گئے، ہمارا ایک پڑوسی یہودی تھا۔ اس نے ایک بکری ذبح کی، پھر اسے پکایا گیا میں نے جب اس کی خوشبو محسوس کی تو میری طبیعت میں عجیب کیفیت ہوگئی۔ پہلے کبھی میری یہ حالت نہ ہوئی تھی۔ میں اس وقت حالت حمل میں تھی۔ بھوک بڑی شدید لگی ہوئی تھی۔ میں یہودی کی بیوی کے پاس آگ لینے کے بہانے گئی۔ دل میں یہ خیال تھا کہ شاید وہ مجھے کھانا کھانے کی دعوت دے گی۔ مجھے آگ کی تو کوئی ضرورت نہ تھی۔ جب مجھے کھانے کی خوشبو آئی تو بھوک میں اور تیزی آگئی اس نے میرے مطالبے پر آگ تو دے دی لیکن کھانے کی دعوت نہ دی۔ میں نے تین مرتبہ ایسے کیا۔ کھانے کا سوال کرنا میری طبیعت اور غیرت کے لیے گوارہ نہ تھا میں اپنی جگہ پہ آکے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگی۔ یہودی عورت کا خاوند آیا اس نے اپنی بیوی سے پوچھا کیا میرے بعد گھر میں کوئی آیا تھا اس نے بتایا ایک عربی خاتون آئی تھی اس نے آگ کا مطالبہ کیا تھا۔ وہ کہنے لگا اس کے ہاں کھانا دے کر آؤ ابھی جاؤ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک اس کے گھر کھانا نہیں پہنچ جائے گا۔ اس نے میرے ہاں ایک بھرا ہوا پیالہ بھیجا یہ کھانا مجھے روئے زمین پر واقع ہر چیز سے قیمتی اور عمدہ دکھائی دیتا تھا۔ (بحواله الإصابة، حياة الصحابة: ١/ ٣٩٨)

سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا نے طویل زندگی بسر کی وہ سو سال سے بھی زیادہ عمر کی ہوئی لیکن اس کا کوئی دانت گرا اور نہ اس کی عقل میں کوئی فتور آیا۔ البتہ زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بصارت ختم ہوگئی تھی۔

شعیب بن طلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے کہا:

« يَا بُنَيَّ عِشْ كَرِيمًا وَ مُتْ كَرِيمًا لَا يَأْخُذُكَ الْقَوْمُ أَسِيرًا »

''بیٹا عزت کی زندگی گزارنا اور عزت کی موت مرنا اور قوم تجھے قیدی نہ بنائے۔'' (بحواله سير أعلام النبلاء: ٢/٢٩٣)

سیدنا عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والدہ محترمہ سے ملنے گئے یہ واقعہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دس دن پہلے کا ہے۔ اماں جان بیمار تھیں۔ میرے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اماں کیسی ہیں؟ میں نے کہا بخار ہے۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا امی جان موت میں عافیت ہے۔ ہنستے ہوئے کہنے لگیں تم میری موت چاہتے ہو، بیٹا ایسے نہ کرو۔ پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ بیٹا اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں مرنا چاہتی جب تک تیرا انجام نہ دیکھ لوں۔ اگر تجھے شہید کر دیا گیا تو میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت کرتے ہوئے صبر کرلوں گی اور اگر تو کامیاب ہو گیا تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی اور میرا دل خوش ہو جائے گا۔ دیکھنا موت کے ڈر کی وجہ سے اپنے منصوبے کو چھوڑ نہ دینا۔

میرے بھائی کا خیال یہ تھا کہ اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو امی جان کو بہت صدمہ ہو گا اس وقت امی جان کی عمر سو سال ہو چکی تھی۔

(بحواله سير أعلام النبلاء: ٢/٢٩٣)

جب حجاج بن یوسف نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کر دیا تو وہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اس سے کہا اماں جان! امیر المومنین نے مجھے تیرے بارے حکم دیا ہے آپ کو کوئی ضرورت ہو تو بتائیں! سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تیری ماں نہیں ہوں میں تو اس کی ماں ہوں جو اس وقت سولی پر لٹک رہا ہے مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ بنو ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ہلاک کرنے والا نکلے گا۔ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا وہ مختار ثقفی تھا اور ہلاک کرنے

والے میرے خیال میں تم ہو اس نے سن کر یہ کہا کہ میں منافقوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

یحییٰ بن یعلی التیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تین دن بعد مکہ معظّمہ گیا اس وقت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش سولی پر لٹک رہی تھی۔ اس کی والدہ آئی وہ بوڑھی تھی، قد دراز تھا، آنکھوں سے نابینا تھی۔ اس نے آتے ہی حجاج بن یوسف سے کہا کہ ابھی سوار کے اپنی سواری سے اترنے کا وقت نہیں آیا۔ حجاج نے مذاق کے انداز میں کہا۔ اماں جان منافق کی بات کر رہی ہو۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میرا بیٹا منافق نہیں تھا۔ وہ روزے دار اور عبادت گزار تھا۔

حجاج نے غصے سے کہا بڑھیا یہاں سے چلی جاؤ۔ تم نے یہاں آکر ہرزہ سرائی کی ہے۔ اس نے کہا میں نے ہرزہ سرائی نہیں کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بنو ثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا ہوگا۔ میرے خیال میں ہلاک کرنے والے تم ہو۔ (بحواله سير أعلام النبلاء: ۲/ ۲۹٤)

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا مسجد کے ایک کونے میں تھی، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو سولی پر لٹکایا گیا۔ تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آکر کہنے لگے یہ جسم تو کوئی چیز نہیں اصل تو ارواح ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ جاتی ہیں۔ اللہ سے ڈرتی رہو اور صبر کرو۔

کہنے لگی کوئی بات نہیں اس دنیا میں تو یہ بھی ہو چکا ہے۔ یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا سر بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ کو بطور تحفہ دیا گیا۔

ابن أبی ملیکۃ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ عبد اللہ بن زبیر کے سولی پر لٹکائے جانے کے بعد کی بات ہے۔ سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے پتہ چلا ہے کہ عبد اللہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا ہے۔

الٰہی مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے کفن پہنا کر دفن نہ کردوں پھر وہ اپنے بیٹے کی لاش کے پاس آئی اسے اپنے ہاتھوں سے نہلایا اور کفن پہنایا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا حالانکہ اس کی بصارت ختم ہوگئی تھی۔ تقریباً ایک ہفتہ کے بعد وہ خود وفات پا گئی۔

دکین بن ربیع کہتے ہیں کہ میں سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا وہ بہت عمر رسیدہ ہو چکی تھی۔ اور وہ نماز پڑھ رہی تھی۔

ابن ابی سعد کہتے ہیں کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند دن بعد وفات پا گئی۔ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ۱۷ جمادی الأولیٰ ۷۳ ہجری کو ہوا۔ (بحواله سير أعلام النبلاء:٢/٢٩٥)

اللہ سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا اور اس کے بیٹے سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے راضی ہوا اور انھیں جنت میں عزت و احترام سے جگہ دی۔ الٰہی ہمیں بھی سدا بہار جنت میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ساتھ عطا کرنا۔ (آمین)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ بخاری فتح الباری:٩/٢٨١، ٢٨٢
۲۔ صحيح مسلم:٢١٨٢
۳۔ بخاری كتاب المناقب باب الهجرة، فتح الباری:٧/١٩٤
٤۔ صحيح مسلم، كتاب الأدب باب تحنيك المولود:٢١٤٦
٥۔ الإصابة:٤/٨٨٠
٦۔ مسلم كتاب فضائل الصحابه، باب ذكر كذاب ثقيف و

مبیرھا۔

۷۔ سورۃ الممتحنۃ:۸

۸۔ صفۃ الصفوۃ: ۲۳۹/۱

۹۔ بخاری کتاب الرقاق، فتح الباری:۴۱۵/۱۱

۱۰۔ مسند امام احمد:۳۴۸/۶

۱۱۔ سیر أعلام النبلاء:۲۸۹/۲

۱۲۔ بخاری ، کتاب الحج

۱۳۔ بخاری:۱۴۳۳

۱۴۔ مسلم:۱۰۲۹

۱۵۔ سیر أعلام النبلاء:۲۹۳/۳

۱۶۔ البدایۃ والنہایۃ:۳۴۶/۸

۱۷۔ حیاۃالصحابۃ:۳۹۸/۱

۱۸۔ سیر أعلام النبلاء:۲۹۴/۲، ۲۹۵

سیدہ اُسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

- پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے والی جلیل القدر صحابیہ۔
- ان کو دو ہجرتیں کرنے کا شرف حاصل ہے۔
- سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو حجۃ الوداع میں شرکت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

سیدہ اُسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

سیدہ اسماء بنت عمیس بن معد بن تمیم بن الحارث بن کعب بن مالک بن قحافہ الخثعمیة رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ یہ جلیل القدر صحابیہ تھی۔

اس نے بڑے عظیم کارنامے سرانجام دیے۔ اس نے پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور اسے دو ہجرتیں کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کی۔ یہ سفر ہجرت بھی اس کے فضائل و مناقب میں ہے اور اس کے عظیم کارناموں سے ایک ہے۔ (بحوالہ مسلم:۲۵۰۳)

ایک دفعہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ملاقات کے لیے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اس نے پہلے مہاجرین کے ہمراہ نجاشی کے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور سیدہ اُسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسماء کو دیکھتے ہی پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا اسماء بنت عمیس۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حبشیہ، بحریہ اُسماء ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں!

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہم تمہاری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ حق دار ہیں تو اسماء رضی اللہ عنہا کو یہ سن کر غصہ آ گیا اس نے کہا اے عمر تم خلاف واقعہ بات کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

تھے۔ وہ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے، تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے، ہم دور دراز سرزمین حبشہ میں تھے اور ہم نے یہ سفر اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے اختیار کیا۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی جب تمہاری کہی ہوئی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان نہ کردوں۔ ہمیں تکالیف اور دشمن کے خوف کا اندیشہ لاحق رہا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ بات بیان کرکے پوچھوں گی۔ اللہ کی قسم! میں تمہاری کہی ہوئی بات میں کوئی کمی بیشی نہیں کروں گی جب نبی کریم تشریف لائے تو سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ یہ باتیں کی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَيْسَ بِأَحَقَّ لِيْ مِنْكُمْ ، وَلَهُ وَ لِلْأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَ لَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ »

"مجھ پر ان کا تم سے زیادہ حق نہیں اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو ہجرتیں کیں۔"

سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میرے پاس لوگ یہ حدیث سننے کے لیے جتھوں کی صورت میں آئے۔ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرتیں کرنے والوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ان کے حق میں نکلنے والے کلمات ازحد خوشی کا باعث تھے وہ اپنے اس اعزاز پر پھولے نہ سماتے تھے۔

ابو بردہ کہتے ہیں، کہ ابوموسیٰ مجھ سے بار بار اس حدیث کو سننے کا تقاضا کرتے۔

(بحواله بخاری: ٤٢٣٠، مسلم: ٢٥٠٣)

سیدہ اسماء بنت عمیس اور اس کی بہنوں رضی اللہ عنہن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کا تمغہ حاصل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

« الْأَخَوَاتُ مُؤْمِنَاتٌ مَيْمُوْنَةُ ، وَ أُمُّ الْفَضْلِ وَأَسْمَاءُ »

''سب بہنیں مومن ہیں، میمونہ، ام الفضل اور اسماء رضی اللہ عنہن''

(بحواله صحيح الجامع:٣٧٦٣)

سیدہ اُسماء رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ اُسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے خاوند سیدنا جعفر الطیار بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں ان کے ہاں عبداللہ، محمد، اور عون نے جنم لیا۔

پھر سیدہ اُسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند جعفر الطیار کے ساتھ ۷ ہجری میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی پھر سیدنا جعفر الطیار رضی اللہ عنہ نے جنگ موتہ میں جام شہادت نوش کر لیا۔ پھر اس کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور بیٹا محمد پیدا ہوا۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع میں شرکت کرنے کا بھی اعزاز حاصل کیا۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے انھیں غسل دیا۔ عدت پوری ہونے کے بعد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کی۔ (بحواله سير أعلام النبلاء:٢/٢٨٣)

جب لشکر اسلام نے رومیوں سے لڑنے کے لیے سرزمین شام کا رخ کیا تو سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کے تین امیروں میں سے ایک تھے۔ وہاں میدان جنگ میں انھوں نے اللہ کی راہ میں شہادت کا درجہ حاصل کیا۔

سیدہ اُسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات پر بہت زیادہ غم کیا۔ جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے

گھر تشریف لائے۔ آپ نے جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو اپنے پاس بلایا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ان بچوں کے پیار بھرے انداز میں منہ چوم رہے ہیں اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا جعفر کی کوئی خبر آپ کو پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ آج شہید ہو گیا ہے۔ ہم یہ خبر سن کر رونے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

«اِصْنَعُوْا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ»

(بحوالہ ترمذی:۹۹۸، ابن ماجہ:۱۶۱۰)

''آل جعفر کے لیے کھانا بناؤ ان پر ایسا وقت آیا جس نے ان کو مشغول کر دیا ہے۔''

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کی شہادت پر اجر وثواب کی نیت سے صبر کیا بلکہ اس کے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوئی کہ وہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ ہوتی اور اسے بھی شہادت نصیب ہو جاتی اور خاص طور پر یہ تمنا اس کے دل میں اور زیادہ پیدا ہوئی جب اس نے بنو مرّۃ بن عوف کے ایک شخص کی زبان سے یہ سنا وہ کہتا ہے کہ میں اس جنگ میں موجود تھا۔ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ میدان جنگ میں اپنی گھوڑی سے اترا اور اس کی ٹانگیں کاٹ دیں پھر وہ دشمن سے لڑنے لگا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ لڑتے وقت وہ جوش و جذبے سے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةِ وَاقْتَرَا بِهَا
طيبة و بَارِدًا شَرَابُهَا
وَالرُّوْم رُوْم قد دَنَا عَذَابِها
كَافِرَة بَعِيْدَة اَنسَا بِهَا
عَلَيَّ اِذْ لَا قِيْتَهَا ضَرابُهَا

''(۱) واہ واہ جنت اور اس کا قرب عمدہ اور ٹھنڈا ہے اس کا مشروب۔
(۲) رومیوں کے لیے عذاب قریب آ گیا۔ رومی کافر ہیں اور ان کے خاندان پر لعنت اور دوری ہو۔(۳) مجھ پر یہ واجب ہے کہ جب ان سے ملوں تو ان پر تلوار کا وار کروں۔''

پھر سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا تو اسے کاٹ دیا گیا پھر اس نے جھنڈا اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تو اسے بھی کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے جھنڈا اپنے دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا اس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔
(بحواله السيرة النبوية لابن هشام٤/٢٠)

......❀......❀......

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ الْبَارِحَة فَنَظَرْتُ فِيْهَا فَإِذَا جَعْفَر يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَائِكَة وَ إِذَا حَمْزَةَ مَتَّكِئٌ عَلَى سَرِيْرِ»
(بحواله صحيح الجامع:٣٣٦٣)

'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا۔ تو اس میں جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں اور حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«رَأَيْتُ جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ مَلَكًا يَطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ»
(بحواله صحيح الجامع:٣٤٦٥)

'' میں نے جعفر بن ابی طالب کو فرشتے کے روپ میں دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہا ہے۔''

جعفر رضی اللہ عنہ کے شہید ہوجانے کے بعد سیدہ أسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد رکھا گیا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل کیا، جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ (بحواله سير أعلام النبلاء: ٢/٢٨٣)

علامہ الشعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے محمد بن جعفر اور محمد بن ابی بکر ایک دوسرے کے سامنے فخر کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ میں تجھ سے بہتر اور معزز ہوں کیونکہ میرا باپ تیرے باپ سے بہتر اور معزز تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دونوں بیٹوں کی بحث سن کر سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم ہی ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو اس نے یہ کہا کہ جعفر سے بہتر میں نے کوئی جوان نہیں دیکھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر میں نے کوئی بوڑھا نہیں دیکھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے مسکراتے ہوئے کہا: آپ نے اچھا فیصلہ کیا، لیکن آپ نے میرے لیے کچھ باقی نہ رہنے دیا۔
(بحواله الإصابة: ٧/٤٩٠)

وفات:

جب سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو یہ پتہ چلا کہ اس کے بیٹے محمد بن ابی بکر کو مصر میں قتل کردیا گیا ہے تو اس کا اسے بہت زیادہ صدمہ ہوا وہ اپنے گھر کی مسجد میں نماز پڑھنے لگی اس نے اپنے غصے کو پی لیا لیکن اس پر یہ اثر پڑا کہ شدت غم کی وجہ سے اس کی ...... سے خون بہنے لگا۔ (بحواله الإصابة: ٧/٤٩٠)

سال کے اختتام پر اس کی طبیعت بوجھل ہونے لگی اور اس نے یہ محسوس کیا کہ دن بدن کمزوری جسم میں سرایت کر رہی ہے۔ بالآخر وہ موت کی وادی میں اتر گئی اور زندگی کو خیر باد کہہ دیا۔

اللہ اس پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔

''...... اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی......''

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اور اسے انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا جنت میں ساتھ نصیب فرمائے۔ بلاشبہ ان کی رفاقت بڑی عمدہ ہے۔ (اللھم آمین)

......❀......❀......

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ صحیح مسلم: ۲۵۰۳

۲۔ صحیح البخاری: ۴۲۳۰

۳۔ صحیح الجامع البانی: ۲۷۶۳

۴۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/۲۸

۵۔ ترمذی: ۹۹۸

۶۔ ابن ماجه: ۱۶۱۰

۷۔ السیرة النبویة لابن هشام: ۴/۲۰

۸۔ صحیح الجامع البانی: ۳۳۶۳

۹۔ صحیح الجامع: ۳۴۶۵

۱۰۔ الإصابة: ۷/۴۹۰

سیدہ ام الدحداح الانصاریہ رضی اللہ عنہا

- وہ خاتون ہے جس نے آخرت کی نعمتوں کو دنیا کے فانی ساز وسامان پر ترجیح دی۔
- اس کا خاوند ابوالدحداح ایک جلیل القدر شہسوار اور مدرسہ نبوت کے ہونہار شاگردوں میں سے تھا۔
- ام الدحداح رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سے کہا: ''آپ نے نفع کا سودا کیا ہے جو تو نے سودا کیا اللہ تیرے لیے اس میں برکت عطا کرے۔''

سیدہ ام الدحداح الانصاریہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ام الدحداح رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے ہے، جنھوں نے تاریخ اسلام کے پُرشکوہ دور میں زندگی بسر کی اور یہ وہ خاتون ہے جس نے آخرت کی نعمتوں کو دنیا کے فانی سازوسامان پر ترجیح دی۔

سیدہ ام الدحداح رضی اللہ عنہا نے اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا جب سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر اہل مدینہ کو اسلام کی دعوت دینے کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔ یہ ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھی۔ جنھوں نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اس کا پورا خاندان اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوا اور خاندان کے جملہ افراد ایمان کے قافلے میں چلنے لگے۔

اس کا خاوند ابو الدحداح ایک جلیل القدر شہسوار اور مدرسہ نبوت کے ہونہار شاگردوں میں سے تھا اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جانیں اپنے مال اور اپنی روحیں بے دریغ قربان کر دیں۔

سیدنا ابودحداح کی زرعی زمین میں وافر مقدار میں پانی تھا، سرسبز و شاداب درختوں پر پھل بھرپور تھا۔

جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ﴾ (البقرة: ٢٤٥)

''کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے گا۔''

ابو الدحداح نے کہا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان

ہوں۔ اللہ ہم سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے۔ حالانکہ وہ قرض سے غنی و بے نیاز ہے۔
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں اللہ اس کے ذریعے تمھیں جنت میں داخل کرنا چاہتا ہے۔

عرض کی، یا رسول اللہ! (ﷺ) اگر میں اللہ کو قرض دوں کیا میرے لیے یہ ضمانت ہے کہ میں اور میری اولاد جنت میں جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں اس نے کہا اپنا ہاتھ مجھے پکڑایئے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنا ہاتھ پکڑا دیا اس نے کہا میرے دو باغ ہیں ایک نشیبی جگہ پر ہے اور دوسرا بالائی جگہ پر ان کے علاوہ میں کسی چیز کا مالک نہیں میں نے یہ دونوں باغ اللہ کو قرض دیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِجْعَلْ اِحْدَاهُمَا لِلّٰهِ وَ الْاُخْرٰی دَعْهَا مَعِیْشَةً لِعِیَالِكَ»

''ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں دے دیجیے اور دوسرا اپنے اہل و عیال کی گزران کے لیے رہنے دیجیے۔''

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ ان دونوں میں سے بہتر باغ میں نے اللہ کی راہ میں دیا۔

اس باغ میں چھ سو کھجور کے درخت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے بدلے اللہ تجھے جنت عطا کرے گا۔ ابوالدحداح چلے گئے تو ام الدحداح اپنے بچوں کے ہمراہ باغ میں درختوں کے زیر سایہ گھومنے لگی۔

ابوالدحداح نے اس موقع پر یہ اشعار کہے:

هداك　الله　سبيل　الرَّشَادِ
إِلٰى　سَبِيْلِ　الْخَيْرِ　وَالسَّدَادِ
بينی . مِنَ　الْحَائِطِ　بِالْوَادِ

فَقَدْ مَضیٰ قَرْضًا إِلَی التَّنَادِ
اقْرضته الله علی اعتمادی
بالطوع لا مَنِّ ولا ارتداد
إلَّا رجاء الضعف فی المعاد
فا ارتحلی بالنفس والاولاد
والبرّ لا شك فخیر زاد
قدمه المرءُ إلی المعاد

"(۱) اللہ تجھے سیدھے راستے کی ہدایت دے، جو خیر اور بھلائی کا راستہ ہے (۲) میرا وادی میں باغ قیامت تک کے لیے قرضے میں چلا گیا۔ (۳) میں نے اللہ کو قرض دیا اپنی مرضی سے، خوشی کے ساتھ احسان جتلانے اور واپس لینے کی غرض سے نہیں۔ (۴) ہاں البتہ قیامت کے دن دو گنا ملنے کی امید ہے خود اور بچوں کو لے کر یہاں سے چلی جاؤ۔ (۵) اس میں کوئی شک نہیں کہ نیکی بہترین زاد راہ ہے، جو انسان آخرت کے لیے آگے بھیجتا ہے۔"

ام الدحداح رضی اللہ عنہا نے کہا آپ نے نفع کا سودا کیا ہے جو تو نے سودا کیا اللہ تیرے لیے اس میں برکت عطا کرے پھر اس نے برجستہ یہ اشعار کہے:

بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ وَّ فَرَحٍ
مثلك اَدَّی مَا لَدیهِ وَ نَصَحَ
قَدْ مَتَعَ اللّٰهُ عِیَالِی وَ مَنَحَ
بِالْعَجْوَةِ السَّوْدَاءِ وَالزَّهْوَا لبلح
والعبد یسعٰی وله ما کَدَح

طول اللیالی و علیہ ما اجترح

"(۱) اللہ تجھے خیر اور خوشی کی بشارت دے، تجھ جیسے نے جو اس کے پاس تھا ادا کر دیا اور اچھا کیا۔(۲) اللہ میری اولاد کو سیاہ رنگ کی عجوہ کھجور اور تر و تازہ کھجوروں سے مالا مال کر دے۔ (۳) آدمی مقدور بھر کوشش کرتا ہے۔ ساری زندگی اور اس کے خلاف جاتا اگر اس سے کسی جرم کا ارتکاب ہو جائے۔"

پھر ام الدحداح اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہوئی اور ان کے منہ سے کھجوریں نکالنے لگی جو ان کی جیبوں میں تھیں وہ بھی نکالنے لگی پھر وہ اپنے بچوں کو لے کر دوسرے باغ میں چلی گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كَمْ مِنْ عِذْقٍ رَدَاحٍ فِي الْجَنَّةِ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ"
(بحوالہ الإصابة: ٤/٥٩، صحيح الجامع الصغير: ٤٤٥٠)

"کتنے بڑے کھجور کے خوشے ابو دحداح کے لیے جنت میں ہوں گے۔"

غزوۂ احد میں ابو دحداح نے باآواز بلند کہا اے خاندان انصار! میری طرف آؤ میں ثابت بن الدحداحۃ ادھر کھڑا ہوں۔ اپنے دین کی حفاظت کے لیے لڑو۔ اللہ تمہارا حامی و مددگار ہے۔

انصار کے چند افراد اس کی طرف بڑھے وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن پر حملہ آور ہوا اس کے سامنے سخت جان دشمن کا ایک لشکر کھڑا تھا۔ جس میں کافروں کے سردار تھے۔ جن میں خالد بن ولید، عمرو بن العاص، عکرمہ بن ابی جہل، ضرار بن خطاب جیسے مشہور و معروف دشمن فوج کے جنگجو تھے۔ وہ ان پر حملہ آور ہوئے خالد بن ولید نے نیزے سے حملہ کیا جو سیدھا ابو الدحداح کے جا لگا اور وہ اسی جگہ گرتے ہی

وفات پا گیا ابو الدحداح رضی اللہ عنہ شہید ہو گیا۔ ام الدحداح کو جب معلوم ہوا تو اس نے إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی نیت کر لی۔
اللہ اس کا اجر و ثواب ضائع نہیں کرتے جو نیک عمل کرتا ہے۔

سیدہ ام الدحداح رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ سورہ البقرۃ:٢٤٥
۲۔ الإصابة:٥٩/٤
۳۔ صحیح الجامع الصغیر: ٤٤٥

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا

- مومنہ، داعیہ
- یہ دنیا کی پہلی خاتون ہے۔ جس کا حق مہر اسلام قرار پایا۔
- یہ جنتی خواتین میں سے تھی اس کے دس بچے ہوئے سبھی حافظ قرآن تھے۔
- ''اللہ تمہاری اس رات میں برکت عطا کرے۔''
- رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے اور اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔
- نبی کریم ﷺ کے پسینے کو خوشبو میں ملا کر استعمال کرنے والی۔
- رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوئیں۔ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم سیدنا اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر صحابیہ تھی۔ یہ رشتے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ لگتی تھی۔ یہ دنیا کی پہلی خاتون ہے۔جس کا حق مہر اسلام قرار پایا۔

یہ جنتی خواتین میں سے تھی اس کے دس بچے ہوئے سبھی حافظ قرآن تھے۔

جب سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کیا اور وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئی تو اس کا خاوند ابو اُنس آیا وہ کہیں گیا ہوا تھا جب اسے اپنی بیوی کے مسلمان ہونے کا پتہ چلا تو بڑا غضبناک ہوا اور کہنے لگا تو بے دین ہوگئی ہے اس نے کہا میں بے دین نہیں ہوئی بلکہ میں ایمان لے آئی ہوں۔(بحوالہ سیر أعلام النبلا: ۲/۳۰۵)

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے انس کو سکھلاتی کہ بیٹا " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہو "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰه" کہو۔

وہ اپنی توتلی زبان میں یہ کلمات کہنے لگتا اس کا باپ اپنی بیوی سے کہتا اسے خراب نہ کرو۔تو وہ یہ کہتی میں اس کو خراب نہیں کر رہی۔ میں تو اس کی تربیت کر رہی ہوں۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ أَبِي طَلْحَةَ " (رواہ مسلم)

" مجھے جنت دکھلائی گئی میں نے اس میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھا۔"

سیدنا اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ابوطلحہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا

پیغام دیا تو اس نے کہا ابوطلحہ آپ جیسے شخص کو مسترد تو نہیں کیا جاتا لیکن تو کافر مرد ہے اور میں مسلمان عورت ہوں۔ میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں تیرے ساتھ شادی کروں ہاں اگر تم اسلام قبول کر لو تو یہی میرا حق مہر ہوگا میں تجھ سے اس کے علاوہ کسی اور چیز کا مطالبہ نہیں کروں گی۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور یہی اسلام حق مہر قرار پایا۔

ثابت راوئ حدیث، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، کہ میں نے ام سلیم سے بڑھ کر عمدہ و اعلیٰ کسی عورت کا مہر نہیں سنا۔ (رواہ النسائی)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ابوطلحہ کا ایک بیٹا تھا جو بیمار رہتا تھا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کسی کام سے گھر سے باہر گئے اور بعد میں وہ بچہ فوت ہو گیا۔ جب ابو طلحہ گھر واپس آیا تو اس نے اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ بیٹے کا کیا حال ہے؟

اس نے کہا پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ پھر اس کے بعد سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شام کا کھانا پیش کیا اس نے کھانا کھایا اس کے دونوں نے ازدواجی تعلقات قائم کیے۔ جب وہ غسل سے فارغ ہو کر آرام کرنے کی غرض سے بستر پر دراز ہوئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بچے کو دیکھ لیا وہ ابدی نیند سو رہا تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ منظر دیکھ کر بہت صدمہ ہوا۔ نماز فجر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ نے دریافت کیا تم نے اس رات خلوت بھی کی اس نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تمہاری اس رات میں برکت عطا کرے۔“

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو جنم دیا۔ تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے چند کھجوریں بھی ساتھ بھیج دیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اپنی گود میں لیا اور پوچھا کوئی چیز ہے؟ آپ کو بتایا کہ

ہاں چند کھجوریں ہیں۔ آپ نے کھجور لی، اسے منہ میں چبایا اور پھر اس کی بچے کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (بحوالہ ،بخاری ، مسلم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو اس میں پاؤں کی آواز سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہے۔

(رواہ مسلم،٢٤٥٦)

الخشفة۔ اس آواز کو کہتے ہیں جو پاؤں کے زمین پر لگنے سے پیدا ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے اور اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور اکثر اس کی زیارت کے لیے جایا کرتے اور اس کے ہاں کھانا تناول کرتے اور اس کے گھر میں قیلولہ کرتے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا اور مشروب پیش کرتی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میرا ایک چھوٹا بھائی تھا۔ جس کی کنیت ابوعمیر تھی۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم میں تیرے بچے کو کچھ پریشان دیکھ رہا ہوں۔ تو اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. اس کی ایک چڑیا تھی جس کے ساتھ یہ کھیلا کرتا تھا وہ مرگئی تو اس وجہ سے یہ افسردہ اور پریشان ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور مسکراتے ہوئے یہ کہنے لگے:

"یَا اَبَا عُمَیْرِ مَا فَعَلَ النُّغَیْرِ"

''اے ابوعمیر! چڑیا کو کیا ہوا؟''

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لا کر چمڑے

کے بستر پر قیلولہ کرتے، آپ کو پسینہ بہت آتا تھا۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک روز آپ تشریف لائے۔ آپ حسب معمول چمڑے کے بستر پر سو گئے۔ آپ کے مبارک جسم سے پسینہ بہنے لگا میں نے وہ پسینہ جمع کر کے ایک شیشی میں محفوظ کرنا شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟ میں نے کہا میں آپ کے پسینے کو اپنی خوشبو میں ملاؤں گی۔

1. نِطَعٌ — چمڑے کا بستر
2. مِعْرَاقًا — زیادہ پسینے والا
3. أُدوق — میں ملاؤں گی

نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بہت احترام و اکرام کیا کرتے تھے اور اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس سے تشریف لے گئے تو اس نے آپ کی خدمت میں گھی اور کھجوریں پیش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا روزہ ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے، نماز پڑھی، ام سلیم اور اس کے اہل خانہ کے لیے دعائیں کیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک چھوٹی سی خاص چیز ہے آپ نے فرمایا وہ کیا؟ اس نے بتایا آپ کا خادم انس نبی کریم ﷺ نے دنیا و آخرت کی بہتری کی دعائیں کی۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے میرے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تر و تازہ کھجوروں کی ایک ٹوکری بھیجی۔ (بحوالہ بخاری: ۱۹۸۲)

- خویصَةٌ — خاصةٌ کی تصغیر ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر

کے علاوہ کسی اور گھر میں نہیں جاتے تھے۔ آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنِّیْ اَرْحَمُهَا قُتِلَ اَخُوْهَا مَعِیْ"

"مجھے اس پر رحم آتا ہے کیونکہ اس کا بھائی میرے ساتھ جنگ میں شریک تھا جو شہید ہو گیا۔" (بحواله بخاری، و مسلم)

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا بھائی حرام بن ملحان جنگ بئر معونہ میں شہید ہوا، جب اس کو پیچھے سے تیر لگا تو اس نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا وہ تیر اس کے سینے کی جانب سے باہر نکلا۔"

(بحواله سیر اعلام النبلاء: ۲/۳۰۷)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ ام سلیم اور اس کے ساتھ انصاری خواتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوئیں۔ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ (بحواله مسلم)

غزوۂ حنین میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے شریک ہوئیں اس نے اپنی کمر کے ساتھ ایک خنجر باندھ رکھا تھا اور وہ اس وقت حالت حمل میں تھی۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے پاس خنجر ہے، اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو مشرک میرے سامنے آیا میں اس کا پیٹ اس خنجر سے پھاڑ دوں گی۔ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ لوگ جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور جنگ میں شریک ہیں اور وہ نفاق کی وجہ سے شکست خوردہ دکھائی دیتے ہیں کیا انھیں قتل کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم دلوں

کے بھید اللہ جانتا ہے وہی کافی ہوگا اور احسن فیصلہ کرے گا۔ (بحوالہ مسلم: ۱۸۰۹)

طلقاء ان لوگوں کو کہتے ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے ان پر احسان کرتے ہوئے انھیں آزاد کردیا۔ ان کے اسلام میں کمزوری پائی جاتی تھی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ وہ لوگ منافق ہیں۔ ان کے شکست کھانے کی وجہ سے انھیں قتل کردیا جانا چاہیے۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالیٰ رحمت کی برکھا برسائے اور سدا بہار جنت میں اسے عزت کی جگہ عطا کرے۔ اس کے خاوند کو بھی اور اس کی اولاد کو بھی۔ اسے اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے بہترین بدلہ عطا کرے اور مسلمانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین

......۞......۞......

سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۳۰۵

۲۔ مسلم: ۲٤٥٦

۳۔ بخاری: ۱۹۸۲

٤۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۳۰۷

٥۔ مسلم: ۱۸۰۹

سیدہ حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا

- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔
- سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔

سیدہ حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا

سیدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید الخزرجیۃ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ اس کے باپ کا نام خارجہ بن زید بن أبی زھیر الانصاری الخزرجی تھا۔ اس نے غزوۂ احد میں شہادت پائی۔

اس کی والدہ کا نام ھزیلہ بنت عتبہ بن عمرو بن خدیج تھا۔ سیدہ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔

ہجرت کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ شادی کی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس کے ساتھ خبیب بن اُساف بن عتبہ بن عمرو نے شادی کی۔

ابن الجوزی کہتے ہیں کہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو وہ خارجہ کے ہاں ٹھہرے تو اس نے اپنی بیٹی کا نکاح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔
(بحوالہ صفة الصفوة: ۱/۲۳۸)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی انھوں نے لوگوں کو دیکھا کہ آپ کے دروازے پر بیٹھے ہیں کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی گئی لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی گئی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو اسے بھی اجازت دے دی گئی اس نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد آپ کی بیویاں چپ چاپ بیٹھی ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات کروں گا کہ آپ ہنس پڑیں گے پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر

خارجہ کی بیٹی مجھ سے خرچ کا سوال کرتی تو میں اس کی گردن مروڑ دیتا۔ رسول اللہ ﷺ میری یہ بات سن کر ہنس پڑے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری بیویاں میرے اردگرد بیٹھی مجھ سے خرچ کا سوال کر رہی ہیں۔(بحوالہ مسلم، کتاب الطلاق)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نزدیک السنح مقام پر اپنے گھر میں تھے۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ السنح سے مراد بلند ہے۔(بحوالہ بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سکونت السنح مقام پر تھی۔ یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی کا گھر تھا۔(بحوالہ فتح الباری)

السنح کے بارے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ مسجد نبوی سے تقریباً ایک میل دور بنو حارث بن الخزرج کا محلّہ تھا۔

......❀......❀......

سیدہ حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

١۔ صفة الصفوة: ١/ ٢٣٨

٢۔ مسلم، کتاب الطلاق

٣۔ بخاری، کتاب فضائل الصحابة

٤۔ فتح الباری فضائل الصحابة

سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا

- بہادروں کی ماں
- پہلے مرحلے پر اسلام قبول کرنے والی خواتین کے ساتھ مل کر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔
- یہ جلیل القدر صحابی سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی، جس کی وفات پر عرش الٰہی بھی کانپ گیا تھا۔
- نیکی کے کاموں میں بڑی جلدی کرنے والی خاتون تھی۔
- بہت سے ایسے کارنامے سرانجام دیے جو اس کے ایمان، جہاد اور صبر پر دلالت کرتے ہیں۔

سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا

سیدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں اسلام داخل ہوتے ہی پہلے مرحلے پر اسلام قبول کرنے والی خواتین کے ساتھ مل کر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

یہ جلیل القدر صحابی سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی، جس کی وفات پر عرش الٰہی بھی کانپ گیا تھا۔ اس کا بیٹا سیدنا سعد بن معاذ وہ عالی مرتبت صحابی ہے جس نے وہ فیصلہ سنایا جو سات آسمانوں کے اوپر ہو چکا تھا۔

اس کے خاوند کا نام معاذ بن النعمان تھا جس کا تعلق بنو عبد الأشھل کے ساتھ تھا۔ اس کے ہاں سعد، عمرو، إیاس، أوس، عقرب اور ام حزام پیدا ہوئے۔

سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا نیکی کے کاموں میں بڑی جلدی کرنے والی خاتون تھی۔ اس نے ام عامر بنت یزید بن السکن اور حواء بنت یزید بن السکن کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے بیعت کی تھی۔ (بحوالہ الطبقات الکبریٰ: ۸/۱۲)

سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا نے بہت سے ایسے کارنامے سرانجام دیے جو اس کے ایمان، جہاد اور صبر پر دلالت کرتے ہیں۔

سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا ان خواتین کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہونے کے لیے گھروں سے نکلیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی چاہتی تھیں۔ سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا کو اس کے بیٹے عمرو بن معاذ کے شہید ہونے کی خبر ملی تو اس نے کہا کوئی بات نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر صحیح سالم ہیں تو بہت ٹھیک ہے۔

جب سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا میدان جنگ میں پہنچی اور اسے پتا چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلامت ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی مصیبت کو بڑا آسان محسوس کیا۔

سیدہ ام سعد کا بیٹا عمرو بن معاذ جنگ میں شریک تھا۔ اسے ضرار بن خطاب نے قتل کر دیا تھا۔

ایمانی کارنامہ جو اس کے صبر جہاد اور شجاعت پر دلالت کرتا ہے:

جب سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غزوۂ خندق کے موقع پر بنو حارثہ کے قلعے میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ جب غزوۂ خندق میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہو گئے تو جانے سے پہلے انھوں نے بچوں اور عورتوں کو دشمن کے خطرے کے پیش نظر قلعوں میں محفوظ کر دیا تھا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بنو حارثہ کے قلعے میں تھی اور سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا میرے ساتھ تھی۔ سعد بن معاذ پاس سے گزرے تو یہ کہہ رہے تھے:

لبث قَلِيْلًا يلحق الهيجا حملُ

ما أحسن الموت اذا حان اجل

''جب وقت مقرر آ جاتا ہے تو موت کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے۔''

اس کی والدہ نے اسے کہا، بیٹا لڑائی میں جلدی شریک ہو تم نے تاخیر کر دی ہے۔

میں نے کہا اے ام سعد میرا خیال ہے کہ سعد کی درع قدرے چھوٹی ہے بڑی ہونی چاہیے تھی۔ یہی ہوا کہ جسم کا جو حصہ خالی تھا وہاں تیر لگا۔ جس نے اس پر تیر پھینکا اس نے فخریہ انداز سے کہا پکڑ لیجیے اسے۔ میں عَرِقہ کا بیٹا ہوں۔

اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو جہنم میں نچوڑے۔''

ابن العرقۃ کا نام حبان بن عبد مناف تھا یہ بنو عامر بن لوی میں سے تھا۔ العَرقہ نامی عورت اس کی والدہ تھی۔

بعض کہتے ہیں کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ابو امامہ الجشمی نے تیر مارا تھا۔
(بحوالہ، الإصابة:۳/۸۵)

سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا بڑی بہادر خاتون تھی۔

''...... اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی......''

اللہ نے اسے سدا بہار جنت میں عزت کی جگہ عطا کی۔

کاش کہ ہماری خواتین اور بیٹیاں ان جلیل القدر صحابیات کے نقش قدم پر چلنا شروع کردیں۔

......❀......❀......

سیدہ ام سعد کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ طبقات ابن سعد:۸/۱۲

۲۔ الإصابة:۳/۸۵

سیدہ الخنساء رضی اللہ عنہا

- شہداء کی ماں
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کے اشعار کو پسند کرتے اور کبھی اس سے اشعار سننے کی خواہش کا اظہار بھی کرتے۔

سیدہ الخنساء رضی اللہ عنہا

سیدہ تماضر بنت عمرو بن الحارث بن الشرید، بن ثعلبہ بن عصیہ ابن خفاف بن امرئ الأ ف بن بھثہ بن سلیم السلمیۃ رضی اللہ عنہا بڑی مشہور و معروف شاعرہ تھی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک مشہور و معروف شاعر درید بن الصمۃ نے شادی کا پیغام دیا جو اس نے ٹھکرا دیا۔

ابو عمر کہتے ہیں کہ سیدہ خنساء اپنی قوم بنو سلیم کے ساتھ مدینہ منورہ آئی اور اس نے ان کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کے اشعار کو پسند کرتے اور کبھی اس سے اشعار سننے کی خواہش کا اظہار بھی کرتے۔

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا پہلے پہل دو یا تین شعر کہا کرتی تھی۔ جب اس کا حقیقی بھائی معاویہ بن عمرو اور اس کا باپ کی جانب سے بھائی ابو صخر قتل ہوئے ان دونوں بھائیوں کے ساتھ سیدہ خنساء بہت زیادہ محبت اور شفقت سے پیش آتی تھی۔ کیونکہ یہ بڑے بردبار اور سخی تھے معاشرے میں ان کو بڑی عزت سے دیکھا جاتا تھا۔

انھوں نے بنو اسد کے خلاف لڑائی میں حصہ لیا ابو ثور الأسدی نے نیزہ مارا جس کی وجہ سے سال بھر بیماری میں مبتلا رہ کر ایک بھائی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ بھائیوں کی وفات کے بعد سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا نے ان کے غم میں بے شمار اشعار کہے۔ ابو صخر کے غم میں اس نے یہ شعر کہے:

أَعینی جودا و لا تجمّدا
أَلَا تبْكِيَانِ لِصَخْرَاءِ النَّدَى

أَلَا تَبْكِيَانِ الْحرى الْجَمِيْلَ
أَلَا تَبْكِيَانِ الْفَتَى السيدا
النّجاد عظيم الرّماد
ساد عَشِيْرَتَهُ اَمْرَدَا

''(۱) اے میری دونوں آنکھوں سخاوت کر اور خشک نہ ہو جاؤ کیا تم مجلسی نوجوان صخر کے لیے نہیں روؤ گی۔ (۲) کیا تم دونوں جرأت مند اور خوبصورت کے لیے نہیں روؤ گی کیا تم نوجوان سردار کے لیے نہیں روؤ گی۔ (۳) بلند مرتبہ بڑے حوصلے والا جس نے لڑکپن میں اپنے قبیلے کی سرداری کی۔''

اہل علم اور شعر و شاعری سے وابستہ تمام افراد کی یہ متفقہ رائے ہے کہ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا سے پہلے اور بعد میں اس سے بڑی شاعرہ کوئی نہیں ہوئی۔
(بحوالہ الإصابة:۷/۶۱۳-۶۱۶)

جنگ قادسیہ میں سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا نے اپنے چار بیٹوں کے ساتھ حصہ لیا اور انھیں پندونصائح کے ساتھ ساتھ جنگ پر انگیخت کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا اور انھیں اس بات کی سختی سے تاکید کہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا نہیں ہے تم نے بخوشی اسلام قبول کیا ہے اور اپنی مرضی سے ہجرت اختیار کی ہے، تم ایک باپ اور ایک ماں کے بیٹے ہو میں نے تمہارے حسب نسب کو صاف ستھرا رکھا ہے۔ وہ چاروں بیٹے یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں لڑائی کے لیے اترے اور داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ہر ایک نے شہادت سے رجزیہ شعر کہے، پہلے نے کہا:

يا اخوتي إن العجوز الناصحة
قد نصحتنا اذ دعتنا البارحة

بمقالة ذات بيان واضحة

وَ انمَّا تَلْقون ثم الصائحة

من آل ساسان كلابًا نابحا

''اے میرے بھائیو نصیحت کرنے والی بڑھیا نے ہمیں نصیحت کی جب ہمیں گذشتہ رات بلایا ایسی گفتگو سے جو واضح بیان پر مشتمل تھی۔ تم ملو گے پھر چیخ و پکار ہوگی آل ساسان کے بھونکنے والے کتوں سے۔''

دوسرے نے یہ شعر کہے:

إِنَّ الْعَجُوْزُ ذَات حزم و جلا

قدر امرتنا بالسداد والرشد

نصيحة منها و بزًّا بالولد

فباكرو الحرب حُمَاةً فِي الْعَدد

''بلاشبہ محتاط اور بہادر بڑھیا نے ہمیں سیدھے اور ہدایت کے راستے پر چلنے کا حکم دیا اس نے نصیحت کی اور اولاد کا کام اس کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ لڑائی میں جلدی کود پڑو تعداد کی حمایت میں۔''

تیسرے نے یہ شعر کہے:

وَاللّٰهِ لَا نعصى العجوز حرفًا

نُصْحًا و برًّا صَادِقًا وَ لُطفًا

فبادرو الحرب الضروس زحفًا

حتى تلفوا آل كسرىٰ لفًّا

''اللہ کی قسم! ہم اپنی بوڑھی والدہ کے ایک حرف کی بھی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ نصیحت فرمانبرداری، سچائی اور نرمی میں ایک ساتھ ہوں

گے، تند و تیز لڑائی میں جلد کو پڑ و اور آل کسریٰ کو لپیٹ کر رکھ دو۔"

چوتھے نے یہ شعر کہے:

لَسْتُ لِخَنساء وَ لَا لِلَاخرَمُ
وَ لَا لِعَمرٍ ذِی السناء الاقدَم
ان لم اردفی الجیش جیش الاعجم
ماضٍ علی الھول خضم حضرمی

"سیدہ خنساء، اخرم اور پیش قدمی کرنے والے بلند عمرو کا فرزند نہیں اگر میں عجمیوں کے لشکر پر خوف بن کر حملہ آور نہ ہوں۔"

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کو اپنے چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے کہا:

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنِیْ بِقَتْلِهِمْ»

"میں شکر ادا کرتی ہوں اس اللہ کا جس نے مجھے ان کی شہادت کی وجہ سے سرفراز فرمایا۔"

اور میں اپنے رب سے امید کرتی ہوں کہ وہ ہمیں اپنی رحمت کے زیر سایہ میں اکٹھا کر دے گا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زندگی بھر سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کو اس کے بیٹوں کا وظیفہ دیتے رہے۔ سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا نے سیدہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی ایام ۲۴ ہجری میں وفات پائی۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

"...... وہ اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی ......"

سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا کی تذکرہ نگاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا۔

١۔ الإصابة: ٦١٦/٧

٢۔ الإصابة: ٦١٣/٧

مصادر ومراجع

۱۔ آل عمران:۱۰۲
۲۔ النساء:۱
۳۔ الاحزاب:۷۰۔۷۱
۴۔ صحیح الترمذی البانی:۱۵۹۲
۵۔ السلسة الصحیحة البانی:۴۱۷
۶۔ المشکاة:۳۰۲۵
۷۔ التعلیق الترغیب:۲/۵۶
۸۔ سیرت ابن ھشام:۱/۲۶۶
۹۔ مسند امام احمد:۲۴۷۴۵
۱۰۔ صحیح مسلم، فضائل الصحابة
۱۱۔ صحیح البخاری مناقب الأنصار
۱۲۔ سورة العلق
۱۳۔ صحیح البخاری ، کتاب بدء الوحی:۱/۳
۱۴۔ صحیح مسلم ، کتاب بدء الوحی:۱/۳۷۹
۱۵۔ صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ
۱۶۔ صحیح مسلم، فضائل الصحابة:۲۴۳۰
۱۷۔ صحیح الجامع:۱۱۳۵
۱۸۔ صحیح الجامع:۱۳۶۸

۱۹۔ صحیح البخاری:۱۶۹۹
۲۰۔ صحیح مسلم:۲۴۳۵
۲۱۔ صحیح الجامع:۳۱۴۳۔۳۳۲۸،۳۶۷۸
۲۲۔ حلیة الاؤلیاء:۲/۴۷
۲۳۔ صحیح الجامع البانی:۷۹۱۵
۲۳۔ صحیح البخاری، کتاب الهبة
۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة:۲۴۴۲
۲۵۔ صحیح سنن ترمذی البانی :۳۰۴۱
۲۶۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرضی النبی و وفاته۔
۲۷۔ صحیح البخاری ، کتاب الجنائز
۲۸۔ فتح الباری، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل عائشة:۷/۱۳۳
۲۹۔ فتح الباری: ۷/۱۷۵
۳۰۔ مسلم: ۲۴۳۸۸
۳۱۔ ابوداؤد، کتاب الأدب:۱۴۳۵
۳۲۔ صحیح البخاری ، باب فضائل عائشة:۳۷۷۲
۳۳۔ صحیح الجامع:۳۹۶۵
۳۴۔ حلیة الاؤلیاء:۱/۴۹،۵۰
۳۵۔ سنن الدارمی:۲/۳۴۲
۳۶۔ مستدرك حاکم:۴/۱۱
۳۷۔ طبقات ابن سعد:۸/۶۶
۳۸۔ صحیح البخاری :۶۲۴۴

٣٩۔ صحیح مسلم: ١٤٤٥
٤٠۔ صحیح البخاری ، فتح الباری، کتاب المغازی، حدیث الإفك:٤٩٦/٧، رقم:٤١٤١
٤١۔ سورہ النور:١٦۔٢٦
٤٢۔ صحیح البخاری:٣٩١٠
٤٣۔ صحیح سنن ترمذی البانی:٣٠٤٤۔٣٠٤٥
٤٤۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة:٢٥٨١
٤٥۔ ابوداؤد:٢٨٤٥
٤٦۔ صحیح البخاری: ٥١٢٢
٤٧۔ سیر أعلام النبلاء:٢٢٧/٢
٤٨۔ صحیح البخاری:٤٩١٢
٤٩۔ الطبقات الکبریٰ:٢٧٧/٣
٥٠۔ فتح الباری،باب غزوۃ خیبر:٣٦٠/٧۔١٣٤/٦
٥١۔ صحیح مسلم:١٣٦٥
٥٢۔ ترمذی، کتاب المناقب:٣٨٩٢
٥٣۔ صحیح الجامع:١٦٥٨۔٥١٤٠
٥٤۔ سورۃ الاحزاب:٣٦۔٣٧
٥٥۔ الإصابة:٩٢/٨
٥٦۔ طبقات ابن سعد:٧٣/٨
٥٧۔ سیر أعلام النبلاء:٢١٧/٢
٥٨۔ الإصابة:٦٥٢/٧

٥٩۔ سورة الطلاق: ٢، ٣
٦٠۔ الإصابة: ٤/٤٨
٦١۔ السمط الثمين، ص: ٦٧
٦١۔ الإصابة: ٧/٦٥٢
٦٢۔ صحيح البخارى: ١٢٨٠
٦٣۔ صحيح مسلم: ١٤٨٦
٦٤۔ الإصابة: ٨/٢٢٢
٦٥۔ سير أعلام النبلاء: ١/١٥٣
٦٦۔ صحيح الجامع: ٣٩٣٢۔٢٧٦٣
٦٧۔ صحيح مسلم: ٩٢٢
٦٨۔ صحيح مسلم: ٩١٩
٦٩۔ صحيح مسلم: ٩١٨
٧٠۔ صحيح مسلم: ١٢٤٦
٧١۔ صحيح الجامع ٣٩٣٢
٧٢۔ صحيح البخارى: ٢٧٣٢
٧٣۔ صحيح الجامع: ٢٧٦٣
٧٤۔ طبقات ابن سعد: ٨/١٣٩
٧٥۔ الإصابة: ٨/١٢٦
٧٦۔ صحيح البخارى: ١٣٥٤
٧٧۔ صحيح البخارى: ٣/٤٢٣
٧٨۔ صحيح مسلم: ١٢٩٠

۷۹۔ ابوداؤد: ۱۷۲۲

۸۰۔ مسند امام احمد: ۲/۴٤٦۔ ٦/۳۲٤

۸۱۔ صحیح الجامع: ۷۰۰۸

۸۲۔ الإصابة: ۸/۱۱۷

۸۳۔ السیرة النبویة لابن هشام: ٤/۲٥۷

۸٤۔ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الجمعة

۸٥۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعق: ۲۷۲٦

۸٦۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/۲٦۳

۸۷۔ مستدرك حاکم: ٤/٤٤،٤٥

۸۸۔ سیرة ابن هشام: ۱/۱٥۷،۱٥۸

۸۹۔ ابوداؤد: ۲۲٤۰

۹۰۔ ترمذی: ۱۱٤۳

۹۱۔ مسند امام احمد: ۱۸۷٦، ۲۳٦۹،۳۲۹۰

۹۲۔ صحیح البخاری: ۱٦۷،۱۲٥٥

۹۳۔ صحیح مسلم: ۹۳۹

۹٤۔ سوره المسد، پاره عمّ

۹٥۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/۲٥۱

۹٦۔ الإصابة: ۷/٦٤۹

۹۷۔ صحیح البخاری: ٥۱۲۲

۹۸۔ صحیح البخاری: ۳۲/۱۲٦،۱۲۷،۱٦۷

۹۹۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/۱۱۸

١٠٠۔سلسلة الاحاديث الصحيحة الالبانی: ١٥٥٠

١٠١۔صحيح الجامع٧٨، ٣١٨١، ١١٣٥

١٠٢۔ قصص الصحابيات،ص: ١٤

١٠٣۔ صحيح البخاری ، فتح الباری: ٦/ ٢١٤

١٠٤۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل فاطمة رضی الله عنها

١٠٥۔ صحيح البخاری: ٣٧٦٧

١٠٦۔ صحيح مسلم: ٢٠٦٩

١٠٧۔ مستدرك حاكم: ٣/ ١٤٦، مناقب اهل البيت

١٠٨۔ سنن الترمذی: ٢٩٧٩

١٠٩۔ مسند امام احمد: ٢/ ٤٤٢

١١٠۔ صحيح الجامع: ١٤٦٢۔٢٢٥٧

١١١۔ مستدرك حاكم: ٣/ ١٥٠

١١٢۔ صحيح سنن ترمذی: ٣٧٨١

١١٣۔ قصص الصحابيات،ص: ١٨

١١٤۔ مستدرك حاكم: ٣/ ١٦٠۔١٦١

١١٥۔ صحيح سنن الترمذی، كتاب المناقب: ٣٨٦٨

١١٦۔ مستدرك حاكم: ٣/ ١٥٥

١١٧۔ صحيح مسلم: ٢٧٢٧

١١٨۔ ابو داؤد فی الأدب،باب ما جاء فی القيام: ٥٢١٧

١١٩۔ ترمذی، باب مناقب فاطمة بنت محمد: ٣٨٧١

١٢٠۔ مستدرك حاكم: ٣/ ١٥٤

۱۲۱۔ صحیح البخاری ، فتح الباری، کتاب الانبیاء،باب علامات النبوة:۱/۱٤۲

۱۲۲۔ صحیح البخاری ، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ

۱۲۳۔ صحیح البخاری ، فتح الباری، کتاب المغازی، باب آخر ما تکلف به النبی ﷺ:۸/۱۱۳

۱۲٤۔ سیر أعلام النبلاء:۲/۱۲۱۔۱۲۲۔

۱۲٥۔ صحیح البخاری :٥۱٦، ٥۹۹٦

۱۲٦۔ صحیح مسلم:٥٤۳

۱۲۷۔ الإصابة فی تمییز الصحابة:٤/۳٤٤

۱۲۸۔ السیرة النبویه لابن هشام:۱/۲۹۸

۱۲۹۔ صحیح مسلم:۲٤٥٤

۱۳۰۔ صحیح البخاری :٤٤٦۹

۱۳۱۔ حیاة الصحابة:۱/٤۰۸

۱۳۲۔ أُسُد الغابة:٦/۳۰٤

۱۳۳۔ مستدرك حاكم:٤/٥۱

۱۳٤۔ سیر أعلام النبلاء: ۲/۲۷۰

۱۳٥۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب قوله تعالیٰ ﴿وَ أَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾

۱۳٦۔ تاریخ اسلام ذهبی:۲/۲۲۱

۱۳۷۔ صحیح البخاری فتح الباری:٥/۱۸۱

۱۳۸۔ صحیح الجامع:۲۷٦۳

١٣٩۔ طبقات ابن سعد:٨/٢٧٨۔٢٧٩

١٤٠۔ ترمذی: ٣٧٥۔

١٤١۔ صحیح البخاری :١٩٨٨۔

١٤٢۔ صحیح مسلم:١١٢٣

١٤٣۔ سیر أعلام النبلاء:٢/١١٨

١٤٤۔ أُسُد الغابة:٧١٧٢

١٤٥۔ البدایة والنهایة:٧/٣٤٩

١٤٦۔ الإصابة:٤/٤٥٠

١٤٧۔ صحیح البخاری ، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ عائشة و قدومها المدینة و بناء ة بها

١٤٨۔ ابوداود، کتاب الأدب ، باب فی الأرجوحة

١٤٩۔ الطبقات الکبریٰ:٨/٢٧٦

١٥٠۔ الطبقات الکبریٰ:٣/٥١٢

١٥١۔ مسند امام احمد:٦/٣٨٠، ٤٢٣

١٥٢۔ مسند امام احمد:٦/٣٦٤

١٥٣۔ ابن ماجه:٣٤٤٢

١٥٤۔ صحیح البخاری ، فضائل الصحابة۔

١٥٥۔ صحیح مسلم

١٥٦۔ شرح نووی علی صحیح مسلم:١٣/٥٧

١٥٧۔ صحیح البخاری :٢٨٧٨

١٥٨۔ صحیح مسلم:١٩١٢

١٥٩۔ الإصابة:٨/٢٢٣

۱٦٠۔ صحیح مسلم شریف
۱٦۱۔ الطبقات الکبریٰ:۸/٤٥٦
۱٦۲۔ سیر أعلام النبلاء:۲/۳۱۸
۱٦۳۔ صحیح الجامع البانی:۳۳۲۹
۱٦٤۔ الأدب المفرد:٥۷۲
۱٦٥۔ سورہ الممتحنة:۱۲
۱٦٦۔ الادب المفرد للبخاری
۱٦۷۔ مسند امام احمد:٦/٤٥۸
۱٦۸۔ أُسُد الغابة:٦/۱۳
۱٦۹۔ سیر أعلام النبلاء:۲/۲۹۷
۱۷٠۔ حیاة الصحابة:۱/٤٠۱
۱۷۱۔ صحیح البخاری ، کتاب النکاح:۳۷۷۹
۱۷۲۔ سورة الجن:۲٦۔۲۷
۱۷۳۔ سیر أعلام النبلاء:۳/۱۹٦
۱۷٤۔ صحیح البخاری :۱۹٦٠
۱۷٥۔ صحیح مسلم:۲/۷۹۹
۱۷٦۔ حیاة الصحابة:۱/٥۳۷
۱۷۷۔ سورہ المجادلہ:۱
۱۷۸۔ صحیح البخاری فتح الباری، کتاب التوحید:٦/۱٦۸
۱۷۹۔ فتح الباری :٤/۳۹
۱۸٠۔ تفسیر القرطبی:۱۷/۸۲، ۱۹/۲۱۸
۱۸۱۔ دلائل النبوة ابو نعیم اصفہانی ، الحدیث:۱٦۳

۱۸۲۔ سورة المسد: ۱۔۵

۱۸۳۔ الإسراء: ٤٥

۱۸٤۔ تفسير القرطبي: ۲٦۹/۱۰

۱۸٥۔ الطبقات الكبرىٰ: ۲٤٦/۳

۱۸۷۔ صحيح الجامع حديث: ٤۸

۱۸۸۔ مستدرك حاكم: ۳۳۸/۳

۱۸۹۔ الإصابة: ۷۱۳/۷

۱۹۰۔ صفة الصفوة: ۵۹/۲

۱۹۱۔ طبقات ابن سعد: ٤۱٥/۸

۱۹۲۔ صفة الصفوة: ۲۳۹/۱

۱۹۳۔ مسند امام احمد: ۳٤۸/٦

۱۹٤۔ سير أعلام النبلاء: ۲۸۹/۲

۱۹٥۔ البداية والنهاية: ۳٤٦/۸

۱۹٦۔ ترمذی: ۹۹۸

۱۹۷۔ ابن ماجه: ۱٦۱۰

۱۹۸۔ السيرة النبوية لابن هشام: ۲۰/٤

۱۹۹۔ سير أعلام النبلاء: ۲۸۳/۲

۲۰۰۔ الإصابة: ٤۹۰/۷

۲۰۱۔ صحيح الجامع الصغير الباني: ٤٤٥۰

۲۰۲۔ سير أعلام النبلاء: ۳۰٥/۲۔۳۰۷

۲۰۳۔ صفة الصفوة: ۲۳۸/۱

۲۰٤۔ طبقات ابن سعد: ۱۲/۸

۲۰٥۔ الإصابة: ۸٥/۳۔ ٦۷۳/۷

اُمت مسلمہ کی معزز بہنوں کی دینی راہنمائی کے لیے ایک منفرد اور جامع کتاب "حیاتِ صحابیاتؓ" پیش خدمت کی جا رہی ہے۔ اس کتاب کو عربی زبان میں الاستاذ ابوانس ماجد البنکانی نے نہایت عمدہ اسلوب میں بیان کیا ہے۔ جس کا اردو میں ترجمہ کرنے کی سعادت نامور ادیب محترم محمود احمد غضنفر صاحب نے حاصل کی ہے۔ جن کی صحابہ اکرامؓ 'صحابیات کریماتؓ' تابعین عظام اور تابعین عظیمات پر تراجم و تالیفات کو علم و ادبی حلقوں میں بہت زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب بھی اسی سنہری سلسلے کی کڑی ہے۔ اس کتاب میں جلیل القدر خواتین کی سوانح حیات کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا ہے کہ آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ ان میں سے ہر ایک میں اخلاص' تقویٰ' ثابت قدمی' خوش اخلاقی' اللہ و رسول کی محبت و اطاعت اور ایثار و قربانی جیسے اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جا بجا واقعات داستانیں' عبرتیں اور نصیحتیں قارئین کی نظر سے گزریں گی۔ نیز امہات المومنین' نبی کریم ﷺ کی بیٹیاں' نواسی اور رضاعی بہن' نبی کریم ﷺ کی پھوپھیاں اور مدرسہ نبوت سے فیض پانے والی جلیل القدر صحابیات کا تذکرہ بھی اس کتاب کی زینت ہے۔

بلاشبہ ہم ان عالی مقام صحابیات کریماتؓ کی پاکیزہ زندگیوں سے استفادہ کر کے اپنے معاشرے کو درست سمت پر استوار کر سکتے ہیں۔ اگر خواتین کی دینی منہج پر تربیت ہو جائے تو وہ اسلامی معاشرے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز ہماری مسلمان بہنوں کے لیے ان قدسی نفوس شخصیات کی سوانح حیات کا مطالعہ از حد مفید ثابت ہوگا۔

؎ یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے ہی اچھے کام پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔

محمد ضیاء الحق نعمانی
ڈائریکٹر نعمانی کتب خانہ لاہور



H15
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
7321865
E-Mail: nomania2000@hotmail.com